اصحابِ رسول ﷺ کی عزت و ناموس کا ترجمان

سلسلہ وار

خلافت راشدہ

نظام

خیرپور سندھ

جنوری 2015ء بمطابق ربیع اول ۱۴۳۶ھ شمارہ نمبر 1 جلد 6

ہر دم درودِ سرورِ عالم کہا کروں
ہر لحظہ محو روئے مکرم رہا کروں
اسم رسول ہو گا مداوائے دردِ دل
صلِ علیٰ سے دل کے دکھوں کی دوا کروں

دہشت گردی کے خلاف جنگ میں حکومت کے ساتھ ہیں

قائد اہلسنت مولانا

محمد احمد لدھیانوی مدظلہ

سرپرست اعلیٰ اہلسنت والجماعت پاکستان

خاص شمارہ سیرۃ النبی ﷺ

آنحضرت ﷺ بحیثیت سب سے بڑے

سیاستدان	قانون دان	انقلابی	مصلح
قائد	سپہ سالار	احکامات الٰہی کے پیغام بر	حقوق انسانی کے محافظ

سیرت النبی ﷺ اور جشنِ میلاد

[illegible] کے قلم سے

ہم خود دہشت گردی کا شکار ہیں

جانشین اہلسنت علامہ اورنگزیب فاروقی مدظلہ

سانحہ پشاور ہمارے شہداء کا تسلسل ہے

شاہین اہلسنت ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں

نعت شریف

گلی گلی میں نگر نگر میں ، نبیؐ کی نعتیں نبیؐ کی باتیں
مہک رہی ہیں، جگر جگر میں نبیؐ کی نعتیں نبیؐ کی باتیں
سلام کرتے تھے مصطفیؐ کو درخت جھک کر پہاڑ دب کر
شجر شجر میں حجر حجر میں نبیؐ کی نعتیں نبیؐ کی باتیں
زمیں کے ذرے ،فلک کے تارے نبیؐ کی چاہت کے استعارے
ملک ملک میں بشر بشر میں نبیؐ کی نعتیں نبیؐ کی باتیں
مرے خیالات میں بسیرا ہے رات دن روضۂ نبیؐ کا
مری فغاں اور چشم تر میں نبیؐ کی نعتیں نبیؐ کی باتیں
نبیؐ کی توصیف کے مقابل زروجواہر کی کیا ہے وقعت
ہیں بیش قیمت نظر نظر میں نبیؐ کی نعتیں نبیؐ کی باتیں
جمال نبویؐ پہ رشک کرتے ہیں چاند ،سورج، فلک کے تارے
کرن کرن میں سحر سحر میں نبیؐ کی نعتیں نبیؐ کی باتیں
چمن چمن میں کلی کلی میں اے شاہ بطحا! تری مہک ہے
جبال وصحراء میں بحر وبر میں نبیؐ کی نعتیں نبیؐ کی باتیں
زہے یہ رتبہ کہ دور ایسا جمیلؔ کی زندگی میں آئے
کہ ہوں لبوں پر سفر حضر میں نبیؐ کی نعتیں نبیؐ کی باتیں

[illegible]

ہر دم درود سرورِ عالم کہا کروں
ہر لمحہ محو روئے نبی رہا کروں
اسم رسولؐ ہوگا مداوائے درد دل
صلی علی سے دل کے دکھوں کی دوا کروں
ہر سطر اس کی اسوۂ ہادی کی ہو گواہ
اس طرح حال احمدؐ مرسل کہا کروں
معمور اس کو کرکے معرا سطور سے
ہر کلمہ اس کا دل کے لہو سے لکھا کروں
ہر دم رواں جو دل سے درودوں کا سلسلہ
طے اس طرح سے راہ کا ہر مرحلہ کروں
دے دوں اگر رسول مکرمؐ کا واسطہ
دل کی ہر اک مراد ملے گر دعا کروں
اس کے علاوہ سارے سہاروں سے ٹوٹ کر
اللہ کے کرم کے سہارے رہا کروں
ہو کر رہے گا سہل ہر اک مرحلہ کڑا
اللہ کے کرم کا اگر آسرا کروں

[illegible]

اسلامی تاریخ کے عظیم حکمران حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عدل و انصاف اور
زندگی کو منظوم نذرانہ عقیدت پیش کرنے والی 1600 سے زائد اشعار پر مشتمل منفرد کتاب

سٹاک میں دستیاب ہے

مناقب
مرادِ مصطفیٰ ﷺ

اسلامی تاریخ پر گہری نظر
رکھنے والے عظیم شاعر
حدید مرزا
مرحوم کے قلم سے

ہدیہ 150 روپے

ناشر
اشاعت المعارف [illegible] فیصل آباد پاکستان 0300-7946296/041-3420396

ناموس صحابہ و اہل بیت کے تحفظ کا علمبردار

سلسلہ نظامِ

خلافتِ راشدہ

خیرپور سندھ

بانی
علامہ علی شیر حیدری

سرپرست اعلیٰ
قائد اہلسنت مولانا محمد احمد لدھیانوی

نگران
مولانا اورنگزیب فاروقی

جنوری 2015ء

شمارہ نمبر 1 — جلد 6

مولانا حضرۃ العلامہ امیر عزیمت حق نواز جھنگوی شہید

مولانا حضرۃ العلامہ امیر عزیمت ضیاء الرحمن فاروقی شہید

مولانا حضرۃ العلامہ محمد اعظم طارق شہید

چیف ایڈیٹر
انجینئر طاہر محمود

ایڈیٹر محمد یونس قاسمی

مجلس مشاورت

☆ سید غازی پریل شاہ (سندھ)
☆ مولانا عطا محمد دیشانی (خیبر پختونخواہ)
☆ مولانا محمد اشرف طاہر (پنجاب)
☆ مولانا محمد رمضان مینگل (بلوچستان)
☆ مولانا تصدق حسین (آزاد کشمیر)
☆ مولانا فراز حیدری (گلگت)

مجلس ادارت

☆ سید محمد عاصم شاہ
☆ حاجی غلام مصطفےٰ بلوچ
☆ راؤ جاوید اقبال
☆ غلام رسول
☆ مولانا عبدالحفیظ فاروقی
☆ محمد معاویہ

فہرست

انسداد دہشت گردی پلان	5
ضرب حیدری	6
عقیدہ امامت قرآن کی نظر میں	7
دہشت گردی کے خلاف حکومت کے ساتھ ہیں	11
سانحہ پشاور	12
ہم خود دہشت گردی کا شکار ہیں	13
اسم محمدؐ	15
پیغمبر انقلابؐ	20
سب سے بڑے فلسفی	21
بادشاہوں کے نام آنحضورؐ کے خطوط	25
عقیدہ امامت ختم نبوت کے منافی ہے	28
نبی کریمؐ بحیثیت قانون دان	29
آنحضورؐ کی محبت جزو ایمان ہے	32
جانثاران پیغمبرؐ	33
آنحضورؐ کی سیاسی زندگی	35
سیرۃ النبیؐ اور جشن میلاد	37
اسلام سے پہلے عورت کی حیثیت	39
سیرت النبیؐ کا حسن	41
مطالعہ سیرت النبیؐ کی اہمیت	43
میری کہانی میری زبانی	47
نگر نگر مشن ہمارا	49
آپ کی مشکلات کا روحانی و طبی حل	50

فی شمارہ 40 روپے، سالانہ 560 روپے، رابطہ کیلئے: صبح 9 تا شام 5 بجے

0306-7810468
0300-7916396
041-3420396

Khelafaterashida@yahoo.com ------- tahirsmi@gmail.com

پبلشر نظامِ خلافت راشدہ فاؤنڈیشن اعظم کالونی القمان خیرپور سندھ

فرمان الٰہی عزوجل

ترجمہ:......"(یہ صحابہ) صبر کرنے والے ہیں۔ اور راست باز ہیں۔ اور فروتنی کرنے والے ہیں اور خرچ کرنے والے ہیں۔ اور پچھلی رات میں گناہوں سے بخشش چاہنے والے ہیں۔

آل عمران ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرمان رسول ﷺ

حضرت انسؓ ...... فرماتے ہیں کہ "مالک ابن دخشنؓ کا آنحضرت ﷺ کے سامنے گزر ہوا تو لوگ ان کی بدگوئی کرنے لگے۔ اور اسے منافقین کا سردار کہنے لگے۔ تو حضورؐ نے فرمایا چھوڑ دو میرے صحابہ کو ان کو برا بھلا نہ کہو۔

ترمذی ج ۲ صفحہ ۲۲۷

اصحاب رسول رضی اللہ عنہم

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جب منکرین زکوٰۃ، منکرین ختم نبوت، منکرین حدیث کے فتنوں نے سر اٹھایا اور قریب تھا کہ محمدیؐ شریعت کی اصلی تعلیم تبدیل ہو جاتی، ایسے کٹھن اور پر خطر موقع پر خلیفہ اول صدیق اکبرؓ کے دور کا یہ واقعہ ہماری رہنمائی کرتا ہے کہ جب آپؓ کو خبر ملی کہ منکرین زکوٰۃ نے مال زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا حالانکہ وہ کلمہ گو تھے، تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مسجد نبویؐ میں ایک اثر انگیز خطبہ ارشاد فرمایا......"اینقص الدین و انا حی"......حضور ﷺ کا دین کمزور ہو جائے اور میں زندہ رہوں یہ کیسے ہو سکتا ہے آپؓ نے فرمایا "جو شخص کسی کو رسی جو وہ حضور ﷺ کے زمانے میں زکوٰۃ میں دیتا تھا روکے گا اس رسی کے لیے بھی جہاد کروں گا۔"

دینی غیرت کا یہی وہ جذبہ تھا جس کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کے دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی جب چاروں طرف سے فتنوں نے سر اٹھایا تب بھی رسول اللہ کا دین جوں کا توں باقی رہا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے منکرین ختم نبوت کے خلاف جہاد کیا اور اس میں سات سو قرآن کے قراء کی شہادت ہوئی لیکن صدیقی غیرت و حمیت کی چنگاری بھڑکتی رہی۔ تا آنکہ تمام فتنے مٹ گئے اور ختم نبوتؐ، احادیث رسولؐ، رکن اسلام زکوٰۃ جیسے شعائر اصل صورت میں آج بھی باقی ہیں۔

فکر جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

میں بڑے صاف اور واضح الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ مولویت کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ مولوی اپنے نام کے ساتھ دیوبندی لکھ کر ٹاؤٹ ہو، یقین کر لیجئے کہ اس رب کی قسم جس نے محمد ﷺ کی زلفوں میں رعنائی رکھی تھی کہ دیوبندی مولوی ٹاؤٹی نہیں کر سکتا وہ دیوبندیت کو بدنام کرتا ہے کسی اور کا ایجنٹ ہوگا۔

ہو دیوبندی کی روحانی نسل، ہو دیوبند کا لقب رکھنے والا اور پھر بیڑی نہ پہنے، دیوبند کا لقب ساتھ رکھنے والا ظالم و چور کی آنکھ میں آنکھ نہ ڈالے، وہ دیوبند کا نام لینے والا عطاء اللہ شاہ بخاری کی یاد تازہ نہ کرے، میں اسے دیوبندنہیں سمجھتا، منافق سمجھتا ہوں، دیوبندیت ایک تحریک کا نام ہے، دیوبندیت جرأت کا نام ہے، دیوبندیت کردار کا نام ہے، دیوبندیت صاف گوئی کا نام ہے۔

علامہ فاروقی شہید نے فرمایا

ایران کے بارے میں آپ نے سن لیا کہ ایران کے آدم خور خمینی نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خمینی حجۃ اللہ۔ کلمہ طیبہ کے اندر خمینی کا نام انہوں نے شامل کر دیا۔ اور خمینی نے کہا کہ حضور ﷺ اپنے مشن میں ناکام واپس ہو گئے تھے۔ ہم پاکستان کی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس زہر آلود لٹریچر پر فوری پابندی لگائی جائے اور ایران کے سفارت خانے پر ان سرگرمیوں کی وجہ سے پابندی لگائی جائے۔ ہم سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں، لیکن ابوبکرؓ و عمرؓ پیغمبر ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی توہین برداشت نہیں کر سکتے، ہمارا تعلق اس جماعت کے ساتھ ہے، ہمارا تعلق ان علماء کے ساتھ ہے، جن علماء نے انگیز کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر ڈیڑھ سو سال تک ظلم و تشدد کا مقابلہ کیا لیکن گردن نہیں جھکائی۔

(جلال پور پیروالا سے شہدائے بالاکوٹ کانفرنس سے خطاب)

فرمودات اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ

کیا یہ صحابہ صرف اعظم طارق کے ہیں؟ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ صحابہ صرف ہمارے ہیں؟ صحابہ سب مسلمانوں کے ہیں۔ تبلیغ والو! صحابہ نہ ہوں تو تبلیغ ثابت نہیں۔ سیاست دانوں! صحابہ نہ ہوں تو نظام خلافت راشدہ ثابت نہیں۔ قرآن پڑھنے والو! اگر صحابہ نہ ہوں تو قرآن ثابت نہیں۔ حضور ﷺ کے دور میں یہ قرآن نہیں تھا۔ قرآن کو جمع کرنے والے صحابہ، امت کو حدیثیں جمع کر کے دینے والے صحابہ۔ حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ کر امت کو دکھانے والے صحابہؓ دور دراز ملکوں میں جا کر لوگوں کو اسلام سکھانے والے صحابہؓ دریاؤں میں گھوڑے اتار کر دین کی بات کرنے والے صحابہؓ آگ میں جل کر حق کی بات کرنے والے صحابہ، تختہ دار پر لٹک کر دین کی بات کرنے والے صحابہ!

انسداد دہشت گردی ایکشن پلان......تاریخ ساز قدم

سانحہ پشاور کے تناظر میں وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے پارلیمانی جماعتوں کی آل پارٹیز کانفرنس کے بعد اپنے خطاب میں انسداد دہشت گردی کے قومی ایکشن پلان کا ذکر کرتے ہوئے کہا "فوجی افسران کی سربراہی میں سپیشل ٹرائل کورٹ قائم کی جائیگی جس کی مدت دو سال ہوگی، ملک بھر میں کسی طرح کی عسکری تنظیموں یا مسلح جتھوں کی اجازت نہیں ہوگی، انسداد دہشت گردی کے ادارے نیپٹا کو مضبوط اور فعال بنایا جائے گا، نفرتیں ابھارنے، گردنیں کاٹنے، انتہا پسندی، فرقہ واریت اور عدم برداشت کو فروغ دینے والے لٹریچر، اخبارات ورسائل کے خلاف مؤثر اور بھرپور کارروائی، دہشت گردوں کی مالی اعانت کے تمام وسائل مکمل طور پر ختم کردیئے جائیں گے، کالعدم تنظیموں کو کسی دوسرے نام سے کام کرنے کی اجازت نہیں ہوگی، دینی مدارس کی رجسٹریشن اور ضابطہ بندی کا اہتمام کیا جائے گا، پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا پر دہشت گردوں اور ان کے نظریات کی تشہیر پر مکمل پابندی ہوگی، انٹرنیٹ، سوشل میڈیا پر دہشت گردی کے فروغ کی روک تھام کے لئے فوری اقدامات کئے جارہے ہیں، ملک کے ہر حصے میں انتہاپسندی کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی جائیگی، کراچی آپریشن کو اپنے منطقی انجام تک پہنچایا جائیگا اور ایکشن پلان کی تیاری کا کریڈٹ تمام سیاسی جماعتوں کو جاتا ہے، فوج کے سربراہ جنرل راحیل شریف مبارکباد کے مستحق ہیں، پاکستان کی سرزمین کو دہشت گردی کے لئے استعمال نہیں ہونے دینگے، توقع ہے کوئی اور ملک بھی اپنی سرزمین کو دہشت گردی کے لئے استعمال نہیں ہونے دیگا، ہمارے بچوں کو نشانہ بنا کر ہمارے مستقبل پر حملہ کرنے والوں کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں دہشت گردوں کو منہ توڑ جواب دینگے"۔

بلاشبہ وزیر اعظم پاکستان کا خطاب انتہائی فکر انگیز، دردناک اور تاریخ ساز تھا، دہشت گردی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا عزم پوری قوم کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے اس خطاب کی تفصیلات تمام سیاسی جماعتوں کے پارلیمانی اجلاس میں طے کی گئی تھیں جس میں آرمی چیف جنرل راحیل شریف، ڈی جی، آئی ایس آئی لیفٹیننٹ جنرل رضوان اختر، وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان کے علاوہ مولانا فضل الرحمٰن، اعجاز الحق، فاروق ستار، سید خورشید شاہ، عمران خان، راجہ ظفر الحق، فرید احمد پراچہ اور شہباز شریف بھی موجود تھے، وزیر اعظم کا یہ خطاب موقع کی مناسبت سے انتہائی ضروری تھا دہشت گردی کے خلاف ان کا عزم یقیناً بہت اہمیت کا حامل ہے لیکن اس طرح کے عزم کا اظہار اس سے قبل بھی کئی بار کیا جاچکا ہے، پاکستان کی تاریخ میں جو جماعت دہشت گردی کا سب سے زیادہ شکار ہوئی وہ سپاہ صحابہؓ ہے، اس جماعت کے بانی اور قائد مولانا حق نواز جھنگوی شہید کو 1990 میں دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا ان کے بعد سپاہ صحابہؓ کے ممبر قومی اسمبلی مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ دہشت گردی کا شکار ہوئے اسی طرح سپاہ صحابہؓ کے سرپرست اعلیٰ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ، کئی بار منتخب ہونے والے ممبر قومی اسمبلی مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ، قائد اہلسنت علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ سمیت ایک درجن سے زیادہ مرکزی راہنما اور سات ہزار سے زائد کارکن بم دھماکوں، راکٹ لانچروں اور فائرنگ کے ذریعے شہید ہو چکے ہیں، سپاہ صحابہؓ پر بلا جواز، غیر آئینی، غیر اخلاقی پابندی بھی آمر پرویز مشرف کے سیاہ ترین کارناموں میں سے ایک ہے، اتنی زیادہ شہادتوں کے باوجود جماعت کے موجودہ سرپرست اعلیٰ علامہ محمد احمد لدھیانوی مدظلہ نے صبر وتحمل کا دامن نہیں چھوڑا، انہوں نے اپنے کارکنوں کو شہادتوں، جیلوں، نظر بندیوں، ہتھکڑیوں اور ریاستی جبر وتشدد کے باوجود امن وامان کے لئے جدوجہد جاری رکھنے پر نہ صرف کاربند رکھا بلکہ انتقامی جذبہ رکھنے والے نوجوانوں کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے انہیں کسی صورت جماعتی پلیٹ فارم استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جس کی پاداش میں انہیں قتل کی دھمکیوں کا بھی سامنا کرنا پڑا، قائد اہلسنت مولانا محمد احمد لدھیانوی نے امن وامان کے لئے ہر حکومت کے ساتھ نہ صرف مکمل تعاون کیا بلکہ جماعتی سطح پر اپنی خدمات بھی پیش فرمائیں، سپاہ صحابہؓ پر پابندی بھی دہشت گردی کی بدترین مثال ہے کیونکہ سپاہ صحابہؓ نے کبھی بھی اپنے مشن کی جدوجہد کی تکمیل کے لئے آئینی راستہ ترک نہیں کیا، انہوں نے اپنے مشن کو آئینی طریقے سے منوانے کے لئے پارلیمنٹ کا راستہ اختیار کیا یہی وجہ ہے کہ سپاہ صحابہؓ کے قائد مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ اپنے گھر سے قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے جاتے ہوئے دہشت گردی کا شکار ہوئے اسی طرح سپاہ صحابہؓ کے سرپرست اعلیٰ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ ڈیڑھ سال تک جیل میں رہنے کے بعد انصاف کے حصول کے لئے عدالت کے کٹہرے میں دہشت گردوں کا نشانہ بنے، کیا یہ ستم ظریفی کی بدترین کیفیت نہیں ہے کہ جو لوگ آئینی جدوجہد کا راستہ اختیار کرنے کے لئے پارلیمنٹ کا حصہ بنیں اور اپنے اوپر ظلم وجبر کے خاتمہ کے لئے عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹائیں انہیں دہشت گرد ثابت کرنے کے لئے ان کی جماعت پر پابندی لگادی جائے، سپاہ صحابہؓ پاکستان نے قانون کا احترام کرتے ہوئے اپنے اوپر لگائی جانے والی غیر آئینی اور غیر قانونی پابندی کو عدالت عالیہ میں چیلنج کر رکھا ہے جب تک عدالت کا فیصلہ نہیں آجاتا سپاہ صحابہؓ کو کالعدم جماعت تصور کرنا انتہائی شرمناک ہے اس کے باوجود سپاہ صحابہؓ کے قائدین اور کارکنوں نے اہلسنت والجماعت کے نام سے آئینی وقانونی اور پرامن جدوجہد جاری رکھی ہوئی ہے، وزیر اعظم پاکستان کو سپاہ صحابہؓ کے قائدین اور لاکھوں کارکنوں کو پرامن جدوجہد جاری رکھنے کے لئے رکاوٹیں پیدا نہیں کرنی چاہئیں، چونکہ سپاہ صحابہ خود دہشت گردی کا شکار ہوئی ہے اس لئے دہشت گردی کے خلاف حکومت کی بلا امتیاز کارروائی، آنے والے دور میں تاریخ ساز قدم کے طور پر یاد رکھی جائیگی۔

مجلس علماء اسلام کا متفقہ اعلامیہ......خوش آئندہ پیش رفت

مجلس علماء اسلام کی سپریم کونسل کا اجلاس قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن کی رہائش گاہ پر ہوا جس کی صدارت مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاری نے کی اجلاس میں مولانا فضل الرحمٰن، مولانا سمیع الحق، مولانا حنیف جالندھری، مولانا عبد الغفور حیدری، مولانا فداء الرحمٰن درخواستی، مولانا قاضی ظہور حسین، مولانا خواجہ عزیز احمد، مولانا زاہد الرشدی، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، مولانا سید عدنان کاکاخیل، مولانا اشرف علی، مولانا شریف ہزاروی، مولانا زاہد اقبال سمیت مجلس علماء اسلام میں شامل تمام جماعتوں کے نمائندے شریک ہوئے، اہلسنت والجماعت کے سربراہ مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ سعودی حکومت کی دعوت پر سعودی عرب کے دورے پر ہیں اس لئے ان کی نمائندگی ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں نے کی، اجلاس میں سانحہ پشاور کی پرزور مذمت کرتے ہوئے شہداء کے لواحقین سے اظہار تعزیت کیا گیا، اجلاس میں دہشت گردی کے خلاف قومی یکجہتی کو اطمینان بخش قرار دیتے ہوئے اس بات کا خدشہ ظاہر کیا گیا کہ ملک بھر کے لادین اور سیکولر حلقے مدارس اور مذہبی جماعتوں کے خلاف معاندانہ مہم کو کامیاب بنانے کے لئے حکومت میں موجود اپنے ایجنٹوں کے ذریعے دہشت گردی کے خلاف جنگ کا رخ مذہبی اداروں کی طرف کرنے میں کامیاب نہ ہوجائیں، اجلاس میں اس بات کا اعادہ کیا گیا کہ فرقہ وارانہ اشتعال انگیزی پر پابندی کافی نہیں بلکہ قوم میں مذہبی منافرت اور اشتعال انگیزی پیدا کرنے والے لٹریچر کے مصنفین اور ناشرین کو سزا دی جائے، کہ اصحاب رسول کی توہین وتنقیص کو ناقابل معافی جرم قرار دے کر اس کی سزا کم از کم چودہ سال مقرر کی جائے۔

ضربِ حیدری

علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ

اللہ کریم نے مصطفیٰ کریم کو وہ عزت و عظمت عطا فرمائی کہ کائنات میں نہ کسی کو پہلے ملی اور نہ بعد میں ملے گی حضورؐ سے اعلیٰ ہونا، حضورؐ سے بالا ہونا، حضورؐ سے بہتر اور برتر ہونا تو کجا؟ حضورؐ کے برابر بھی نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوگا، اللہ نے مصطفیٰؐ پہ تمام درجات عالیہ کو ختم کردیا...... آئیے درجات گن لیں

جتنے بھی درجات آپ کو ملیں گے...... جتنے بھی فضائل آپ کو ملیں گے...... وہ صداقت ہو...... عدالت ہو...... وہ حیا ہو...... سخاء ہو...... وہ شجاعت ہو...... ذہانت ہو جتنی بھی فضائل کی باتیں آپ گن لیجئے لیکن ان تمام ولایتوں میں...... شرافتوں میں...... کرامتوں میں...... عزتوں میں...... رفعتوں میں...... فضیلتوں میں...... نبوت سب سے اعلیٰ ہے اور مصطفیٰ کریم کا درجہ تو نبوت سے بھی، ختم نبوت کی وجہ سے اعلیٰ ہے کہ باقی سب لوگ مل کر بھی کسی نبی کو نہیں پہنچ سکتے اور سارے نبی مل کر بھی مصطفیٰؐ کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے۔

مصطفائے کریم کو اللہ نے خاتم النبیینؐ بنایا رتبتاً بھی، زماناً بھی اور مکاناً بھی خاتم النبیینؐ ہیں کہ زمین ساری پر، آسمانوں میں...... زمین میں پوری مخلوق میں...... عالم میں کوئی اور نبی حضورؐ کے اظہار نبوت کے بعد نہیں ہے اور حضور پاکؐ زماناً بھی خاتم النبیینؐ ہیں کہ قیامت آجائے لیکن کوئی نیا نبی نہیں بنے گا بعد میں آئے تو کیسے آئے؟ بعد میں آئے تو کیا لائے؟ حضورؐ نے فرمایا اللہ نے مجھے بھیجا ہے۔

"بعثت لاتمم مکارم الاخلاق"

سارے مکارم الاخلاق، سارے فضائل ومحامد، رب نے مجھے دے کر بھیج دیا...... سب اچھائیاں مجھے دے دی ہیں...... پیچھے کوئی چھوڑی بھی نہیں ہے...... کوئی آئے تو کیا لائے گا؟ جب لانے کیلئے کچھ نہیں...... خالی ہاتھ آئے تو وہ نبی کیسے ہے؟ نبی جو آئے تو وہ کیوں آئے؟ یا تو پہلی تعلیم اب کامل نہ رہی ہو...... اپنے دور کے لحاظ سے کامل تھی، اب نئے مسائل پیدا ہوگئے...... نئی باتیں آگئیں...... ان کا جواب گزشتہ شریعت میں نہیں ہے لہٰذا اس شریعت کی تکمیل کے لئے آئے یا پھر اس سے اچھی شریعت لے کر آئے...... پہلی کی تنسیخ کے لئے آئے...... اس کو منسوخ کر کے نئی شریعت لائے یا پہلی کی تکمیل کرے...... یا تنسیخ کرے۔

ہاں تکمیل تب کرے جب کوئی مسئلہ رہتا ہو...... تنسیخ تب کرے کہ اس سے بہتر شریعت لائے۔

جب محمدی شریعت کو اللہ نے کامل ایسا بنایا کہ قیامت تک کوئی مسئلہ رہتا نہیں تو تکمیل کی ضرورت نہ رہی اور محمدی شریعت سب سے اعلیٰ اور بہتر ہے تو اب اس کی تنسیخ کی بھی کوئی ضرورت نہیں...... نہ تکمیل کی کوئی گنجائش ہے...... نہ تنسیخ کی گنجائش تو کیوں نہ کہا جائے کہ محمد عربیؐ کے بعد کسی نئے نبی کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔

اللہ نے حضور کو ایسا مرتبہ عطا فرمادیا...... نبوت وہ عطا فرمائی...... شریعت وہ عطا فرمائی کہ نہ اس کی تکمیل کے لئے کسی کے آنے کی ضرورت...... نہ اس کی تنسیخ کے لئے کسی کے آنے کی گنجائش...... لہٰذا اب جو آئے نہ اس کی ضرورت ہے۔ نہ گنجائش ہے...... تو وہ فضول ہے...... جو فضول ہو وہ رسول نہیں ہوتا۔

اللہ نے مصطفائے کریم کو خاتم النبیینؐ بنایا کہ مصطفیٰؐ پر تمام منزلتیں ختم...... رفعتیں ختم...... مخلوق میں جتنی رفعتیں مل سکتی ہیں...... جتنی فضیلتیں مل سکتی ہیں...... ان کا منتہیٰ اگر دیکھا جائے جو تو وہ نکتہ "محمدؐ" ہوگا...... رب نے ہر پرتو ڈالا...... اول کا پرتو بھی وہاں...... آخر کا پرتو بھی وہاں...... حقیقی اول خدا خود ہے...... حقیقی آخر بھی خدا خود ہے...... اور مصطفیٰؐ پروہ پرتو ڈالا کہ مصطفیٰؐ اول الانبیاءؑ اور مصطفیٰؐ آخر الانبیاءؑ چنانچہ آپؐ نے خود فرمایا۔

ترجمہ: ''لوگو! ابھی آدمؑ کو اللہ نے پیدا نہیں کیا تھا کہ اس سے پہلے اللہ کے دفتر میں، میں خاتم النبیین لکھا ہوا تھا اور اس سٹیج پر...... اس عالم پر تبلیغ کے لئے...... سارے انبیاء کرامؑ آئے...... اللہ کے دفتر میں...... لسٹ میں سب سے پہلے نام محمدؐ کا اور اسٹیج پر سب سے آخری تبلیغ محمدیؐ۔

عقیدہ امامت قرآن کی نظر میں

جس میں: قرآن مجید کی تمام ان آیات جن میں لفظ امام آیا ہے صحیح تفسیر کر کے روز روشن کی طرح ظاہر کر دیا گیا ہے کہ امام کے جو معنی شیعہ بیان کرتے ہیں وہ محض ان کے خانہ ساز معنی ہیں اور بالکل بے اصل و بے بنیاد ہیں اور یہ کہ اصل مقصد مسئلہ امامت کی ایجاد سے عقیدۂ رسالت سے آزادی اور ختم نبوت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ۔

حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی قدس سرہٗ کے قلم سے

آیات امامت کی تفسیر کر کے یہ بتانا مقصود ہے کہ لفظ امام کے معنی قرآن شریف میں کیا ہیں اور شیعوں نے کیا گھڑے ہیں اور شیعوں کا اصلی مقصد اس ایجاد سے کیا ہے۔

شیعہ کہتے ہیں کہ مسئلہ امامت اصول دین میں سے ہے اور اس مسئلہ کی ایجاد پر انکو اس قدر ناز ہے کہ اگر انکو امامیہ کہا جائے تو بہت خوش ہوتے ہیں۔

اہل سنت (مسلمان) کہتے ہیں کہ شیعوں کا مفروضہ مسئلہ امامت دین الٰہی کی سخت ترین بغاوت ہے ایک مسلم کیلئے اس سے زیادہ کوئی عیب نہیں وہ مسئلہ امامت کا قائل ہو اور اپنے کو امامیہ کہے، سچ ہے......

آں کہ فخر تست آں ننگ من است

شیعہ راہنما مسئلہ امامت کی ضرورت کو بڑی ملمع سازی کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور سادہ لوحوں کو یہ دکھاتے ہیں کہ انہوں نے بڑی احتیاط سے دینداری کو اختیار کیا ہے۔

شیعہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے چلے جانے کے بعد مثل کوئی معصوم دنیا میں موجود نہ ہو اور رسول اللہ ﷺ کی طرح اس کی اطاعت لوگوں پر فرض نہ ہو تو لوگوں کو ہدایت کس سے حاصل ہو گی غیر معصوم کی اتباع میں سوا گمراہی کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ غیر معصوم سے ہر وقت خطا کا صادر ہونا ممکن ہے۔

لہٰذا ضروری ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ہر زمانے میں قیامت تک ایک معصوم مفترض الطاعت دنیا میں موجود رہے تاکہ سعادت مند لوگ اس سے دین حاصل کریں اور خدا کی حجت بندوں پر قائم رہے اسی معصوم مفترض الطاعت کو جو ہر صفت میں رسول اللہ ﷺ کا مثل اور مانند ہے امام کہتے ہیں آنحضرت ﷺ کے بعد قیامت تک کے لیے خدا کی طرف سے بارہ امام مقرر ہو چکے ہیں۔ اور بارہویں امام پر دنیا کا خاتمہ ہے۔

> **شیعہ کا مسئلہ امامت دین الٰہی کی سخت ترین بغاوت ہے ایک مسلمان کے لیے اس سے زیادہ کوئی عیب نہیں ہے کہ وہ مسئلہ امامت کا قائل ہو**

اہل سنت کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ہدایت خلق اللہ تعالیٰ کے لیے اور بندوں پر حجت خداوندی قائم رکھنے کے لیے دو چیزیں کافی ہیں جو قیامت تک موجود ہیں......

(۱)......قرآن مجید (۲)......سنت۔

یہی وہ ثقلین ہیں جس کے اتباع کا رسول اللہ ﷺ حکم دے گئے اور فرما گئے کہ انکی اتباع کرنے سے ہرگز گمراہی تم میں نہ آئے گی یہ بھی فرما گئے کہ یہ دونوں چیزیں قیامت تک دنیا میں موجود رہیں گی لہٰذا آپ کے بعد نہ کسی کو آپ کا مثل اور معصوم مفترض الطاعت کی ضرورت اور نہ کسی غیر معصوم کی اتباع کی حاجت۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے کہ شاہانہ اقتدار کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا نائب بن کر دین کے ان مہمات کو انجام دیتا رہے جن کی انجام دہی بغیر شاہانہ اقتدار کے نہیں ہو سکتی مگر اس شخص کے معصوم ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

کیونکہ وہ رسول کی طرح دین کا ماخذ نہیں قرآن وسنت کی پیروی جس طرح اور مسلمانوں پر فرض ہے بالکل اسی طرح اس شخص پر بھی ہے دین میں ذرہ برابر تغیر و تبدل کرنے کا اس شخص کو اختیار نہیں نہ حرام کو حلال کر سکتا ہے نہ حلال کو حرام۔

اس شخص کی اطاعت بھی صرف انہیں باتوں میں ضروری ہے جو قرآن وسنت کے خلاف نہ ہوں جیسا کہ آیت "اولی الامر" میں اس کو صاف ارشاد فرمایا ہے اسی شخص کو خلیفہ یا امام کہتے ہیں۔

خلیفہ یا امام کا انتخاب بھی امت کے ذمہ ہے بالکل اسی طرح جیسے امام نماز کا تقرر مقتدیوں کے ذمہ ہے اگر امت کسی نالائق شخص کو خلافت کے لیے انتخاب کرے تو گنہگار ہو گی جس طرح مقتدی کسی نالائق شخص کو امام بنا لینے سے گنہگار ہوتے ہیں۔

اگر شیعہ کہتے ہیں کہ قرآن وسنت ہدایت کے لیے کافی نہیں ہے اس لئے کہ بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جو قرآن وسنت کے مطالب معلوم کرنے کے لیے کسی بیان کرنے والے کے محتاج ہوں گے اور وہ غیر معصوم ہوگا تو لا محالہ انکو غیر معصوم کی اتباع کرنی پڑے گی اور وہی سب خرابیاں لازم آئیں گی جو غیر معصوم کے اتباع میں ہوتی ہیں۔

تو جواب اسکا یہ ہے کہ اس چیز کو اگر غیر معصوم کا اتباع قرار دیا جائے تو اس سے کسی حال میں یہ بات جائز نہیں ہو سکتی معصوم کی موجودگی میں بھی یہ کام کرنا پڑتا ہے کیونکہ معصوم کسی ایک مقام میں ہوں گے اس مقام کے بھی سب لوگ ہر بات میں معصوم کی طرح رجوع نہیں کر سکتے اور دوسرے مقامات کے لوگوں کا تو ذکر کیا' لا محالہ انکو کسی غیر معصوم سے معصوم کے احکام معلوم کرنا پڑیں گے خواہ وہ معصوم کا نائب ہی کیوں نہ ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت بھی حاصل ہے پھر بھی وہ کوئی ایسا انتظام نہ کر سکے کہ ہر معاملہ میں لوگ ان سے ہدایت حاصل کر سکتے بلکہ خاص کوفہ میں انکی طرف سے ایک غیر معصوم قاضی مقرر تھا جو مقدمات کے فیصلے کرتا تھا۔ کوفہ سے باہر انکے نائب تھے جو طرح طرح کی خیانتیں کرتے تھے اور لوگ مجبور تھے کہ انہیں کے احکام پر عمل کریں ائمہ کی موجودگی میں اصحاب ائمہ میں باہم دینی مسائل میں اختلاف ہوتا تھا اور وہ اختلاف نزاع کی اس حد تک پہنچتا تھا کہ باہم ترک کلام وسلام کی نوبت آ جاتی تھی اور کسی طرح اسکا تصفیہ نہ ہوتا تھا مجتہدین شیعہ کہتے ہیں کہ اصحاب ائمہ پر واجب نہ تھا کہ ائمہ سے یقین حاصل کریں۔ (دیکھو اساس الاصول) غرضکہ ائمہ کی موجودگی ہی میں غیر معصوم کا اتباع برابر جاری تھا اور اب تو کسی شیعہ کو کچھ

کہنے کی گنجائش ہی نہیں کیونکہ قدرت نے اس طرح انکے خانہ ساز مسئلہ امامت کو خاک میں ملایا ہے کہ اب بھی کوئی نہ سمجھے تو کس منہ سے خدا کے سامنے جائے گا۔ شیعہ کہتے تھے کہ ہر زمانہ میں ایک معصوم کا ہونا ضروری ہے تا کہ لوگ اس سے ہدایت حاصل کریں مگر امام حسن عسکری کے بعد جن کی وفات ۲۶۰ھ میں ہوئی آج تک کہ ایک ہزار اٹھاسی سال ہوئے کوئی امام معصوم موجود نہیں ہے اور شیعہ بھی غیر معصومین کا اتباع کر رہے ہیں اور روایات ہی پر انکا بھی عمل ہے اب کوئی پوچھے کہ غیر معصوم کا اتباع کر کے تم گمراہ ہوئے یا نہیں اور جب روایات ہی پر عمل کرنا ٹھہرا تو رسول اللہ ﷺ کی روایات نے کیا قصور کیا ہے کہ انکو چھوڑ کر امام باقر و امام صادق کی روایات پر عمل کیا جائے۔

شیعہ کہتے ہیں کہ امام معصوم موجود ہیں مگر وہ نظروں سے پوشیدہ ایک غار کے اندر تشریف رکھتے ہیں لیکن جب انکو کوئی دیکھ نہیں سکتا اور نہ ان سے ہدایت حاصل کر سکتا ہے تو انکا وجود وعدم برابر ہے۔ اور پھر اگر ایسا موجود ہونا کافی ہے تو ہمارے نبی کریم ﷺ بھی اپنی قبر اقدس دانور میں موجود ہیں اور ایسی زندگی کے ساتھ کہ اس عالم کی کروڑوں زندگیاں اس پر قربان ہیں۔

اصل حقیقت: یہ ہے کہ بانیاں مذہب شیعہ کا مقصود اصلی دین اسلام کا خراب کرنا تھا اور وہ اسی لیے مسلمانوں کے لباس میں آ کر اپنی کارروائیاں کر رہے تھے۔ لہٰذا انہوں نے ایک طرف تو قرآن کو محرف کہنا شروع کیا دو ہزار سے زیادہ روایتیں قرآن میں ہر قسم کے تحریف کی تصنیف کر لیں اور دوسری طرف قرآن کو معمہ اور چیستان مشہور کیا۔ تیسری طرف تمام صحابہ کرامؓ کو کاذب قرار دیا۔ تا کہ رسول اللہ ﷺ کے معجزات اور تعلیمات جو انہیں صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں قابل اعتبار نہ رہیں اور چوتھی طرف یہ کارروائی کی کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد بارہ شخص آپ کے مثل معصوم اور مفترض الطاعت تجویز کیے اور انکے اختیارات یہ بیان کیے کہ فھم یحلون ما یشاء ون ویحرمون ما یشاءون (اصول کافی صفحہ ۲۷)

یعنی یہ ائمہ جس چیز کو چاہیں حلال کر دیں اور جس چیز کو چاہیں حرام کر دیں تا کہ مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ سے استغناء ہو جائے۔ یہ وہ باتیں ہیں کہ بانیان مذہب شیعہ کے اصلی مقصود کو عالم میں آشکارا کر رہے ہیں۔ غضب خدا کا کہا تو یہ جائے کہ ہم غیر معصوم کے اتباع سے بچنے کے لیے دوازدہ بارہ امام کو مانتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں چونکہ غیر معصومین سے منقول ہیں اس لیے نہیں لیتے اور پھر غیر معصومین کا اتباع بھی کیا جائے اور غیر معصومین کی

اگر امام کی اطاعت بھی مثل اطاعت رسول فرض ہوتی تو جس طرح خدا نے رسولوں کی اطاعت کا حکم دیا ہے اسی طرح اماموں کی اطاعت کا بھی حکم دیتا

نقل کی ہوئی روایات بھی لی جائیں، مگر رسول کی نہیں بلکہ ائمہ کی۔

بہر کیف اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ لفظ امام کے جو معنی شیعوں نے گھڑے ہیں قرآن مجید سے کہیں انکا ثبوت نہیں ملتا۔ قرآن مجید میں ایک دو جگہ نہیں گیارہ جگہ لفظ امام کا استعمال ہوا ہے مگر کسی جگہ بھی شیعوں کے مفروضہ معنی نہیں بنتے۔ قرآن مجید میں امام مطلق پیشوا کے معنی میں ہے خواہ وہ اچھا ہو یا برا نبیوں پر بھی یہ لفظ بولا گیا ہے اور کافروں، بدکاروں پر بھی ملاحظہ ہو۔

پہلی آیت:

فقاتلوا ائمة الکفر انهم لا ایمان لهم لعلهم ینتهون. (سورۃ توبہ دسواں پارہ)

ترجمہ: ......'' اے مسلمانو! کفر کے اماموں سے قتال کرو انکا معاہدہ اب باقی نہیں ہے تا کہ وہ (اپنی شرارتوں سے) باز آئیں۔

ف: اس آیت میں حق تعالیٰ نے کافروں کے سرداروں کو امام فرمایا بوجہ اس کے وہ کافروں کے پیشوا تھے کافر لوگ انکا اتباع کرتے تھے۔

دوسری آیت:

''ومن قبله کتاب موسیٰ اماما ورحمة''

یہ آیت دو جگہ ہے اول سورہ ہود بارہویں پارے میں، دوسری سورہ احقاف چھبیسویں پارہ میں۔

ترجمہ: ......'' قرآن شریف سے پہلے موسیٰ کی کتاب (یعنی توریت) امام اور رحمت تھی۔''

تیسری آیت:

وانهما لا مام مبین

(سورہ حجر، چودھواں پارہ)

ترجمہ: ......'' تحقیق وہ دونوں بستیاں امام مبین یعنی شارع عام پر ہیں۔''

ف: دو بستیوں پر خدا کا عذاب نازل ہوا تھا ان کا ذکر اس آیت میں ہے۔ اس آیت میں سڑک کو اللہ نے ''امام'' فرمایا اس لئے کہ مسافر اس کا اتباع کرتے ہیں۔

چوتھی آیت:

''وجعلنا هم ائمة یهدون بامرنا''

(سورہ انبیاء سترہواں پارہ)

ترجمہ: ......'' اور بنا دیا ہم نے ان کو امام کہ ہمارے حکم سے وہ لوگوں کو ہدایت کرتے تھے''

ف: اس آیت میں حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم، حضرت لوط، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب علیہم السلام کو امام فرمایا۔ شیعوں کے معنی یہاں بھی نہیں ہیں، یہاں امامت بمعنی نبوت ہے۔

پانچویں آیت:

والذین یقولون ربنا هب لنا من ازواجنا و ذریاتنا قرة اعین واجعلنا للمتقین اماماً.

(سورہ فرقان، انیسواں پارہ)

ترجمہ: ......'' اور وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار بخش دے ہم کو ہماری بیویوں کو اور ہماری اولاد سے ٹھنڈک آنکھوں کی بنا دے ہم کو متقیوں کا امام۔''

چھٹی آیت:

و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلهم ائمة و نجعلهم الوارثین.

(سورہ قصص، بیسواں پارہ)

ترجمہ: ......'' اور ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں جو زمین میں کمزور سمجھے گئے تھے اور ان کو امام بنا دیں اور ان کو (زمین کا) وارث بنا دیں۔''

ف: اس آیت میں حق تعالیٰ نے نبی اسرائیل کا ذکر کیا ہے کہ وہ زمین میں بہت کمزور تھے۔ لہٰذا ہم نے چاہا کہ ہم ان پر احسان کریں اور ان کو امام بنا دیں۔ اس آیت میں بھی امامت مطلق پیشوائی کے معنی میں ہے، جس سے مراد نبوت اور بادشاہت ہے۔ جیسا کہ ایک دوسری آیت میں نبی اسرائیل کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہم نے تم کو بادشاہ اور انبیاء تم میں مبعوث کیے۔

ساتویں آیت:

وجعلنا هم ائمة یدعون الی النار.

(سورہ قصص، بیسواں پارہ)

CS CamScanner

ترجمہ:...... "اور بنادیا ہم نے انکو امام کہ بلاتے تھے وہ دوزخ کی طرف"

ف: دیکھیے اس آیت میں امام کو کیسے برے معنی میں استعمال کیا ہے۔ اس آیت میں فرعون والوں کو امام فرمایا۔

آٹھویں آیت:

وجعلنا منهم ائمة يهدون بامرنا لما صبروا وكانوا بآياتنا يوقنون. (سورہ سجدہ، اکیسواں پارہ)

ترجمہ:...... "اور بنائے ہم نے ان میں سے امام کہ ہدایت کرتے تھے ہمارے حکم سے جب کہ انہوں نے صبر کیا اور وہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔"

ف: اس آیت میں بنی اسرائیل کا تذکرہ ہے۔ اس آیت میں امام بمعنی نبی ہے، اس لیے کہ خدا کے حکم سے ہدایت کرنا نبیوں ہی کا کام ہے اور آگے چل کر ان پر وحی نازل کرنے کا بھی تذکرہ ہے۔ اس سے بھی امامت کا بمعنی نبوت ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

نویں آیت:

انا نحن نحى الموتى ونكتب ماقدموا وآثارهم وكل شيء احصينه في امام مبين.

(سورہ یٰسین، بائیسواں پارہ)

ترجمہ:...... "بتحقیق ہم زندہ کرتے ہیں مردوں کو اور لکھتے ہیں تمام ان کاموں کو جو لوگوں نے آگے بھیجے اور ان کی پیچھے چھوڑی ہوئی چیزوں کو اور ہر چیز کو ہم نے ایک روشن امام میں گھیر دیا ہے۔"

دسویں آیت:

يوم ندعوا كل اناس بامامهم.

(سورہ بنی اسرائیل، پندرھواں پارہ)

ترجمہ:...... "جس دن کہ ہم بلائیں گے ہر کسی کو اس کے امام کے ساتھ۔"

اس آیت میں امام سے مراد پیغمبر ہیں۔ کیونکہ قیامت کے دن ہر امت اپنے پیغمبر کے ساتھ بلائی جائے گی۔

گیارہویں آیت:

واذ ابتلى ابراهيم ربه بكلمت فاتمهن قال انى جاعلك للناس اماما قال ومن ذريتى قال لا ينال عهدى الظلمين. (سورہ بقرہ پہلا پارہ)

ترجمہ:...... "اور جب کہ ابراہیم کو ان کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور ابراہیم نے ان باتوں کو پورا کردیا تو اللہ نے فرمایا کہ میں تم کو لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ ابراہیم نے کہا اور میری اولاد میں سے بھی (کچھ لوگوں کو امام بنا) اللہ نے فرمایا کہ میرا عہد ظالموں کو نہ پہنچے گا۔

ف: اس آیت میں یہ بیان ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام امتحان خداوندی میں کامیاب ہوئے تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تم کو لوگوں کا امام بنانا چاہتا ہوں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو بھی اس نعمت میں شریک کرنا چاہا تو حق تعالیٰ نے ان کو خبر دی کہ تمہاری اولاد میں ظالم اور عادل دونوں قسم کے لوگ ہوں گے۔ ظالموں کو یہ نعمت نہ ملے گی۔

جب روایات پر بھی عمل کرنا ٹھہرا تو پھر رسول اللہؐ کی روایات نے کیا قصور کیا ہے کہ ان کو چھوڑ کر امام باقرؒ وامام صادقؒ کی روایات پر عمل کیا جائے

الحاصل: قرآن مجید کی یہ گیارہ آیتیں ہیں جن میں لفظ امام مستعمل ہوا ہے اور کہیں بھی شیعوں کے اصطلاحی معنی کسی طرح چسپاں نہیں ہوتے اور کوئی مقصود انکا اس مسئلہ امامت سے سوا عقیدہ نبوت کے مقابلہ اور معارضہ کے معلوم نہیں ہوتا۔

قرآن مجید کو شروع سے آخر تک کوئی پڑھے تو اسکو سینکڑوں آیتیں اس مضمون کی ملیں گی کہ رسولؐ کی اطاعت نجات کے لیے کافی ہے اور رسولؐ ہی مبعوث ہونے سے خدا کی حجت قائم ہوتی ہے خدا کی طرف سے رسول ہی کی اطاعت مخلوق پر فرض کی گئی ہے۔ قرآن مجید میں سوا رسول کے اور کسی کی اطاعت کو خدا نے اپنی اطاعت نہیں فرمایا نمونہ کے طور پر چند آیتیں جو قطرہ از بحار کے حکم میں ہیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) ترجمہ:...... "کہہ دیجئے اے نبی کہ اگر تم دوست رکھتے ہو اللہ کو تو میری پیروی کرو محبت کریگا تم سے اللہ اور بخش دے گا تمہارے گناہوں کو۔"

(۲): ترجمہ:...... "کہہ دیجئے اے نبی کہ اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی پھر اگر منہ پھیریں یہ لوگ تو اللہ نہیں پسند کرتا کافروں کو۔"

(۳): ترجمہ:...... "جو شخص اطاعت کرے اللہ کی اور اسکے رسول کی تو داخل کرے گا اسکو اللہ باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں اور یہ بڑی کامیابی ہے۔"

(۴): ترجمہ:...... "جو رسول ہم نے بھیجا وہ اسی لیے کہ اسکی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے۔"

(۵): ترجمہ:...... "جس نے رسول کی اطاعت کی بتحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

(۶): ترجمہ:...... "رسول خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے تاکہ نہ رہے کوئی حجت لوگوں کی اللہ پر رسولوں کے بھیجنے کے بعد۔"

(۷): ترجمہ:...... "اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور (نافرمانی سے) بچتے رہو۔"

(۸): ترجمہ:...... "اے گروہ جنوں اور انسانوں کے کیا نہیں آئے تمہارے پاس رسول تم میں سے کہ بیان کرتے ہیں احکام اور ڈراتے تم کو اس دن کے ملنے سے۔"

(۹): ترجمہ:...... "اے بنی آدم آئیں گے تمہارے پاس رسول جو تمہیں میں سے ہوں گے بیان کریں گے تم سے میرے احکام پھر جو لوگ پرہیزگاری کریں گے اور اچھے کام کریں گے ان پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہونگے۔"

(۱۰): ترجمہ:...... "اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی۔"

(۱۱): ترجمہ:...... "بتحقیق تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں اچھی پیروی ہے۔"

(۱۲): ترجمہ:...... "جو اطاعت کرے گا اللہ کی اور اسکے رسول کی تو بتحقیق وہ بڑی کامیابی کو پہنچ گیا۔"

(۱۳): ترجمہ:...... "اور کہیں گے ان سے داروغہ جہنم کے کہ کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس رسول تم میں سے۔"

(۱۴): ترجمہ:...... "جو حکم دیں تم کو رسول اس پر عمل کرو اور جو منع کریں اس سے باز رہو۔"

الغرض قرآن مجید میں ہر جگہ رسول کی ہی اطاعت کا حکم ہے انہیں کے اوامر و نواہی کو واجب الاتباع قرار دیا گیا ہے۔ انہیں کی اطاعت پر فوز عظیم اور جنت کا وعدہ ہے قبر سے لے کر حشر تک انہیں کی اطاعت کا سوال ہوگا انہیں کی اطاعت بعینہا خدا کی اطاعت قرار دی گئی ہے قرآن مجید کی ان آیات کو دیکھ کر کون مسلمان اس بات کو مان سکتا ہے کہ رسول کے سوا کوئی اور بھی مثل رسول کے واجب الاطاعت ہوسکتا ہے یا کسی اور سے بھی خدا کی حجت قائم ہوسکتی ہے ایک مسلمان کے لیے تو یہ بہت بڑی بات ہے کہ اگر مسئلہ امامت کی کچھ اصلیت ہوتی اور امام کی اطاعت بھی مثل اطاعت رسول کے فرض ہوتی تو جس طرح خدا نے رسولوں

CamScanner

کی اطاعت کا حکم دیا ہے اسی طرح اماموں کی اطاعت کا بھی حکم دیتا اگر رسولوں کی اطاعت کے متعلق دوسو آیتیں ہیں تو اماموں کے متعلق دس، بیس آیتیں ہوتیں نہ سہی ایک ہی آیت قرآن مجید میں ہوتی۔

ایک آیت میں خدا نے رسول کی اطاعت کے ساتھ اولی الامر کی اطاعت کا بھی حکم دیا تو اس کے ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ اگر تم میں اور اولی الامر میں کسی بات میں اختلاف ہو جائے تو اسکا فیصلہ خدا اور رسول سے کراؤ جس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ اولی الامر کی اطاعت اسی وقت تک

ولد كيسان فتحدثوا به في الطرق و قرى السواد.

یعنی ہمارا راز یعنی مسئلہ امامت ہمیشہ پوشیدہ رہا یہاں تک کہ مکر و فریب کی اولاد کے ہاتھوں میں پہنچا اور انہوں نے اس کو راستوں میں اور عراق کی بستیوں میں بیان کرنا شروع کر دیا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ مسئلہ امامت اگلے پیغمبروں کے وقت میں کوئی نہ جانتا تھا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کسی کو اسکی خبر نہ تھی

سے کیا اندیشہ تھا جو سوا جبرئیل کے سب فرشتوں سے بھی یہ مسئلہ چھپایا گیا اور نبیوں سے کیا خطرہ تھا جو سوا آنحضرت ﷺ کے اور کسی نبی کو بھی یہ مسئلہ نہ بتایا گیا شاید فرشتوں اور نبیوں سے یہ اندیشہ ہو کہ وہ اس مسئلہ کو سن کر حسد کریں گے اور نہ معلوم اس حسد کے کیا کیا نتائج نکلیں فرشتوں نے حضرت آدم کی خلافت سن کر اعتراض کیا ہی تھا اور حضرت آدم علیہ السلام نے ائمہ کے نام ساق عرش پر دیکھ کر حسد کیا ہی تھا اور اسی حسد کی سزا میں جنت سے نکالے گئے۔

خیر ہم اس عقدہ لاینحل کے حل کرنے کے پیچھے پڑ کر

مسئلہ امامت کی ایجاد کا مقصد صرف عقیدہ ختم نبوت کو بے کار کرنا اور انبیاءؑ کی شان گھٹانا ہے

ہے جب تک کہ وہ کوئی حکم خلاف شریعت نہ دے۔

مگر شیعوں کے پاس اسکا نہایت شافی جواب موجود ہے کہتے ہیں کہ خدا قرآن میں مسئلہ امامت کو کیسے ذکر کرتا اور امام کی اطاعت کا حکم کیسے دیتا امامت تو ایک راز تھی جس کا پوشیدہ رکھنا ضروری تھا اصول کافی مطبوعہ لکھنو ص ۴۸۷ میں ہے۔

ترجمہ:......" امام باقر علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی ولایت (یعنی مسئلہ امامت) پوشیدہ طور پر خدا نے جبرئیلؑ سے بیان کیا اور جبرئیل نے اسکو پوشیدہ طور پر محمد ﷺ سے بیان کیا اور محمدؐ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اسکو پوشیدہ طور پر بیان کیا مگر تم اسکو مشہور کر رہے ہو۔

امام باقر علیہ السلام کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ مسئلہ امامت ایک ایسا راز ہے جس کو خدا نے صرف جبرئیل سے بیان کیا کسی فرشتہ کو بھی اس کی خبر نہ دی۔ اور جبرئیلؑ نے بھی صرف آنحضرت ﷺ سے اس راز کو بیان کیا اور کسی نبی کو اسکی اطلاع نہیں ہونے پائی اور آنحضرت ﷺ نے بھی صرف جناب امیر علیہ السلام سے اس پوشیدہ راز کو بیان کیا فاطمہؓ اور حسنینؓ کو بھی اسکی خبر نہیں ہونے دی جناب امیرؓ نے البتہ جن کو اہل سمجھا ان سے بیان فرمایا مگر امام باقر علیہ السلام کے نااہل شاگردوں نے اس راز کو طشت از بام کر دیا۔

پس جب مسئلہ امامت ایسا راز سربستہ تھا تو خدا قرآن پاک میں اسکو کیسے بیان کرتا لہٰذا قرآن مجید میں صرف رسولوں کے بیان پر قناعت کی گئی۔

اس مضمون کی روایتیں کتب شیعہ میں بہت ہیں اصول کافی کے اسی باب کی ایک اور روایت ملاحظہ ہو امام باقر جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

ما زال سرنا مكتوبا حتى صار في يدي

حضرت علی و حسنین اور زین العابدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں کسی کو اطلاع نہ تھی مگر امام موصوف نے اپنے اور اپنے والد کے شاگردوں کو گالی دے کر فرمایا کہ انہوں نے اس کا چرچا کر دیا۔

کتب شیعہ میں یہ تصریح بھی موجود ہے کہ خاندان نبوت کے لوگ بھی اس مسئلہ امامت سے ناواقف ہوتے تھے ائمہ اپنی اولاد سے بھی اس مسئلہ کو پوشیدہ رکھتے تھے حتیٰ کہ جب کوئی امام زادے اس مسئلہ کو سنتے تھے تو بہت تعجب کرتے تھے۔

اصول کافی ص ۱۰۰ میں ایک طولانی روایت ہے کہ حضرت امام زین العابدینؒ کے فرزند حضرت زید شہید سے احول نے اس مسئلہ امامت کو بیان کیا تو حضرت زید شہید نے فرمایا کہ اے احول تعجب ہے کہ میرے والد حضرت زین العابدین مجھ سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ جب میں ان کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھتا تھا تو لقمے ٹھنڈے کر کر کے مجھے کھلاتے تھے مگر دوزخ کی آگ کا میرے لیے کچھ خیال نہ کیا دین کی باتیں تجھ کو بتا دیں اور مجھے نہ بتائیں اس موقع پر فقرہ یہ ہے۔

ولم يشفق علي من حر النار اذا خبرك بالدين ولم يخبرني به.

الغرض مسئلہ امامت ایک ایسا راز ہے کہ خدا نے اسکو راز رکھا رسول نے اسکو راز رکھا ائمہ نے اسکو راز رکھا لہٰذا قرآن مجید میں اسکی تصریح کس طرح ہوتی شیعہ اگر اس راز کو طشت از بام نہ کرتے تو آج کسی کو خبر بھی نہ ہوتی مگر بے چارے کیا کرتے۔ نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا۔ مگر یہاں پر ایک عقدہ لاینحل یہ ہے کہ آخر مسئلہ امامت میں کیا بات تھی جو اس طرح پردہ راز میں رکھا گیا جتنا بھی غور کیا جائے یہ عقدہ حل نہیں ہو سکتا۔

اگر دشمنوں کے خوف سے یہ مسئلہ چھپایا گیا تو کیا توحید کے دشمن نہ تھے، رسالت کے دشمن نہ تھے بلکہ توحید و رسالت کے دشمن تو بہت زیادہ تھے پھر نہ معلوم فرشتوں

کاغذ سیاہ کرنا نہیں چاہتے شیعہ جانیں اور انکے ائمہ، ہمیں اس سے کچھ مطلب نہیں۔

دوسرا جواب: شیعوں کے پاس یہ ہے کہ قرآن مجید میں تحریف ہو گئی ہے اصلی قرآن مجید میں مسئلہ امامت بڑے اہتمام اور بڑی تصریح کے ساتھ مذکور تھا حتیٰ کہ بارہ اماموں کا تذکرہ نام بنام اس میں تھا اور اس جواب کے متعلق ہم کچھ کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔

ہمارا مقصود صرف یہ تھا کہ امام کے جو معنیٰ امام کی جو ضرورت شیعہ بیان کرتے ہیں وہ سب انکی خانہ ساز باتیں ہیں قرآن مجید شریف سے ان چیزوں کا ثبوت نہیں ہو سکتا اور یہ کہ اس مسئلہ کی ایجاد کا مقصد صرف عقیدہ نبوت کو بے کار کرنا اور انبیاء علیہم السلام کی شان گھٹانا ہے یہ مقصود پورا ہو گیا۔

هذا اخر الكلام والحمد لله رب العالمين وسلام على المرسلين.

امیر عزیمت حضرت مولانا
حق نواز جھنگوی شہیدؒ
کے سوانح و افکار و مشن سے مکمل آگاہی کے لئے
نظام خلافت راشدہ
خصوصی شمارہ نمبر 1
جلد 2 کا مطالعہ فرمائیں
سٹاک میں دستیاب ہے
ہدیہ 40 روپے
منجانب
فاروق پبلی کیشنز قاسم بازار
بخاری چوک سمندری
0306-7810468 صبح 8 سے شام 5 بجے

دہشت گردی کے خلاف جنگ میں حکومت کے ساتھ ہیں

قائد اہلسنت علامہ محمد احمد لدھیانوی مدظلہٗ

علماء کا خون پانی کی طرح بہایا جارہا ہے، آئے روز جید علماء کا قتل عام ہمیں بہت کچھ سوچنے پر مجبور کررہا ہے، مولانا شمس الرحمٰن معاویہؒ کی پوری زندگی ملک میں قیام امن اور دفاع ناموس صحابہؓ کرتے ہوئے گزری، مولانا شمس الرحمٰن معاویہؒ امن کی علامت تھے، مولانا شمس الرحمٰن معاویہ شہیدؒ کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے، کراچی میں اہلسنت والجماعت کے کارکنان کی ماورائے آئین قتل عدلیہ کے ساتھ مذاق ہے، ماورائے آئین اقدامات ملک میں امن کے بجائے دہشت گردی کا سبب بن رہے ہیں، سندھ حکومت علماء کے تحفظ میں بری طرح ناکام ہوچکی ہے، مولانا خالد محمود سومروؒ کا قتل اس کی واضح مثال ہے، اہلسنت والجماعت ملک میں قیام امن اور دفاع ناموس صحابہؓ کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی، اہلسنت والجماعت کا کسی بھی دہشت گرد، اسلحہ بردار گروہ سے کوئی تعلق نہیں۔

اہلسنت والجماعت کے کارکنان کے ساتھ ہونے والے انسانیت سوز مظالم پر انسانی حقوق کے علمبرداروں کی خاموشی لمحہ فکریہ ہے

جب ریاستی اور قانون نافذ کرنے والے ادارے ہی قانون کی دھجیاں اڑانے لگ جائیں تو انصاف کس سے مانگیں اہلسنت والجماعت کے کارکنوں کیساتھ ہونیوالے انسانیت سوز مظالم پر انسانی حقوق کے علمبرداروں کی خاموشی لمحہ فکریہ ہے وفاقی حکومت اور وزیر داخلہ سے مطالبہ کرتے ہیں اہلسنت کیساتھ ہونیوالا ظلم وجبر وتشدد اور ہمارے کارکنوں کا ریاستی اداروں کے ہاتھوں اغوا اور ماروائے عدالت قتل عام کا نوٹس لیں کراچی اور کوئٹہ سے لاپتہ ہونیوالے کارکنوں کو فوری بازیاب کرایا جائے۔

ملک و ملت کے خلاف سازشیں کرنے والوں کو ناکام بنائیں گے، وطن عزیز میں فرقہ واریت پڑوسی ملک کی سازش ہے اسلام میں فرقہ واریت کا کوئی وجود نہیں۔

وطن عزیز پاکستان عالم اسلام کا رہنماء ہے، اسلام دشمن قوتوں کو مستحکم پاکستان برداشت نہیں ہورہا ہے، پاکستان کے استحکام اور فرقہ واریت کے خاتمہ کے لیے بیرونی قوتوں کو روکنا ہوگا، اہلسنت والجماعت بیرونی قوتوں کے سامنے سد سکندری کا کردار ادا کررہی ہے، اہلسنت والجماعت کے اس وقت تک 7 ہزار سے زائد کارکنان اور نصف درجن سے زائد قیادت کو شہید کیا جاچکا ہے، اہلسنت والجماعت مطالبہ کرتی ہے کہ اہلسنت کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے اور ماورائے آئین قتل عام پر سپریم کورٹ نوٹس لے۔

ناموس صحابہؓ واہل بیتؓ کے تحفظ کے مشن سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے ہماری منزل ملک میں خلافت راشدہ کا عملی نفاذ اور پارلیمنٹ کے ذریعے گستاخ اصحاب رسول کو سزا دلوانا ہے، امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ نے ہمیں جینا اور مرنا سکھایا ہے ہم اپنی پرامن اور قانونی جدوجہد جاری رکھیں گے دشمن ہمیں 29 سالوں سے روزانہ مقتل گاہ پہنچا رہا ہے لیکن اس کے باوجود ہمارے حوصلے بلند اور ہماری منزل قریب ہے۔

شہداء ناموس صحابہؓ کی طرح جان دے دیں گے لیکن صحابہؓ کے دفاع اور ملکی استحکام کی کوششوں سے باز نہیں آئیں گے، ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہوتا جارہا ہے ہمیں انصاف نہ ملا اور کارکنوں کا قتل عام بند نہ ہوا تو احتجاج کا دائرہ ملک گیر سطح تک پھیل جائیگا حکومت ہماری پرامن پالیسی اور ہمارے تعاون کو کمزوری نہ سمجھے ہمیشہ ملک میں قیام امن کیلئے حکومت کیساتھ تعاون کیا ہے اس کے بدلے میں ہمیں لاشیں مل رہی ہیں ہماری جماعت کی پرامن قانونی وآئینی جدوجہد اور ہماری حب الوطنی کا مزید امتحان نہ لیا جائے۔

پشاور میں آرمی پبلک اسکول پر دہشت گردوں کا سفاکانہ حملہ اور اس میں سو سے زائد بچوں کی شہادت پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہیں، معصوم طلبہ پر سفاکانہ حملہ بدترین دہشت گردی ہے، دہشت گردوں نے قوم کا مستقبل تباہ کردیا، ایسے قبیح فعل کے مرتکب کسی طور پر انسان کہلانے کے لائق نہیں ہیں، اہلسنت والجماعت متاثرین کے دکھ درد میں برابر کی شریک ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ شہیدوں کے والدین اور اہلخانہ کو اس بھیانک حادثہ پر صبر جمیل عطا فرمائے، حکومت وقت ایسے واقعات کی روک تھام کیلئے عملی طور پر فوری اقدامات اٹھائے۔

سیاسی جماعتیں مصلحتوں کا شکار ہیں جبکہ دہشت گرد عوام کا خون گرانے میں مصروف ہیں، دہشت گرد جسے چاہیں جہاں چاہیں نشانہ بناتے ہیں جبکہ سیکورٹی پر مامور انتظامی ادارے خاموش تماشائی کا بھرپور کردار ادا کررہے ہیں۔ موجودہ حکومت امن وامان کے قیام میں بری طرح سے ناکام ہوچکی ہے حکومت کو کرپشن اور ذاتی مفادات سے فرصت نہیں جبکہ عوام کو دہشت گردوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

ہم پشاور میں ہونے والے اس عظیم سانحہ کی پرزور مذمت کرنے کے ساتھ ساتھ دہشت گردی کی اس جنگ میں حکومت کے ساتھ کھڑے ہیں، حکمران اگر طرز صحابہؓ کو اپنا آئیڈیل بنائیں اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں تو یہ ملک امن وامان کا گہوارہ بن جائے۔

گستاخ صحابہ کی شرعی سزا

آئینی جدوجہد میں حصہ لیجیے

محترم جناب............اسلام علیکم

سلسلہ وار نظام خلافت راشدہ کے معزز قارئین کی اطلاع کے لئے یہ اعلام کرنے میں ہم خوشی محسوس کرتے ہیں کہ پاکستان میں دہشت گردی، قتل وغارت اور مذہبی تشدد کے خاتمہ کے لئے سپریم کورٹ آف پاکستان میں رٹ دائر کی جارہی ہے تاکہ اصحاب رسول ﷺ کی عزت وناموس کے تحفظ کو آئینی طور پر یقینی بنایا جاسکے۔ اس سلسلہ میں کسی بھی ساتھی کے پاس کوئی مضمون، کتاب، مکالہ یا تقریر کی صورت میں ایسا مواد موجود ہو جو عدالت عالیہ میں بطور ثبوت پیش کیا جاسکتا ہو وہ مواد ہمیں روانہ فرمائیں ہم ترسیل کا تمام خرچ ادا کرنے کے ساتھ شکریہ ادا کریں گے، اس صدقہ جاریہ میں آپ کا حصہ بھی برابر حیثیت میں تصور کیا جائیگا۔ شکریہ آپ کے جواب کا منتظر

انجینئر طاہر محمود...... چیف ایڈیٹر نظام خلافت راشدہ

سانحہ پشاور ہمارے شہداء کا تسلسل ہے

شاہین اہلسنت ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں (مرکزی جنرل سیکرٹری اہلسنت والجماعت) کی دیگر قائدین کے ساتھ پشاور میں پریس کانفرنس

اہلسنت والجماعت کے مرکزی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں نے کہا کہ سانحہ پشاور میں ملوث افراد کسی رعایت کے مستحق نہیں، ملک دشمن قوتیں نازک موقع سے فائدہ اٹھا کر ریاست اور فوج کا دینی قوتوں سے ٹکراؤ کرانا چاہتی ہیں، بیرون ممالک میں مفرور دہشت گرد مجرموں کو واپس لانے کے لیے فوری اقدامات اٹھائے جائیں، سزاؤں پر عمل درآمد خوش آئند ہے تاہم سیاسی اور مذہبی قیدیوں کی تفریق ختم کرنی ہوگی، انتہا پسندی اور دہشت گردی کا موجب بننے والے لٹریچر کے خلاف حکومتی اقدامات خوش آئند ہونے کے ساتھ ہمارے دیرینہ مطالبے کی تائید بھی ہے، وطن عزیز میں دہشت گردی کی روک تھام کے لیے داخلی وخارجہ پالیسی از سر نو ترتیب دی جائے، ایران کو پاکستانی حدود میں فوجی کاروائی کی اجازت کی خبریں تشویشناک ہیں، وطن عزیز کی خودمختاری پر سمجھوتہ قبول نہیں، اہلسنت والجماعت کا کسی بھی مسلح گروہ سے کوئی تعلق نہیں، پاکستان میں کسی مسلح جدوجہد کے حق میں نہیں ہیں، الطاف حسین سنی شیعہ کے عنوان پر واویلا کر کے اپنے سزائے موت والے دہشت گردوں کا تحفظ چاہتا ہے۔

اہلسنت والجماعت کا پشاور میں اعلیٰ سطحی اجلاس قائم مقام سربراہ سید پریل شاہ بخاری کی زیرصدارت منعقد ہوا، جس میں اہلسنت والجماعت کے مرکزی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی، مولانا عبدالغنی، راؤ جاوید اقبال، مولانا اشرف طاہر، مولانا عطاء محمد دیشانی، مولانا محمد رمضان مینگل، مولانا تصدق کشمیری اور مولانا محمد اسماعیل درویش سمیت دیگر رہنماؤں نے شرکت کی، اجلاس کے بعد ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں نے پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا کہ پشاور سانحہ کی بھرپور مذمت کرتے ہیں، پشاور سانحہ سے انسانیت شرما گئی ہے، ایسا ظلم ڈھانے والے انسان کہلانے کے حقدار نہیں، سانحہ پشاور کے بعد اب روایتی مذمت کے بجائے پوری قوم کو اتحاد و یکجہتی کے ساتھ وطن عزیز کے دفاع کے لیے کردار ادا کرنا ہوگا۔

پاکستان میں جہاں اندرونی قوتیں انتشار پھیلا رہی ہیں اسی طرح امریکہ، بھارت، افغانستان، اسرائیل اور ایران کے خفیہ ادارے بھی ملوث ہیں، وطن عزیز پر دہشت گردی اور انتہا پسندی پڑوسی ممالک کی مسلط کردہ ہے، ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت پاکستان کو دہشت گردی اور بدامنی کی آماجگاہ بنانے کی کوششیں کی جارہی ہیں، ایک جانب ریاست، پاک فوج اور عوام انتہائی نازک دور سے گزر رہے ہیں جب کہ کچھ عناصر حالات کو اصل ایشوز سے موڑ کر پاک فوج اور ریاست کو دینی قوتوں اور دینی اداروں سے ٹکراؤ کرانے کی کوششیں کر رہے ہیں۔

پشاور سانحہ پر سب سے پہلے اہلسنت والجماعت اور دیوبند مکتبہ فکر نے مذمت کی اور اس عمل کو اسلامی تعلیمات کے منافی عمل قرار دیا، اس سے قبل جملہ دیوبند مکتبہ فکر کی جماعتیں پاکستان میں مسلح جدوجہد کو غلط قرار دے چکی ہے، اہلسنت والجماعت نے ملک پر ہر مشکل وقت میں سب سے پہلے آواز بلند کی، جب پاکستانی سرحدوں کی خلاف ورزیاں شروع ہوئیں اور دشمن حملے کی دھمکیاں دینے لگا تو سب سے پہلے اہلسنت والجماعت نے اسلام آباد میں استحکام پاکستان کے عنوان سے کانفرنس منعقد کی تھی، بعدازاں دفاع پاکستان کونسل کا قیام اور ملک بھر میں عوام میں بیداری مہم بھی اہلسنت والجماعت ہی کی کاوشوں کا نتیجہ تھی۔

اہلسنت والجماعت ملک بھر میں ہونے والی دہشت گردی کی بھرپور مذمت کرتی ہے اور دہشت گردوں کے خلاف بلاتفریق کاروائی کا اول روز سے مطالبہ رکھتی ہے، اہلسنت والجماعت مذہبی اختلافات میں گولی اور گالی کا استعمال غلط تصور کرتی ہے، اہلسنت والجماعت نے اپنے فریق مخالف اہل تشیع کے قتل پر بھی شدید مذمت کی ہے، اہلسنت والجماعت ملکی آئین وقانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے پرامن جدوجہد کے ذریعے نظام خلافت راشدہ کے عملی نفاذ اور تحفظ ناموس صحابہؓ کے لیے اپنی کاوشیں جاری رکھے ہوئے ہے۔

اہلسنت والجماعت ملک کے عدالتی نظام پر مکمل یقین رکھتی ہے، ماورائے عدالت قتل عام کی پرزور مذمت کرتے ہیں، ہمارا مطالبہ تھا کہ دہشت گردی کے خاتمہ کے لیے انصاف کے تقاضے پورے کرنا ناگزیر ہو چکا ہے، پھانسیوں پر پابندی اٹھانے کے بعد مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانا ضروری ہے تاہم اس میں سیاسی اور غیر سیاسی، مذہبی، سنی شیعہ تفریق کو ختم کیا جائے، دہشت گردی ملکی سلامتی کے لیے ناسور بن چکی ہے، جس کا خاتمہ بلا تفریق ناگزیر ہے، لیکن اس وقت سیاسی دہشت گردوں کو تحفظ فراہم کر کے مذہبی طبقہ میں احساس محرومی پیدا کی جارہی ہے، اہلسنت والجماعت کے اس وقت تک 7 ہزار کارکنان اور نصف درجن سربراہان شہید ہو چکے ہیں، کراچی سمیت ملک کے دیگر شہروں میں بھی روزانہ کی بنیاد پر جنازے اٹھا رہے ہیں، ہم کسی قاتل کا تحفظ نہیں چاہتے سنی شیعہ مسئلہ پر ہونے والی سزاؤں کو یکطرفہ نہ چلایا جائے، اور بیرون ممالک میں مفرور ملزمان کو واپس لانے کے لیے حکومت فوری ٹھوس اقدامات اٹھائے۔

ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں نے کہا کہ حکومت کی جانب سے انتہا پسندی کے خاتمہ کے لیے اور گستاخی پرمبنی دہشت گردی کا سبب بننے والے لٹریچر کے خلاف قانون سازی کے عمل کو خوش آئند قرار دیتے ہیں، اہلسنت والجماعت کا یہ دیرینہ مطالبہ تھا، یہی مطالبہ ہم نے پارلیمنٹ میں بھی پیش کیا تھا جس پر قانون سازی میں رکاوٹ اس وقت کی حکومتیں بنتی آئی ہیں، جس پر سرفہرست کام کرنے والی کمیٹیاں ڈاکٹر اسرار احمد کمیٹی، مولانا عبدالستار نیازی کمیٹی، متحدہ علماء بورڈ، ملی یکجہتی کونسل نے اس پر کئی بار ضابطہ اخلاق طے کیا فریقین کے دستخط شدہ ضابطہ اخلاق اس وقت کی حکومت کو پیش کیا گیا تھا اس پر قانون سازی نہ کرنا اس وقت کی حکومت کی غفلت اور نااہلی تھی، اس وقت بھی اہلسنت والجماعت انتہا پسندی کے خاتمہ نفرت پرمبنی لٹریچر کے خاتمہ اور کے لیے حکومت سے بھرپور تعاون کا یقین دلاتی ہے، اجلاس میں آرمی پبلک اسکول کے شہداء کے لیے فاتحہ خوانی بھی کی گئی۔

☆☆☆☆☆

ہم خود دہشت گردی کا شکار ہیں

جرنیل اہلسنت علامہ اورنگزیب فاروقی مدظلہ

گزشتہ دنوں اہلسنت والجماعت کے مرکزی صدر علامہ اورنگزیب فاروقی مدظلہ دورہ پنجاب کے دوران شہر فاروقی شہیدؒ سمندری تشریف لائے اور زیرو پوائنٹ سمندری میں صحافیوں سے گفتگو کی جو کہ افادہ عام کے لئے اس رسالہ میں شامل اشاعت کی جارہی ہے۔ (ادارہ)

ملک میں جاری دہشت گردی سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم پرامن بھی ہیں اور پرعزم بھی ہیں بلکہ ہم خود تاریخ کی بدترین دہشت گردی کا شکار ہیں ہمارے سات ہزار سے زائد کارکنان اور نصف درجن سے زائد قیادت اس دہشت گردی کا نشانہ بن چکی ہے ان کا کہنا تھا کہ دہشت گردی کی سب سے بڑی وجہ لاقانونیت ہے اگر مجرموں کو بلا تفریق لسانی و مذہبی قرار واقعی سزائیں دی جائیں تو ملک عزیز پاکستان سے جرم کا خاتمہ ہوسکتا ہے، مجھ پر ہونے والے گزشتہ قاتلانہ حملے میں کراچی ایس ایس پی کے بقول جو انہوں نے پریس کانفرنس میں بتایا کہ ایرانی کمانڈو ملوث ہیں اس طرح کی غیر ملکی دراندازی اب بند ہونی چاہیے۔

کوئی بھی مسئلہ ہو اسے مذاکرات کے ذریعے حل کرنا چاہیے، بارڈر پر بیٹھے لوگ بغیر تنخواہ کے پاکستان کے محافظ ہیں، وہاں سے مجرموں کو پکڑا جائے لیکن عام شہریوں کے حقوق پامال نہیں کرنے چاہئیں، آئی ڈی پیز کے ساتھ ناروا سلوک برتا جارہا ہے جو کہ حقوق انسانیت کی صریح خلاف ورزی ہے۔

ایک طویل عرصہ سے اس ملک میں علماء اور اہلسنت عوام کا قتل جاری ہے اور اس قتل میں ایران سمیت دوسرے ملک دشمن ممالک و عناصر ملوث ہیں ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اہلسنت علماء و عوام کے قاتلوں کو بے نقاب کر کے کیفر کردار تک پہنچائے، جب تک قاتلوں کو سزا نہیں ملتی اس ملک میں امن ہونا ناممکن ہے۔ حکومتی رویے کا یہ حال ہے کہ ہم کراچی میں اپنے لاپتہ ساتھیوں کی بازیابی اور شہید ہونے والے کارکنوں کے قاتلوں کی عدم گرفتاری کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کررہے ہیں جو کہ ہمارا آئینی اور قانونی حق ہے، اس قانونی حق کے استعمال کے جرم میں میرے سرکاری محافظ واپس لے لئے گئے ہیں اور ساتھ ساتھ انتظامیہ مجھے یہ بھی کہہ رہی ہے کہ آپ کی جان کو شدید خطرہ ہے اور آپ پر قاتلانہ حملے کی پلاننگ کی جارہی ہے۔

سوال یہ ہے کہ پاکستان میں خودکش حملے کب سے شروع ہوئے مذہبی اختلاف تو شروع سے چلے آرہے ہیں؟ یہ خودکش حملے سابقہ ڈکٹیٹر پرویز مشرف کے دور سے شروع ہوئے جو کہ پوری قوم کے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے، ہم فوج کے خلاف نہیں فوج ایک قابل احترام ادارہ ہے اور ملکی استحکام میں اس کی گرانقدر کاوشیں اور قربانیاں ہیں لیکن ہم پرویز مشرف جیسے عناصر کی سخت مذمت کرتے ہیں جس کے کئے گئے اقدامات کا خمیازہ آج پوری قوم بھگت رہی ہے۔

انہوں نے دھاندلی کے حوالے سے کہا کہ اس الیکشن میں دھاندلی اتنی وسیع پیمانے پر ہوئی ہے کہ پوری قوم چیخ اٹھی دھاندلی کے بہت سے شواہد مختلف لوگوں نے اکٹھے کئے ہیں، ہم بھی اس دھاندلی کا شکار ہوئے ہمارے قائد علامہ محمد احمد لدھیانوی مدظلہ کو ایک زبردست دھاندلی کے بعد ہرایا گیا جس کا فیصلہ الیکشن ٹریبونل نے دے دیا ہے کہ واقعی ان کو دھاندلی سے ہرایا گیا ہے، اب یہ کیس سپریم کورٹ میں ہے اسی طرح حلقہ PS 128 سے میں دو دن تک دس ہزار کی لیڈ سے جیتتا رہا اور دو دن کے بعد ڈھائی ہزار سے ہار گیا جو کہ پاکستانی تاریخ کی بدترین دھاندلی ہے، لیکن ان سب کا حل دھرنے نہیں بلکہ عدالتیں ہیں، ہم اپنا کیس لے کر عدالت میں گئے ہوئے ہیں انشاء اللہ ہمارے حق میں فیصلہ ہوگا۔ عمران خان کو انتظار کرنا ہوگا اور اپنے زیر اقتدار صوبہ خیبر پختونخواہ میں کارکردگی دکھانا ہوگی، اگر ان کی گورنمنٹ نے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا تو اگلے الیکشن میں عوام خود انہیں کسی بڑے قومی عہدے کی ذمہ داری سونپ دے گی، دھرنوں سے دھاندلی ختم نہیں ہوگی۔

> **اگر حکومت سنجیدگی دکھائے تو شیعہ مسلم کشیدگی کا حل ممکن ہے**

مذہبی فرقہ واریت کے حل کے لئے سابقہ حکومتوں کی طرح یہ حکومت بھی سنجیدہ نہیں ہے، ہم نے اور دیگر علماء نے مختلف مواقع پر مختلف فورمز میں مذہبی کشیدگی کو ختم کرنے کے لئے تجاویز دی ہیں جن کو کسی بھی حکومت نے سنجیدگی سے نہیں لیا، شیعہ مسلم مسئلہ دنوں میں حل ہوسکتا ہے اگر حکومت سنجیدگی کا مظاہرہ کرے، ہم ایک بار پھر آپ حضرات کی وساطت سے حکمرانوں، ارباب حل وعقد اور عدالتوں سے گزارش کرتے ہیں کہ اس مسلم ملک میں مسلمانوں کے بنیادی عقائد کا تحفظ کیا جائے، نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ کی گستاخی پر مبنی لٹریچر اور تقاریر پر پابندی لگائی جائے تاکہ مسلمانوں کے جذبات مجروح نہ ہوں، سپاہ صحابہؓ کے قیام کا بھی یہی مقصد ہے۔

کوٹ رادھا کشن والا واقعہ بہت غلط ہے ہم اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر توہین رسالت والے قانون پر حکومت ذمہ داری سے عمل درآمد کرے تو کبھی بھی کوٹ رادھا کشن جیسے واقعات رونما نہ ہوں، عوام کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھ چکی ہے کہ اس طرح کے گستاخوں کو بیرونی ایماء پر رہا کر دیا جاتا ہے۔

جنید جمشید نے جو بات کہی اس سے پوری امت مسلمہ کو تکلیف ہوئی وہ بہت قابل مذمت بات ہے لیکن اس نے جو معافی مانگی ہے ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں، اس مسئلے کو لے کر ہم نے کراچی میں دارالافتاء میں رابطہ کیا ہے، ہمیں اس کے جواب کا انتظار ہے جیسے مفتیان کرام کہیں گے ہم اس پر عمل کریں گے، اس واقعے کو کسی بھی جماعت کے ساتھ واسطہ کرنا یا کسی مسلک کے ساتھ واسطہ کرنا زیادتی ہے۔

پشاور سانحہ بدترین ظلم ہے اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے، اس کے اصل محرکات عوام کے سامنے لائے جائیں اور اس کو پلان کرنے والوں اور اس میں مدد کرنے والوں کو قرار واقعی سزا دی جائے اور اس واقعے کو لے کر مذہب کو بدنام کرنے کی مذموم کوششیں بند ہونی چاہئیں، ہم پہلے بھی دہشت گردی کے خلاف تھے اور آج بھی ہیں بلکہ ہم خود ایک عرصہ سے دہشت گردی کا شکار ہیں۔

☆☆☆☆☆

CamScanner

جرنیل اہلسنت

مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ اور ان کی جدوجہد

تحریر: علامہ شبیر احمد عثمانی ہارون آباد

مولانا ایثار القاسمی کو عروس شہادت سے ہمکنار ہوئے 23 سال کا عرصہ بیت چکا ہے، آپ سپاہ صحابہ پاکستان کے نائب سرپرست اور قومی اسمبلی میں جمعیت علماء اسلام سمیع الحق گروپ کے پارلیمانی لیڈر تھے۔ بڑے اوصاف وکمالات فضائل ومناقب، اور مناخر ومحاسن کے حامل تھے، ذہانت وفطانت رزانت ومتانت، فصاحت و بلاغت، طلاقت وزلاقت، جرات وشجاعت دلیری وجرات، بہادری جیسے خصائل وشمائل سے آراستہ تھے اس پر مستزاد یہ کہ ان کو پاکستان کی قومی اسمبلی کا سب سے کم عمر رکن ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ ان کی زندگی جہد مسلسل، بہادری و جفاکشی، زہد وتقویٰ اور استقامت واستقلال سے عبارت تھی۔

انہوں نے امیر عزیمت مجاہد اسلام، فخر پاکستان، تیغ بے نیام حضرت مولانا علامہ حق نواز جھنگوی ؒ کے جام شہادت نوش کرنے کے بعد جھنگ شہر کو اپنے ورود مسعود سے نوازا اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا تو اس وقت جھنگ کے حالات کے تیور نہایت خشمناک اور سہمگیں تھے۔ شہر جھنگ فسادات کی لپیٹ میں تھا، بدامنی کے شعلے بھڑک رہے تھے، بدنظمی کا الاؤ دھک رہا تھا، اہالیان جھنگ کا سکون تباہ اور ان کا اطمینان غارت ہو چکا تھا، ان کا چین چھن چکا تھا ان کی نیندیں حرام ہو چکی تھیں، ہر طرف گولیوں کی بوچھاڑ تھی شریروں کی شرارت کی یلغار تھی، شرپسند عناصر کلاشنکوفیں لئے ہوئے آزادانہ پھر رہے تھے، دندنا رہے تھے، غرا رہے تھے جھنگ کی تنگ وتاریک گلیوں میں غنڈہ گرد عناصر اپنے مذموم مقاصد کو پورا کرنے کے لئے بے گناہ لوگوں کو خون میں نہلا رہے تھے، ان کی ہڈیاں توڑ رہے تھے، ان کے سر پھوڑ رہے تھے غرضیکہ سنی عوام خوف و ہراس کی شدت سے سسک رہے تھے، بلک رہے تھے، تڑپ رہے تھے، سہمے ہوئے تھے، خوف زدہ تھے، نہایت ناگفتہ بہ حالات سے دوچار تھے کوئی پرسان حال نہ تھا کوئی ناصر ویاور نہ تھا، وہ کسی مسیحا کے انتظار میں تھے کسی ایسے مسیحا اور قائد کے انتظار میں جو ان کو سہارا دے ان کا حوصلہ بڑھائے ان کا خوف دور کرے۔

بالآخر ان مظلوموں کی آہیں رنگ لائیں ان کی دعائیں مستجاب ہوئیں، ان کی تمنائیں پوری ہوئیں کہ قاسمی شہید کی شکل میں جھنگ کے افق پر روشنی کی ایک کرن پھوٹی جو پھیلنے لگی حتیٰ کہ مہتاب کے روپ میں ڈھل گئی پھر یہ مہتاب پھیلتے پھیلتے آفتاب کی شکل اختیار کر گیا، گیارہ ماہ کے قلیل عرصہ میں جرأت واستقامت کے اس پہاڑ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کی بدولت کالعدم سپاہ صحابہ کو منظم کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے قائد کے مشن کو بڑی تیزی سے آگے بڑھایا کارکنوں کے حوصلے بڑھے ان میں جرأت پیدا ہوئی اس نے جھنگوی شہید ؒ کی شہادت سے پیدا شدہ خلا پُر کرنے کی کوشش کی، سچ تو یہ ہے کہ وہ اس میں بڑی حد تک کامیاب رہے، وہ اپنے عظیم کارناموں کی بدولت سنیوں کے دلوں پر چھا گئے، انہوں نے ان کے قلوب کی گہرائیوں میں اپنی مہر ووفا کے نہایت گہرے نقوش ثبت کر دیئے، اپنی خدمات جلیلہ کی بدولت عوام الناس کو اتنا متاثر کیا کہ عوام نے ایم این اے کے الیکشن میں ان کو بھاری تعداد میں ووٹ دے کر ان کے مدمقابل جاگیردار اور سرمایہ دار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کیا، جھنگ میں برسوں سے قائم شدہ جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کو شکست وریخت سے ہمکنار کر کے الیکشن میں مدمقابل کو شکست دے کر مولانا قاسمی نے اپنی جرأت وہمت اپنی سیاسی بصیرت وبصارت اپنی معاملہ فہمی اور دانش کے جھنڈے گاڑ دیئے، قوم نے ان کو 61000 ووٹ دے کر ان کی قائدانہ صلاحیتوں پر مہر تصدیق ثبت کر دی، مولانا قاسمیؒ اس تاریخی الیکشن میں کامیاب وکامران اور سرخرو ہو کر اسمبلی میں پہنچے تو مولانا قاسمی ؒ نے قومی اسمبلی کا حلف اٹھا کر صوبائی اسمبلی کی نشست چھوڑ دی، مولانا قاسمی ؒ نے ایم این اے منتخب ہونے کے بعد اس عزم کا اظہار فرمایا کہ میں قومی اسمبلی میں صحابہ کرام ؓ کے ناموس کے لئے آئینی جدوجہد کروں گا انہوں نے کہا کہ میری کامیابی مولانا حق نواز جھنگوی شہید ؒ کے مشن کی کامیابی ہے۔ آخری دم تک اس مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ساعی اور کوشاں رہوں گا دنیا کی کوئی طاقت مجھے اپنے مشن کی تکمیل سے نہیں روک سکتی میں اپنی جان پر کھیل جاؤں گا، لیکن صحابہ کرام ؓ کے خلاف غلیظ لٹریچر برداشت نہیں کروں گا اور پاکستان کو سنی اسٹیٹ قرار دینے کے لئے اپنی تمام مساعی بروئے کار لاؤں گا ان شاء اللہ میں پارلیمنٹ میں حق نواز کے مشن کی تکمیل کے لئے حق کی آواز بلند کرتا رہوں گا اپنے اوصاف، کمالات، اپنے حالات وخیالات اپنے خصائل وشمائل اور اپنے مزاج وفضائل اور اپنے جذبات واحساسات میں مولانا قاسمیؒ مولانا جھنگوی شہید ؒ سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔

افکار میں گفتار میں، چال میں، للکار میں، یلغار میں، زیرکی ودانائی میں، فہم وفراست میں، جرأت وقلندرانہ میں انداز بیاں، تقریر کے لب ولہجہ میں دونوں میں کافی مماثلت تھی۔

قاسمی شہید ؒ جب دشمن کو للکارتے تو باطل کے ایوانوں میں زلزلہ طاری ہو جاتا، قاسمیؒ کے خطیبانہ معرکے ان کی مدلل تقاریر ان کے مبرہن خطبات اپنے اندر بڑی

باقی صفحہ نمبر 24

> اوصاف وکمالات، حالات وخیالات، خصائل وشمائل اور اپنے جذبات واحساسات میں مولانا قاسمی شہیدؒ، بانی سپاہ صحابہؓ مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ سے بہت مشابہت رکھتے تھے

قرآن مجید میں آپ ﷺ کا اسم مبارک ''محمد واحمد'' مذکور ہے اسی نسبت سے بطور عقیدت اسم محمد ﷺ کا تذکرہ یقیناً حلاوت ایمان کا سبب ہوگا...... کسی بھی بچے کی ولادت کے بعد ابتدائی مرحلہ نومولود کا نام رکھنا ہوتا ہے۔ اسی مقصد کے لئے ولادت والے گھر میں خویش واقارب آتے اور مبارک باد کے ساتھ اپنے پسندیدہ نام رکھنے کی خواہش کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ یوں ہی محمد ﷺ بن عبداللہ کی ولادت باسعادت کے بعد جناب عبدالمطلب کے گھر قرابت داروں کا اجتماع ہوا ابھی شرکائے محفل نے اپنے من بھائے نام پیش کئے جناب عبدالمطلب نے یہ کہ کر سب کو ورطہء حیرت میں مستغرق کر دیا کہ میں اپنے بیٹے (پوتے) کا نام ''محمد ﷺ'' رکھ چکا ہوں۔ اس سے حیرت آفریں معاملہ عبدالمطلب نے کچھ یوں سنایا کہ میں نے خواب دیکھا میری پشت سے زنجیر ظاہر ہوئی جس زنجیر کا ایک سرا آسمان، ایک سرا زمین، ایک ایک سرا شرقاً، غرباً، شمالاً، جنوباً پھیلا ہوا ہے۔ دیکھتے دیکھتے زنجیر مذکور نے درخت کی شکل اختیار کر لی جس کے پتے پتے پہ ظاہر ہونے والے نور کی مقدار چاند کے نور سے ستر گنا زیادہ تھی شرق وغرب اور قبیلہ قریش میں سے کچھ لوگ بھی اس درخت کی شاخوں کو پکڑ کر سہارا لئے ہوئے ہیں اور پھر قبیلہ قریش ہی کے کچھ لوگ اس درخت اور ان کی شاخوں کو کاٹنا چاہتے ہیں لیکن ان کے سامنے ایک نہایت حسین وجمیل جوان آتا ہے جو کاٹنے والوں کو ہٹا دیتا ہے۔ میں زمانے بھر کے معبرین کے ہاں اس خواب کی تعبیر کے لئے گیا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ تمہاری نسل سے ایک بچہ پیدا ہوگا شرقاً، غرباً، شمالاً، جنوباً لوگ اس کی اتباع کریں گے اور اہلیان ارض وسماء اس کی مدح سرائی کریں گے اور ہاں میری بیٹی (بہو حضرت آمنہؓ) کو بھی رویائے صالحہ کے ذریعے مبارکباد کے ساتھ برگزیدہ خلائق اور سید الامم کی حاملہ ہونے اور محمد نام رکھنے کے ساتھ ساتھ

بشارت انبیاءؑ ماقبل، کتب سماویہ، صحف سابقہ نے دی۔ بعض روایات میں یوں بھی مذکور ہے کہ رویائے صادقہ میں سکھلایا جانے والا اسم مبارک ''احمدؐ'' تھا۔

استاذ المحدثین حضرۃ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

تحریر: محمد اشرف ساجد شہینہ والوی

''قدس سرہ رقم فرماتے ہیں محمدؐ کا اصل مادہ حمد ہے، حمد اصل میں کسی کے اخلاق حمیدہ، اوصاف پسندیدہ، کمالات اصلیہ، فضائل حقیقیہ اور محاسن واقعیہ کو محبت اور عظمت کے ساتھ بیان کرنے کو کہتے ہیں اور تحمید جس سے محمد مشتق ہے وہ باب تفعیل کا مصدر ہے جس کی وضع ہی مبالغہ اور تکرار کیلئے ہوتی ہے لہٰذا لفظ محمدؐ جو تحمید کا اسم مفعول ہے اس کے معنی ہوں گے کہ وہ ذات ستودہ صفات کہ جن کے واقعی اور اصل کمالات و محاسن کو محبت اور عظمت کے ساتھ کثرت سے بار بار بیان کیا جائے۔ (سیرۃ المصطفیٰؐ ص ۸۸)

لفظ محمدؐ کا آسان مطلب یوں سمجھنا چاہیئے کہ ارض وسماء بحیثیت مجموعی جن کی مدح سرائی کریں اور سرتوڑ کوشش کے باوجود اختتام کا کنارہ نہ ملے تو ''محمدؐ'' بنتا ہے اور کائنات حاضرہ میں بدرجہ اول خالق دوعالم کی حمد وثنا کرنے والے کی پہچان ''احمدؐ'' سے ہوتی ہے۔ دنیا شاہد ہے کہ صفات مذکورہ

تمثیل یہ کہ کسی بھی نام کا ایک لفظ بتدریج حذف کرتے جائیں جیسا کہ...... ایمن کا الف علیحدہ کر دیں تو ''مِن'' ''یا'' جدا کریں تو من ''میم حذف کریں تو فقط ''ن'' رہ جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ ایک ایک لفظ کی علیحدگی سے ایک بے معنی سا لفظ رہ جاتا ہے۔ مگر ''اللہ'' کے نام سے الف کو حذف کر دیں للہ بمعنی اللہ کے واسطے۔ پھر ''ل'' جدا کریں تو، لہ بمعنی اللہ کے لئے۔ دوسرا لام حذف کریں تو فقط 'ہ' رہ جاتی ہے مگر محققین کا ہاں معنی اس کا بھی اللہ ہی ہے۔

اسی طرح آنحضرتؐ کا نام مبارک ''محمدؐ'' اگر بالفرض 'م' ہٹا دیں تو حمد بمعنی تعریف۔ پھر 'ح' حذف فرمائیں تو فقط 'مد' رہ جائے گا جس کے معنی 'دراز' یعنی لمبا کے آتے ہیں یعنی بلندی دوسرے میم کو نکال دیں تو فقط 'د' باقی رہ جاتی ہے۔ اس کا معنی دلالت ہے یعنی حضرت امام المعصومینؐ کا اسم مبارکہ خالق کردگار کی قدرت وحکمت، یکتائی و وحدانیت پر دلالت فرما رہا ہے۔ اگرچہ حضرت مخبر صادقؐ کے بے شمار اسمائے مبارکہ کتب سابقہ وصحائف میں وارد ہوئے ہیں مگر تمام اسمائے مبارکہ پہ اسم محمدؐ کو اولیت وفوقیت حاصل ہے۔ جس طرح پروردگار عالم کا ذاتی نام ''اللہ'' اسی طرح آنحضرتؐ کا ذاتی نام ''محمدؐ'' اور باقی سب صفاتی نام ہیں۔ محدث جلیل حضرت مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے چار صد سے زائد صفاتی اسمائے مبارکہ رحمت دارین کا ذکر فرمایا ہے۔

انبیائے سابقین نے اپنی امت کو توحید ورسالت کے ساتھ آمد مصطفیٰؐ کی بشارت عظمیٰ سے روشناس فرمایا چنانچہ امت سابقہ کے ذی شعور ومتلاشیان حق، آنحضرتؐ کی سیرت، صورت، ذات برادری، قبیلہ، خاندان، والدین، دادا، پردادا، بعثت انداز تبلیغ، ہجرت، مصائب والم، اعدائے اسلام کی جانب سے مظالم ایذاء وکرب وستم، قول وفعل، جہاد فی سبیل اللہ آپ کے ہاتھوں اعدائے اسلام کی عبرت ناک

اہل اسلام نبی کریمؐ کے اسم مبارک اور جمیع کمالات پہ اپنی متاع محبوب نثار کرنا محبت حقیقی کا اوّلین تقاضا تصور کرتے ہیں

کچھ صفات بھی بتلائی گئی ہیں لہٰذا ہم نے اپنے نور نظر نومولود کا نام ''محمدؐ'' رکھا ہے۔ گویا رویائے صالحہ کے تواتر اور بشارت عظمیٰ کے تسلسل نے آقائے دوجہاںؐ کے خویش اقارب کی زبان پہ فقط ایک ہی نام جاری کر دیا ''محمدؐ'' ''محمدؐ'' ''محمدؐ'' اسی مبارک نام کے ساتھ حضرۃ مخبر صادقؐ کی تشریف آوری

کی حامل ذات فقط حضرۃ مخبر صادقؐ کی ہی ہے۔ حافظ حقیقی نے اپنے اور اپنے حبیبؐ کے اسمائے مبارکہ میں ایسی خصوصیات وکمالات ودیعت فرمائے ہیں کہ کسی قسم کا نشیب وفراز اسم اللہ اور اسم محمدؐ پہ اثر انداز نہیں ہوتا بلکہ ان اسمائے مذکورہ ومبارکہ کا معنی ومطلب ہر حال میں قائم ودائم رہتا ہے۔ بطور

شکست، غلبہء اسلام، آپ کی ازدواج، اولاد اور غلامان و حامیان مصطفیٰؐ حضرات صحابہ اکرامؓ کے فضائل ومناقب اور محاسن سے آشنا تھے۔ چنانچہ بنی تمیم کے چند آدمی شام کی جانب روانہ ہوئے راستہ میں ایک تالاب کے ساتھ پڑاؤ ڈالا اس کے ساتھ ہی ایک خانقاہ تھی مسافران شام کی باہم

گفتگو سن کر خانقاہ کا متولی راہب باہر آیا اور اجنبی مسافروں سے گفتگو کرنے لگا کہ اے مسافرو تمہاری وضع قطع، جسمانی تکان کے آثار اور انداز گفتگو لمبی مسافت طے کرنے کی شہادت دے رہی ہے۔ مسافران شام نے کہا کہ ہم یثرب سے آئے ہیں، خاندانی پس منظر کے استفسار پر مسافران شام نے بتایا کہ ہمارا تعلق مضر کی شاخ خدف سے ہے۔ یہ سنتے ہی راہب پکار اٹھا کہ عنقریب تم میں نبی آخرالزماں کا ظہور ہونے والا ہے ان کی پیروی میں ہرگز چوں چراں اور لیت ولعل سے کام مت لینا، اسی نبی مکرم کی ذات بابرکات اور ان کی تعلیمات سے اپنے حصہ کی راہبری حاصل کرتے ہوئے اتباع قبول کر لینا اس لئے کہ وہ خاتم النبیینؐ ہیں۔ مسافران شام نے راہب سے نبی آخرالزمان کا نام پوچھا تو وہ محمد کہہ کر خانقاہ میں چلا گیا۔ اتفاق سے ان میں سے چند مسافر اپنی اہلیہ کو امید سے چھوڑ کر گئے تھے چنانچہ دل ہی دل میں سب نے ایک دوسرے کو بتائے بغیر عزم مصمم کر لیا کہ اگر ان کے ہاں لڑکا ہوا تو اس کا نام محمد رکھیں گے تاکہ ختم نبوت کی نعمت و دولت عظمیٰ ان ہی کے گھر آجائے۔ حسن اتفاق سے سب کے گھر لڑکے ہی پیدا ہوئے تو سب نے تاج نبوت کے حصول کی غرض سے اپنے فرزندوں کے نام محمد رکھے لیکن...... یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا...... علامہ علی برہان الدین حلبیؒ کی تحقیق کے مطابق ایسے بچوں کی تعداد سولہ سے زیادہ ہے جن کا نام تاج نبوت کی خواہش میں محمد رکھا گیا (سیرۃ حلبیہ ج ۱ ص ۲۶۶) طبقات ابن سعد کے مولف تحریر فرماتے ہیں کہ جناب مجاہدؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت مخبر صادقؐ نے فرمایا میں محمدؐ ہوں، احمدؐ ہوں، رسول ملحمہؐ ہوں، مقفیؐ ہوں، حاشر ہوں، جہاد کے لئے مبعوث ہوا ہوں زراعت کے لیئے مبعوث نہیں ہوا ہوں۔ (اخبار النبی ص ۱۴۹)

صاحب اسم محمدؐ کی روح پاک کو مالک الملک نے اس وقت وجود بخشا جب ارض وسماء ومافیہا عدم وجود میں تھے، یہی جواب حضرت خاتم النبیینؐ نے حضرت جابرؓ کے استفسار میں دیا۔ حضرت انسؓ کی روایت کے مطابق حضرۃ خیرالانام کا نام ''محمدؐ''، تخلیق کائنات سے دو ہزار برس قبل رکھا گیا۔ علامہ حلبیؒ شیر خدا امیرالمومنین حضرت علیؓ سے مرفوعاً روایت نقل فرماتے ہیں کہ جناب شیر خدا حضرت علیؓ نے فرمایا جنت میں ہر شخص کو اس کے نام سے پکارا جائے گا لیکن حضرت آدمؑ کو ابو محمد کہہ کر پکارا جائے گا جس سے حضرت آدمؑ کی تعظیم اور حضرۃ رحمت عالمؐ کی توقیر واحترام مقصود ہوگا (سیرۃ حلبیہ ج ۱ ص ۲۷۰)

توراۃ میں نبی کریمؐ کے متعلق یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ اللہ نے فرمایا میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمدؐ میرے رسول ہیں جو شخص ان پر ایمان لایا اور ان کی پیروی کی اس کیلئے خوشخبری ہے

حضرۃ آدمؑ کی حضرۃ شیثؑ کو وصیت:

دور حاضر کے نامور مذہبی سکالر و عظیم محقق حضرۃ مولانا ثناء اللہ سعد صاحب نے بحوالہ مدارج النبوہ رقم فرمایا ہے...... ابن عساکر کعب والاحبار سے روایت کرتے ہیں کہ حضرۃ آدمؑ نے حضرۃ شیثؑ سے فرمایا اے فرزند تم میرے بعد خلیفہ اور جانشین ہو عماد تقوٰی اور عروہ وثقیٰ کو تھامے رہنا اور جب بھی تم خدا کا ذکر کرو تو ساتھ ہی اسم محمد کو یاد کر لینا اس لئے کہ میں نے اس نام مبارک کو ساق عرش پہ لکھا دیکھا ہے حالانکہ میں روح اور مٹی میں تھا اس کے بعد میں نے تمام آسمانوں کی سیر کی وہاں میں نے کوئی جگہ ایسی نہ دیکھی کہاں اسم محمد نہ لکھا ہوا ہو۔ بلاشبہ میرے رب نے مجھے جنت میں ٹھہرایا میں نے جنت کا کوئی محل نہ دیکھا جس پر اسم محمد لکھا ہوا نہ ہو اور میں نے حورالعین کی پیشانیوں پر، طوبیٰ کے درخت کے پتوں پر اور سدرۃ المنتہیٰ کے ہر پتے پر اور اطراف حجابات پر اور فرشتوں کی آنکھوں پر اسم محمد لکھا دیکھا ہے۔ لہٰذا، اے فرزند ذکر محمدؐ بہت زیادہ کرنا۔

(معارف اسم محمدؐ ص ۴۹)

حضرۃ موسیٰ کی تحریر:

علامہ زہریؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں ہشام بن عبدالمالکؒ کے پاس جا رہا تھا جب میں بلقار کے مقام پہ پہنچا تو مجھے ایک پتھر ملا جس پر عبرانی زبان میں کچھ لکھا ہوا تھا میں اس پتھر کو لے کر ایک شیخ کے پاس پہنچا جو عبرانی جانتا تھا وہ اسے پڑھ کر ہنسے اور بولے کہ یہ عجیب معاملہ ہے اس پر یہ لکھا ہے کہ اے اللہ تیرے نام سے شروع کرتا ہوں صاف عربی زبان میں تیرے رب کی طرف سے حق اور سچائی کا پیغام آگیا ہے۔ لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ اس کو موسیٰ بن عمران نے لکھا ہے۔ (سیرۃ حلبیہ ج ۲ ص ۱۷)

یتیم بچوں کا خزانہ:

بحکم رب العالمین حضرۃ موسیٰؑ حضرۃ خضرؑ کے پاس پہنچے اور اپنی آمد کا مقصد ظاہر فرمایا حضرۃ خضرؑ صبر کے معاہدے کے ساتھ حضرۃ موسیٰؑ کے ساتھ چلنے پر آمادہ ہو گئے۔ دونوں نبی روانہ ہوئے حضرۃ خضرؑ نے اعجوبہ نما امور سرانجام دیئے حضرۃ موسیٰؑ خلاف توقع امور کی سرانجامی پہ بے صبر ہو جاتے اور سوال کر لیتے حضرۃ خضرؑ فوراً صبر اور خاموشی کا معاہدہ یاد دلا کر ان کو خاموش کرا لیتے آخرکار دونوں نبیوں میں اس بات پر جدائی ہوگئی کہ دونوں ایک بستی میں پہنچے وہاں حضرۃ خضرؑ نے ایک گرتی دیوار کو بلامعاوضہ ٹھیک کر دیا حقیقتاً دیوار مذکور کے نیچے دو یتیم بچوں کا خزانہ دفن تھا۔ حضرۃ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ دیوار کے نیچے مدفون خزانہ علم تھا۔ تاہم مراد پیغمبر داماد حیدر حضرۃ فاروق اعظمؓ اور عم زاد پیغمبر داماد پیغمبر حضرۃ علیؓ سے چند الفاظ کی کمی بیشی سے روایت ہے کہ مدفون خزانہ سونے کی ایک تختی تھی جس پر تحریر تھا ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' مجھے حیرانی ہے اس شخص پر جو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر یقین کے باوجود مشکل حالات میں گھبراتا اور پریشان ہوتا ہے، مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کے سامنے جہنم کا ذکر آئے اس کے باوجود اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ہو، مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کے سامنے موت کا ذکر ہو پھر بھی غافل رہے۔ آگے لکھا تھا ''لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ'' بروایت دیگر آگے کندہ تھا ''لا الہ الاانا محمد عبدی ورسولی''

اسم محمد لحن داؤودی میں:

خالق کردگار نے حضرۃ سیدنا داؤدؑ کو منصب نبوۃ ورسالت اور دنیا کی بادشاہی کے ساتھ ساتھ جو خوش الحانی عطا فرمائی تھی وہ دنیائے انسانیت میں اپنا ہم پایہ نہیں رکھتی۔ حضرۃ داؤدؑ فرمایا کرتے ہمارا معبود بے عیب ہے اور محمد نے ساری دنیا میں خوشی بھر دی ہے۔ حضرۃ داؤدؑ نے صراحتاً حضرۃ محمدؐ کا نام اور آپؐ کے مبارک شہر کا نام لے کر اسے اللہ کی بستی کہا۔

حضرۃ سیدنا ابراہیمؑ اور اسم محمدؐ:

ایک مرتبہ امیرالمومنین حضرۃ عمرؓ نے کعب احبارؓ سے دریافت فرمایا کہ آنحضرۃؐ کی ولادت باسعادت سے قبل جو آپؐ کے فضائل بیان ہوتے رہے ہیں ان کے بارے میں آگاہ فرمایئے حضرۃ کعبؓ نے عرض کیا امیرالمومنین میں نے توراۃ میں پڑھا ہے کہ حضرۃ ابراہیمؑ کو ایک پتھر ملا جس پر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور آنحضرۃؐ سے متعلق چار سطریں لکھی ہوئی تھیں اب چار سطور میں سے دوسری سطر کی تحریر یہ

تھی" میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمدؐ میرے رسول ہیں جو شخص ان پر ایمان لایا اور ان کی پیروی کی اس کے لئے خوش خبری ہے۔

سیدنا سلیمانؑ اور اسم محمدؐ

حضرۃ سلیمانؑ نے فرمایا میرا دوست قدرے گندم گوں، ہزاروں میں سزاوار، اس کے سر کا نور الماس کی مانند چمکتا ہے، اسکی زلفیں گھنگھریالی مثل پر زاغ کے، اس کی آنکھیں مانند کبوتر کے، اور پر تشت پانی کے جس کو دودھ سے دھویا گیا ہو جیسے نگینے اپنے خانوں میں جڑے گئے ہوں، اس کے رخسار پہ ریش جیسے خوشبودار بیل چھائی ہوئی، ہلالی صفحہ پر خوشبو ملی ہوئی ہو، اس کے لب پھول کی پنکھڑیاں جن سے خوشبو اڑتی ہے، اس کے ہاتھ ڈھلے ہوئے جواہر کی مانند جھلکتے ہیں، اس کا شکم جیسے ہاتھی دانت کی لوح، جواہر سے مرصع پنڈلیاں جیسے سنگ مرمر کے ستون سونے کے پائیوں پہ مستحکم کئے ہوئے، ان کا چہرہ چودہویں رات کے چاند کی طرح درخشاں، جوان ہیں مانند صنوبر کے، وہ نہایت خلیق ہیں وہ "محمدؐ" میرے دوست ہیں، وہ میرے محبوب ہیں اے دختران بیت المقدس۔

(معارف اسم محمد ص ۳۵)

حضرۃ عبادہ بن صامتؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرۃ خاتم النبیاءؐ نے فرمایا حضرۃ سلیمانؑ کی انگشتری کے نگینے پر " لاالہ الاالـلـه محمد رسول الله "نقش تھا نیز فرمایا بے شک سلیمانؑ کی مہر آسمان سے اتری جسے انہوں نے اپنی انگشتری میں ڈال رکھا تھا اور جس پر منقوش تھا" انا الله الاالـه الاانا محمد عبدی ورسولی "(ایضاً ص ۵۴)

حضرۃ اشعیاؑ، حضرۃ دانیالؑ، حضرۃ عیسیٰؑ اور اسم محمدؐ

حضرۃ اشعیاؑ نے آنحضرۃؐ کے مبارک و مطہر اسم مبارک سے یوں عقیدت کا اظہار فرمایا "اے محمدؐ میں نے تیرا معاملہ قابل تعریف پایا ہے، اے رب کے پاک باز بندے تیرا نام ہمیشہ موجود رہا ہے۔ حضرت دانیالؑ نے فرمایا اے محمدؐ تیری کمانیں زور سے کھینچی جائیں گی اور تیرے حکم سے خون سے تیر سیراب ہونگے۔ حضرت عیسیٰؑ بن مریم نے ایک موقع پر فرمایا کیسا مبارک وقت ہوگا جب وہ دنیا میں آئیں گے یقین جانو میں نے اس کو دیکھا اور اس کی تعظیم کی ہے جس طرح ہر نبی نے اس کو دیکھا ہے اس کی روح کو دیکھتے ہی خدا نے ان کو نبوت دی ہے اور جب میں نے ان کو دیکھا تو میری روح سکینت سے بھر گئی یہ کہتے ہوئے اے محمدؐ خدا تمہارے ساتھ ہو اور وہ مجھے تمہاری جوتی کے تسمے باندھنے کے قابل بنادے کیوں کہ یہ مرتبہ بھی پالوں تو میں ایک بڑا نبی اور خدا کی مقدس ہستی ہو جاؤں (ایضاً)

توراۃ، انجیل، زبور اور اسم محمدؐ

حضرت فخر دوعالمؐ کا نام مبارک تورات میں محمد ذکر کیا گیا ہے۔ بروایت دیگر حمیاط اور حمطایا یعنی حرم کی حفاظت کرنے والا اس کے علاوہ قدمایا یعنی اولین اور یند یند اور احید بھی مذکور ہے جس کے معنی ہیں اپنی امت کو جہنم سے بچانے والا اس کے علاوہ طاب طاب بھی ذکر ہوا ہے۔ انجیل میں آپؐ کا نام تحمنا ذکر ہوا ہے یہ سریانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں محمدؐ (یعنی خود حمد کرنے والا اور دوسرے جس کی تعریف کریں) انجیل ہی میں آپؐ کا نام حنطا بھی مذکور ہے جس کے معنی ہیں حق اور باطل سچ اور جھوٹ کو الگ الگ کر دینے والا۔ کتاب شفاء صدور کے مصنف نے ایک روایت بیان کی ہے جس کو مقاتل ابن سلیمان نے بیان کیا ہے کہ میں نے زبور میں یہ لکھا ہوا پایا ہے......

" انی انا الله لا اله الا انا و محمد رسولی "

ترجمہ:...... میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اس کے علاوہ زبور میں آنحضرتؐ کا اسم گرامی حاط حاط اور فلاح ذکر کیا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ یعنی وہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ باطل کو مٹاتا ہے اسی طرح زبور میں ہی آپؐ کو فارق اور فاروق یعنی حق اور باطل میں فرق کرنے والا کہا گیا ہے (سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۳۱ تا ۴۵)

صحیفہ حبقوق اور اسم محمدؐ

محدث کبیر شاہ عبدالحق دہلویؒ رقم طراز ہیں حضرت حبقوق وقت کے نبی اور حضرت دانیالؑ کے ہمعصر تھے ان کے صحیفہ میں ایک جگہ مذکور ہے "بے شک آسمان اوصاف محمدؐ سے منور ہے اور زمین ان کی مدحت سے بھر چکی ہے۔

(مدارج النبوۃ ج ا ص ۲۲۵)

قرآن پاک اور اسم محمدؐ

قرآن مجید جو کتب سماویہ کی رئیس کتاب ہے خالق کردگار نے اپنے حبیبؐ کے قلب اطہر پہ اتاری۔ اہل علم فرماتے ہیں کہ حضرت امام المعصومینؐ کے جمیع معجزات سے اولیت وفوقیت رکھنے والا معجزہ بھی یہی ہے۔ اس میں خالق دوجہاں نے اپنے محبوب اکبر کو یسے تو صفاتی اسمائے مبارکہ سے خطاب فرمایا ہے تاہم یہ امر مسلم ہے کہ کہیں آپ کو ذاتی نام سے بھی مالک الملک مخاطب ہوئے مثلاً "ومامحمد الا رسول" قرآن مجید جسے کلام اللہ ہونے کا شرف واعزاز بھی حاصل ہے وہ حضرت فخر موجودات کی مدح سرائی کی امین کتاب ہے۔ ام المومنین سیدہ عائشہؓ کے اس فرمان سے واضح تصدیق وتاکید ٹپکتی ہے۔ ایک صحابی رسول نے استفسار کیا کہ امی جان فداہ امی وابی مجھے نبی پاکؐ کی شان اور عظمت سے روشناس فرمایئے تو سیدہ ام المومنینؓ نے فرمایا اے شاگرد رسول تم قرآن مجید پڑھتے ہو؟ وہ عرض گذار ہوئے جی امی جان تو آبروئے پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا کہ کامل قرآن مجید ہی میرے سرتاج کی شان سنا رہا ہے۔ یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں کہ بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو قرآن مجید ہی نے صاحب اسم محمدؐ، پیغام محمدؐ، جسم محمدؐ، سر، آنکھیں، زبان، نطق، خاموشی، چہرہ، پیشانی، زلف، قلب اطہر، سینہ، ہاتھ، پاؤں، گردن، قدوقامت، آواز، اخلاق، حسن و جمال، شاگرد و غلام صحابہ اکرامؓ ازدواج، اولاد، حامیان امت بھی کو بیان فرمایا۔ پروردگار عالم نے ابو البشر حضرت آدمؑ کی تعظیم واعزاز کے لئے ملائکہ سے سجدہ کروایا اور اپنے محبوب شفیع دوعالمؐ پہ درود وسلام پڑھنے کا نہ صرف حکم دیا بلکہ خود بھی شریک ہوئے ملاحظہ ہو حکم ربانی......

"بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رسولؐ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی میرے محمدؐ پر درود بھیجو"۔

سید الملائکہ اور اسم محمدؐ

قاصد رب العلی، رئیس الملائکہ سیدنا جبرئیلؑ جمیع انبیاء ورسل کے پاس پیغام ربانی واحکامات ایزدی پہنچانے پہ مامور تھے۔ بسلسلہ مذکورہ کم وبیش ساڑھے تیئس سال یا چوبیس ہزار مرتبہ حضرت شفیع دوعالمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاہم فی الوقت ان کی آنحضرۃؐ کے ساتھ رفاقت معراج پہ ہی اکتفا کیا جائے تو واضح ہوجاتا ہے کہ آسمان پہ پہنچ کر جونہی آسمان کا دروازہ کھٹکھٹاتے اندر سے دربان کا سوال ہوتا کون؟ جواب ملتا جبرائیل پھر مکرر استفسار ہوتا

> اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا!! اے جبرائیلؑ محمدؐ کے پاس جاؤ اور کہو!! اے محمدؐ ہم تجھے تیری امت کے بارے میں راضی کردیں گے

CamScanner

تمہارے ساتھ کون ہے؟ تو سید الملائکہ یہی جواب دیتے "محمدؐ" پہلے تا ساتوں آسمان تک یہی سوال ہوا اور امام الملائکہ نے ہر جگہ آپؐ کا نام "محمدؐ" ہی بتایا اہل علم کہتے ہیں نام محمدؐ میں تعظیم واعزاز اور احترام نام احمد سے زیادہ ہے۔ تو تحقیق صداقت سب پہ عیاں ہے کلمہ میں اسم محمدؐ، نماز میں اسم محمدؐ، درود شریف میں اسم محمدؐ۔

محمدؐ نام رکھنے کی فضیلت:

معروف سیرت نگار علامہ حلبیؒ نے اپنی مقبول زمانہ تصنیف سیرۃ حلبیہ میں اسم محمدؐ کے فضائل ومناقب کے عنوان سے ناقابل تردید کثیر تعداد میں روایت جمع فرمائی ہیں طوالت کے خدشہ کے پیش نظر سبھی کو قلم انداز کر کے فقط ایک روایت سپرد قرطاس کی جارہی ہے حضرۃ خاتم الانبیاءؐ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے میری عزت اور جلال کی قسم میں کسی ایسے شخص کو جہنم کا عذاب نہ دوں گا جس کا نام آپؐ کے نام پر ہو یعنی محمد یا احمد ہو۔

بیٹے کا نام محمد تو باپ جنت میں:

حضرۃ رحمت دوعالمؐ نے فرمایا......

"جس شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہو وہ میری محبت میں اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کی غرض سے اس بچے کا نام محمدؐ رکھے تو وہ شخص اور اس کا بچہ دونوں جنتی ہوں گے"۔

محمد نام اولاد میں نہ رکھنا جہالت ہے:

حضرۃ سیدنا ابن عباسؓ سے ایک روایت ہے کہ آقائے دوعالمؐ نے فرمایا جس شخص کے یہاں تین لڑکے ہو گئے اور اسنے ان میں سے کسی ایک کا نام بھی محمد نہیں رکھا اس نے جہالت کا ثبوت دیا یعنی اس نے برا کیا بروایت دیگر اس نے میرے ساتھ برائی کی۔

محمد نام رکھنے کی نیت اور بچہ کی پیدائش:

حضرۃ سیدنا حسین ابن علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرۃؐ نے فرمایا جس شخص کی بیوی کے حمل ہوا ہو اور وہ نیت کرے کہ وہ اس (ہونے والے بچے) کا نام محمدؐ رکھے گا تو چاہے وہ بچہ لڑکی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اسے لڑکا بنا دیتا ہے

اس حدیث کے راویوں میں سے ایک نے کہا میں نے اپنے یہاں سات مرتبہ یہ نیت کی اور سب کا نام محمدؐ ہی رکھا (یعنی ہر مرتبہ حدیث مذکور کی صداقت کا تجربہ ہوا) نیز آقائے دو جہاںؐ نے ارشاد فرمایا جس شخص کی بیوی حاملہ ہو اور وہ شخص

سمرقند کے شہر ماکردین میں ایک قبرستان ہے جس کا نام تربت المحمدین ہے اس قبرستان میں صرف انہی اموات کو دفن کیا جاتا ہے جن کا نام محمد ہو

یہ فیصلہ کرے کہ اس بچے کا نام محمدؐ رکھوں گا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو لڑکا عطا فرماتا ہے اسی طرح ایک عورت ایک مرتبہ آنحضرۃؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہؐ میرا کوئی لڑکا زندہ نہیں رہتا آپؐ نے ارشاد فرمایا حق تعالیٰ کے نام پر یہ فیصلہ کرلو کہ جو لڑکا اللہ تعالیٰ تمہیں عطا فرمائیں اس کا نام محمدؐ رکھو گی، چنانچہ اس عورت نے ایسا ہی کیا تو پیدا ہونے والا لڑکا زندہ رہا۔

ضروری نوٹ:

فضائل وبرکات کے عنوان سے پیش کردہ مذکورہ بالا روایات پہ بعض سوالات بطور تحقیق اٹھائے جاسکتے ہیں۔ تاہم سیرۃ کار نے روایات حاضرہ علامہ علی ابن برہان الدین حلبیؒ کی تصنیف "انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون" کے اردو ترجمہ سیرۃ حلبیہ سے لی ہیں محققانہ اذہان کے قارئین کتاب مذکور سے رجوع فرمائیں تاہم یہ واضح رہے کہ سیرۃ النبیؐ کے عنوان سے اس تصنیف لطیف سے متاثر ہو کر حکیم الاسلام سراج العلماء حضرۃ مولانا قاری طیب صاحبؒ نے ام السیر کا خطاب عطا فرمایا ہے (ج اوّل ص ۲۶۷ تا ۲۶۹)

عالمی ریکارڈ:

معارف اسم محمدؐ نامی کتاب میں بحوالہ ہفت روزہ ضرب مومن تحریر ہے۔ لیبیا میں محمد نامی بیس ہزار افراد نے ایک جگہ جمع ہونے کا نیا عالمی ریکارڈ قائم کردیا ہے۔ لیبیا کے شہر زاویا کے سٹی اولمپکس کلب میں بیس ہزار افراد جمع ہوئے ان میں بچے، بوڑھے، جوان اور ادھیڑ عمر شامل تھے لیکن ان لوگوں میں ایک بات مشترک تھی کہ ان تمام افراد کا نام محمد تھا اتنی بڑی تعداد میں ایک ہی نام کے افراد کا ایک جگہ جمع ہونا ایک عالمی ریکارڈ ہے جیسے گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں درج کیا گیا تقریب کے منتظمین کے مطابق تین ہزار افراد کی شرکت متوقع تھی یہ ایک تاریخی موقع ہے کہ پورے لیبیا سے اس تقریب میں بیس ہزار افراد نے شرکت کی ہے بلکہ اس سے بھی خاطر خواہ تجاوز کر گئی ہے یہاں آنے والے لوگ اس بات کا اعلان کر رہے ہیں کہ محمد نام مسلمانوں کے لئے مقدس، قابل تعظیم اور انتہائی اہمیت کا حامل ہے زاویا کے اولمپکس کلب میں مقامی شہریوں کو مدعو کیا گیا تھا لیکن اس تقریب میں لیبیا کے مختلف علاقوں سے محمد نامی لوگوں نے شرکت کی اس سے پہلے ۲۰۰۵ دوبئی میں گیارہ سو کے قریب محمد نامی افراد ایک فیسٹیول میں جمع ہوئے تھے (ص ۱۶۲)

محمدؐ نامی لوگوں کا قبرستان:

آہ عشق کے متوالوں کی تو دنیا ہی الگ ہے اس دنیا میں جہان اور عجائبات دیکھنے کو ملتے ہیں وہاں تربت المحمدین بھی ایک عجوبہ روزگار ہے۔ سمرقند کے شہر ماکردین میں ایک قبرستان ہے جس کا نام تربت المحمدین ہے یعنی قبرستان میں صرف انہی اموات کو دفن کیا جاتا ہے جن کا نام محمد ہو چنانچہ چھٹی صدی ہجری تک اس قبرستان میں چارسو سے زائد صاحب تصنیف وافتاء اہل علم محمد مدفون تھے جب ۵۹۳ میں شیخ الاسلام علامہ برہان الدین مرغینانیؒ صاحب ہدایہ کا انتقال ہوا تو ان کو اس قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہ دی گئی کیوں کہ ان کا نام محمد نہ تھا چنانچہ انہیں قبرستان ہذا کے قریب ہی دفن کیا گیا (ایضا ۱۸۳)

قارئین مکرم ومحترم محبان رسول اہل علم محققین قدیم وجدید نے صفات، برکات، کمالات ومعجزات اسم محمد کے دلنشین عنوان سے بزبان وقلم اپنی عقیدت کا اظہار فرمایا امت مسلمہ کے قلوب واذہان کو حلاوت بخشی ہے نیز عجائبات اسم محمد بھی روز افزوں مشاہدات میں آرہے ہیں مثلاً پتھروں گلاب کے پھولوں، سبز پتوں، خربوزے، انگور، بادام کے دانے آسمان بکرے کے بچے کے پیٹ، انسانی پھیپھڑوں کی ہوا والی نالی پہاڑوں اور ہوا وبادلوں وغیرہ وغیرہ پر قدرتی طور پہ کندہ اسم محمد کرۂ ارض کے مختلف ممالک اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے متعلقین نے بارہا چشم سر سے نظارہ کیا ہے اور اس میں بعید بھی کیا ہے کہ پروردگار جس نے اپنے محبوب کا مقام ومرتبہ اتنا بلند فرمایا کہ " ورفعنا لک ذکرک " کہہ کر مخلوقات ربانی کو حیرت زدہ کردیا ہے کہ

لیبیا کے شہر زاویا کے سٹی اولمپکس کلب میں بچے، بوڑھے، جوان سمیت بیس ہزار افراد جمع ہوئے ان سب کا نام محمد تھا

CS CamScanner

محبوب کی عظمت و بلندی کی پیمائش مخلوقات کی دسترس سے بعید ہے۔ بنظر اختصار وہ عجائبات پیش خدمت ہیں۔

ایک پھول:

محدث کبیر عبدالحق دہلویؒ نے ایک پھول کا تذکرہ فرماتے ہوئے رقم فرمایا ہے۔ جس پر پورا کلمہ طیبہ کندہ تھا یعنی رب اور عبد کا اسم مقدسہ عیاں تھا عبداللہ بن صوحان سے ابن مرزوق منقول کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہم بحر ہند میں سفر پر تھے کہ اچانک طوفانی ہوائیں چلنے لگیں اور سمندر میں موجیں اٹھنا شروع ہوئیں ہم نے اپنا جہاز ایک جزیرے میں لنگر انداز کر دیا وہاں پر ہم نے گلاب کا پھول دیکھا جس پر سفید رنگ میں لکھا ہوا تھا'' لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اس سے بھینی بھینی خوش بو آ رہی تھی بعدہ ایک اور سفید پھول کی زیارت کی جس پر زرد رنگ میں رقم تھا

''براۃ من الرحمن الرحیم الی جنت النعیم''

(مدارج النبوہ ج ا ص ۲۹۴)

ایک مچھلی:

امام یافعیؒ کتاب روض الریاحین میں ارقام پذیر ہیں کہ مجھے ابو یعقوب نے بتایا کہ میں نہر ابلہ میں شکار کر رہا تھا کہ ایک مچھلی ہاتھ لگی جس کے دائیں پہلو پر لا الہ الا اللہ اور بائیں پہلو پر محمد رسول اللہ نقش تھا جب میں نے یہ منظر دیکھا تو احترام و تعظیم کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے پانی میں چھوڑ دیا بعض علماء نے ابن مرزوق سے شرح قصیدہ بردہ شریف میں درج کیا ہے کہ ایک مچھلی لائی گئی جس کے ایک کان پر لا الہ الا اللہ اور دوسرے کان پر محمد رسول اللہ درج تھا (ایضاً ص ۲۹۷)

تعظیم اسم محمدؐ:

حافظ قرآن و الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستیؒ سے بواسطہ شیر خدا حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ کا یہ قول سننے کو ملا ''الدین کلہ ادب '' اگر بنظر غور جائزہ لیا جائے تو یہی اہل اسلام کا بنیادی نقطہ نظر معلوم ہوتا ہے کہ اہل اسلام سید الاولین والآخرین کے اسم مبارک مع جمیع کمالات پہ اپنی متاع محبوب نثار کرنا محبت حقیقی کا اولین تقاضہ تصور کرتے ہیں (جیسا کہ سطور بالا میں بالفاظ دیگر مذکور ہوا) عوام الناس تو اپنی جگہ، صاحب اقتدار مسلم حکمران کی محبت و ادب اسم محمد وطن عزیز کے حکمران بالا کے لئے قابل تقلید ہے۔ تاریخ فرشتہ کے مولف رقم فرماتے ہیں کہ بادشاہ ناصر الدین محمودؒ کے ایک خاص مصاحب کا نام محمد تھا بادشاہ اسے اسی نام سے پکارتا تھا ایک دن خلاف معمول انہوں نے اسے ''تاج الدین'' کہہ کر آواز دی وہ تعمیل ارشاد میں حاضر تو ہو گیا لیکن گھر جا کر تین دن بادشاہ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا۔ بادشاہ ناصر الدین نے کہا واللہ میرے دل میں آپ کے لیے کوئی خلش پیدا نہیں ہوئی تاج الدین کے نام سے تو فقط اس لئے پکارا تھا کہ اس وقت میرا وضو نہیں تھا اور بغیر وضو پیارے آقا کا مقدس نام محمد پکارتے ہوئے مجھے شرم آتی تھی (ص ۲۷۶)

اے محمدؐ ہم تجھے خوش کریں گے:

سر تاج المحدثین علامہ حافظ عمادالدین ابن کثیر ''حضرت محسن انسانیت کی امت سے متعلق تفکر اور باری تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ خوشخبری کا یوں تذکرہ فرماتے ہیں ''صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ بن العاص سے مروی ہے کہ حضرت رحمت دارینؐ نے ذیل کی آیات تلاوت فرمائیں (حضرت ابراہیمؑ بارگاہ ایزدی میں عرض کر رہے ہیں)! اے پروردگار انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا سو جس شخص نے میرا کہا مانا وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تو اس کو بخشنے والا مہربان ہے سورۃ ابراہیم آیت ۳۶۔ (حضرت نوحؑ بارگاہ ایزدی میں عرض کرتے ہیں) پروردگار کسی کافر کو روئے زمین پر بستا نہ رہنے دے سورۃ نوح آیت ۲۶۔ (حضرت عیسیٰؑ بارگاہ ربانی میں ملتمس ہوتے ہیں) اگر تو ان کو عذاب دے تو تیرے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو تیری مہربانی ہے بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے۔ سورۃ المائدہ آیت ۱۱۸۔

امت سے محبت:

آپؐ نے سابقین انبیاءؑ کی یہ دعائیں پڑھیں تو اپنے ہاتھ مبارک دعا کے لیئے اٹھائے اور عرض کیا اے اللہ میری امت، اے اللہ میری امت، اے اللہ میری امت اس کے بعد آپؐ بے اختیار روئے اللہ تعالیٰ نے جبرائیلؑ کو فرمایا محمدؐ کے پاس جاؤ جبکہ خدا سب کچھ جانتا ہے اس کے باوجود پوچھا، پوچھو تمہیں کیا چیز رلا رہی ہے؟ حضرت سیدنا جبرئیلؑ آپؐ کے پاس حاضر ہوئے اور دریافت فرمایا آپؐ نے (اپنی امت کے غم کی کیفیت کا) جواب مرحمت فرمایا۔ حضرت جبرائیلؑ نے پروردگار کو خبر دی (باوجود یہ کہ اللہ سب جانتا ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرائیلؑ محمدؐ کے پاس جاؤ اور کہو اے محمدؐ ہم تجھے تیری امت کے بارے میں راضی کر دیں گے اور تجھے تکلیف نہ ہونے دیں گے۔ (البدایہ والنہایہ ض ۱۶ ص ۱۳۲)

☆......☆......☆

پیغام شہداء

انسانی تاریخ میں چشم فلک نے ایسی جماعت دیکھی ہے......؟

جس کے قائدین

مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ (بانی و سرپرست)

شہادت 22 فروری 1990ء جھنگ

مولانا ایثار القاسمی شہید (نائب سرپرست، ایم این اے)

شہادت 10 جنوری 1991ء جھنگ سٹی

علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہیدؒ (سرپرست)

شہادت 18 جنوری 1997ء سیشن کورٹ لاہور

مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ (صدر / ایم این اے)

شہادت 6 اکتوبر 2003ء پارلیمنٹ ہاؤس کی طرف جاتے ہوئے۔

علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ

شہادت 17 اگست 2009 خیرپور سندھ (خیرپور جلسہ سے واپسی پر)

اور ہزاروں کارکنوں کو ایک نظریہ، مشن اور مقصد کی پاداش میں انتہائی بیدردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا، یہ تمام قائدین اور کارکن تو اپنے رب کے ہاں پہنچ گئے۔ لیکن ان کا نظریہ، مشن اور مقصد ایک پیغام کی صورت میں ماہنامہ'' نظام خلافت راشدہ'' کے نام سے بفضلہ تعالیٰ ہر ماہ آپ کے پاس پہنچے گا۔

آپ نے کبھی غور کیا......؟

کہ یہ پیغام پوری دنیا تک کیسے پہنچے گا؟

کیونکہ ابھی تک یہ پیغام صرف دیوبند مکتب فکر کے 9 ہزار مدارس کے 50 ہزار اساتذہ کے پاس بھی نہیں پہنچ رہا۔

☆ پاکستان کے تقریباً 2 لاکھ سکولوں کے 10 لاکھ اساتذہ کو اس پیغام کا پتہ تک نہیں ہے۔

☆ بیوروکریسی کے 50 ہزار اہلکار اس پیغام سے لاعلم ہیں

پاکستان کے قومی، صوبائی اور سینٹ کے 1 ہزار سے زائد ممبران کے پاس بھی یہ پیغام نہیں پہنچا ہوگا۔

اس کے علاوہ الیکٹرانک / پرنٹ میڈیا اس کی افادیت سے محروم ہے۔

آپ جاگیردار ہیں یا کاشتکار، استاد ہیں یا طالب علم، آپ سرمایہ دار ہیں یا مزدور، عالم ہیں یا عام مسلمان۔

اگر آپ چاہتے ہیں یہ پیغام پوری دنیا میں عام ہو جائے تو پھر اٹھیے اور عہد کیجئے کہ......

''میں شہداء کا یہ پیغام ہر گھر تک پہنچانے میں آپ کا معاون بننا چاہتا ہوں۔''

دستخط ....

پیغمبرؐ انقلاب

تنویر احمد کاشمیری، اسلام آباد

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے عرب کا معاشرہ کفر و شرک، فتنہ و فساد، قتل و غارت، شراب نوشی، قمار بازی، بت پرستی اور ہر طرح کی برائیوں کے دلدل میں پھنسا ہوا تھا لوگ عدل و انصاف قانون کی پابندی، شرم و حیا، معاشرتی انصاف جیسے اصولوں سے نا آشنا تھے ''جسکی لاٹھی اس کی بھینس'' کا قانون تھا، بے پردگی، بے حیائی، بے راہ روی عام تھی، عورت باقاعدہ منڈیوں میں فروخت ہوتی تھی، عرب کے لوگ بیٹیوں کو زندہ درگور کرتے تھے، ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کے پاکیزہ رشتے کی کوئی پہچان نہ تھی، جہالت گمراہی اور تعصب کی فضاء عروج پر تھی، عقیدہ توحید کا کوئی تصور موجود نہ تھا ہر طرف گمراہی کی تاریکی چھائی ہوئی تھی، اولاد آدم مختلف مسائل کا شکار تھی، یتیموں، غریبوں، بیواؤں کی آہیں لوح و قلم کو جنبش دے رہی تھیں، مظلوم و محکوم انسانوں کی فریادیں عرش معلیٰ پر گونج رہی تھیں الغرض پوری کائنات ظلم و جبر کے اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی، اس پر کٹھن دور میں رب لم یزل نے انسانیت کی اس حالت پر رحم کھاتے ہوئے تاجدار عرب و عجم، رحمۃ اللعالمین، انیس المساکین، شافعی محشر، ساقی کوثر حضرت محمد مصطفیؐ کو اس کائنات کے اندر پیدا فرمایا۔

میرے پیغمبرؐ کی سیرت کا آغاز اس وقت سے ہو چکا تھا جبکہ زمین و آسمان کا وجود ابھی تک نہیں تھا، آپؐ اس وقت بھی نبی تھے جب حضرت آدمؑ بین الماء والطین تھے، ابھی تک حضرت آدمؑ صفی اللہ نہیں تھے، نوحؑ نجی اللہ نہیں تھے عیسیٰؑ روح اللہ نہیں تھے، موسیٰؑ کلیم اللہ نہیں تھے، حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ نہیں تھے، حضرت اسمٰعیلؑ ذبیح اللہ نہیں تھے لیکن حضور اکرمؐ اس وقت بھی خاتم النبیینؐ تھے، رحمۃ اللعالمینؐ تھے۔ ابھی تک آپؐ شکم مادر میں نہیں آئے تھے حضرت آمنہؓ جب بکریوں کو کھولنے جاتیں تو بکریاں ان سے آگے ہو جاتیں لیکن آپؐ شکم مادر میں آجاتے ہیں تو حسب سابق حضرت آمنہؓ بکریوں کو چرانے کی غرض سے کھولتی ہیں لیکن بکریاں آج آگے جانے سے رک گئیں حضرت آمنہؓ نے بہت کوشش کی لیکن بکریوں نے ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھایا، غیب سے آواز آئی آمنہؓ اب تیرے شکم میں وہ عظیم پیغمبرؐ آچکے ہیں جو آخری نبیؐ ہیں لہٰذا اب ترتیب بدل گئی ہے پہلے تو آگے چلے گی اور ہم تیرے پیچھے چلیں گی، تیرے آگے اب نہیں چل سکتیں، آپؐ شکم مادر سے پہلے کہاں تھے کسی عاشق رسولؐ نے کیا خوب جواب دیا ہے کہ آپؐ اس وقت بھی تھے جب آفتاب کی نور افشانیاں تھیں نہ کلیوں کی تبسم آرائیاں، ماہتاب کی ضیاء باریاں تھیں نہ قوس قزح کی رعنائیاں، چرند پرند کی پکار تھی نہ کروٹ لیل و نہار تھی، نہ کوئی ساقی و پیمانہ نہ مکین و مکاں، شگفتہ غنچوں کی تیاریاں تھیں نہ مہکتے گلوں کی گل کاریاں تھیں، آپؐ اس وقت بھی تھے جب آبشاروں میں ترنم تھا نہ فضاؤں میں تبسم، چلتی ہوائیں تھیں نہ معطر فضائیں تھیں، کلیوں میں چٹک تھی نہ خاروں میں کھٹک تھی، ستاروں میں چمک تھی نہ بہاروں میں مہک۔

آپؐ جب دنیا میں تشریف لائے دادا نے آپ کا نام محمدؐ اور والدہ نے احمد تجویز کیا یہ اس ہستی کی پیدائش کا دن تھا جس کے لئے فرشتوں نے ''مرحبا یا سیدی'' کے گیت گائے یہ اس ہستی کے پیدائش کا دن تھا جس کی خاطر ستاروں کو تابانی ملی، دریاؤں کو روانی ملی، جس کی آمد سے پستی کو بلندی، زوال کو کمال حاصل ہوا، جس کے بارے میں لولاک لما خلقت الافلاک کا اعلان ہوا۔

حضور اکرمؐ کی ذات اقدس و اخلاق کے اعتبار سے وہ منور آفتاب تھی جس میں ہر خوبی کی جھلک اور ہر حسن کا رنگ تھا، انسانی زندگی کی کوئی ایسی خوبی نہیں جو آپؐ میں نہ ملے، آپؐ حضرت عیسیٰؑ کی طرح نرم خو اور حضرت موسیٰؑ کی طرح پرجوش بھی ہیں، حضرت یحییٰؑ سا انداز تبلیغ بھی تھا اور حضرت ایوبؑ جیسا صبر بھی، حضرت ابراہیمؑ کی طرح وطن چھوڑا، ہجرت کی، دشمنی اور عداوت کی آگ میں ڈالے گئے، آپؐ نے گورے، کالے، امیر، غریب کے فرق کو مٹا کر ایسی مثال قائم کی جس کی نظیر نہیں ملتی گویا آپؐ عظیم سپہ سالار، عظیم استاد، عظیم سردار، عظیم رسولؐ ہیں اور گھریلو زندگی میں آپؐ اچھے شوہر، اچھے باپ اور اچھے نانا اور جماعتی زندگی میں اچھے دوست، اچھے ساتھی اور غریبوں کے مددگار نظر آتے ہیں۔

آپؐ نے تھوڑے عرصے میں ایسا انقلاب پیدا کیا کہ تاریخ حیران ہے، وہی لوگ جو عزتوں کے لٹیرے تھے عزتوں کے محافظ بن گئے، چور اور ڈاکو پارسا بن گئے، مکہ ''مکرمہ'' بن گیا، مدینہ ''منورہ'' بن گیا، ابوبکرؓ ''صدیق'' بن گئے، عمرؓ ''فاروق'' بن گئے، عثمانؓ ''ذوالنورین'' بن گئے، علیؓ ''شیر خدا'' بن گئے، معاویہؓ ''کاتب وحی'' بن گئے، تمام صحابہ کرامؓ کو کامیابی کا پروانہ مل گیا۔ رب العالمین ہمیں آپ کی سیرت مبارکہ پر چلنے کی توفیق عطا کریں، آمین

☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھوڑے عرصے میں ایسا انقلاب برپا کیا کہ تاریخ حیران ہے، وہی لوگ جو عزتوں کے لٹیرے تھے محافظ بن گئے، چور اور ڈاکو پارسا بن گئے، مکہ ''مکرمہ'' اور، مدینہ ''منورہ'' بن گیا

بچوں کو صحابہ کرامؓ بارے آگاہی دینا جزو ایمانی ہے

مولانا تصدق حسین (آزاد کشمیر)

صحابہ کرامؓ ہمارے لئے مشعل راہ ہیں، سرکاری طور پر سکولوں اور مختلف ورکشاپس قائم کر کے مستقبل کے قومی معماروں کو صحابہ کرامؓ کی زندگیوں سے روشناس کروایا جائے، تاکہ ان کو اسلام کی صحیح روح کا علم ہونے کے ساتھ ساتھ مملکت کو چلانے کے اسلامی اصولوں کا پتا چلے۔

صحابہ کرامؓ کی زندگیاں ہی ہمیں بتا اور سکھا سکتیں ہیں کہ قوم کو امن و آشتی کا گہوارہ کیسے بنایا جا سکتا ہے۔

سب سے بڑے فلسفی

سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ

علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہید

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جس نے دنیائے انسانیت کی ہدایت کے لئے سرکار طیبہ سرور دو عالم حضرت محمدؐ کو مبعوث فرمایا ......

"اے اللہ! اس نبیؐ پر درود و سلام نازل فرما، ایسا درود جو آدمؑ سے لے کر آج تک خطاؤں کے سمندر میں غلطاں پوری مخلوق کو اپنی رحمتوں کی چادر میں ڈھانپ لے، ایسا درود جس کے طفیل دنیائے فتن کی بساط پر پھر سے خلافتِ اسلامیہ کا پرچم لہرایا جائے، ایسا درود جس کے صدقے ابطال کی آگ گلزار ہو جائے، ایسا درود جس کے باعث پوری دنیا ضلالت و غوایت، بدامنی، الحاد و زندقہ اور دوسرے فاسد نظریات سے محفوظ ہو جائے، ایسا درود جس کے صدقے ظلم ختم ہو، ظلمت چھٹ جائے، اندھیرا سویرا ہو، تیرا اسلام قیادت پر ہو دوسرے نظام نابود ہوں، تیرا قرآن ہو، تیرا نام ہو، تیرا حکم ہو، تیری حاکمیت ہو اور باقی سب بت پاش پاش ہو جائیں"۔

"نشر الطیب" کی ابتدائی حدیث کے مطابق تخلیق آدمؑ سے چودہ ہزار سال قبل ہی نور نبوت کا متصور زاویہ الواحِ آفرینش پر رقم کر دیا گیا تھا مگر اس وقت نامعلوم وجوہ کی بنا پر مہر نبوت کا ظہور درجہ التوا میں رکھا گیا، بعد ازاں ایک غیر معمولی مدت وجہ ارض کی سجاوٹ اور لولاک و افلاک کے آثار و اسرار کی بناوٹ میں گزری، آفتاب و ماہتاب بھی بطور مقدمات کے سموات پر موزوں طریقے سے نصب کر دئے گئے تھے ان میں ایک کو صرف دن اور ایک کو صرف رات کی نگہداشت کے لئے، یا ارباب بساط ارض کی کامل تمکنت کے لئے غیر معمولی تعداد میں برگزیدہ انبیاءؑ کی ایک جماعت کو توحید کا علمبردار بنا کر بھیجنے کا فیصلہ ہوا جس سے آخرالزمان نبی کی امتیازی شان کا بھی پتہ چل جائے گا اور مقصود کائنات کی جامعیت بھی ہویدا ہو جائے گی اور کیونکہ مقصود تخلیق عالم آنحضرتؐ کی ذات گرامی تھی اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ اس اجتماع کے مصطفوین سے اس آخری نبیؐ کی نبوت پر ایمان لانے کا میثاق بھی لے لیا جائے چنانچہ واذاخذ اللہ میثاق النبین الخ (سورۃ آل عمران، آیت نمبر 81) کی قرآنی آیت اسی میثاق الانبیاءؑ کا بیان ہے، ملائکہ کے قدسی الاصل گروہ نے مہرہ لاجورد کے سایہ تلے مفسک الدماء اور مفسد ازلی کی تخلیق پر اظہار تعجب کیا، مگر تھوڑے ہی عرصے کے بعد ان پر آدمیت کے فساد اور اس کی حیثیت آشکار ہو گئی وہ پکار اٹھے لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم.

(سورۃ البقرہ آیت نمبر 32)

بالآخر تخلیق آدمؑ کا ازلی فیصلہ عملی صورت میں نمودار ہوا تو ملائک کو عظیم تقدس کے باوجود سجدہ تعظیمی کا حکم دیا گیا اگر مناقب کے باب میں ناظرین اجازت دیں تو کہتا چلوں کہ یہ سجدہ اگرچہ اکرام انسانیت کی وجہ سے تھا مگر صلب آدمؑ میں مقصود کائناتؐ کے نور کا تقاضا بھی یہی تھا کہ نورانی مخلوق کو تاجدار مدینہ کی عظمت کا پہلے دن ہی سبق پڑھا دیا جائے اور یوں نوری مخلوق پر بشریت کا تفوق بھی ہو جائے گا۔

مقصود تخلیق عالم، آنحضرتؐ کی ذاتِ گرامی تھی اس لیے جمیع انبیاء سے آپؐ کی نبوت پر ایمان لانے کا میثاق بھی لیا گیا

روشنی پر قدرت عطا کی تاکہ بدر منیر کی دلیل و نہار کی لمعانیت کا امتیاز بھی ابھی سے ہو جائے۔ ابحار و اشجار کو بھی سبز ہائے ارض کی معنوی تازگی کا سبب بنایا گیا، دشت و جبل بھی معرض وجود میں آگئے، اب ارواح انسانیت کی کانفرنس بلائی جاتی ہے (الست بربکم) کے سوال کے بعد حاضرین کے (قالو ابلیٰ) کے جواب پر بات ختم کر دی گئی۔

ادھر آخری نبیؐ کی آمد سے قبل راہ طریق کی

حضرت آدمؑ کے بعد جب لوح ارض پر ہابیل کا پہلا انسانی خون ہوا تو زمین خون ناحق سے رنگین ہو گئی، اب رنگینی احمر کی صفائی کے لئے آدم ثانی کی بعثت ہوتی ہے وہ ساڑھے نوسو سال تک پیغام توحید کے ابلاغ میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے، ان کی تبلیغ کا کچھ اثر ہوا تو گنتی کے چند افراد حلقہ ارادت میں جمع ہو گئے پھر طوفان آیا تو مومنین سلامت رہے منکرین غرقاب ہوئے اس طرح پہلے انسانی خون کی سیاہی ڈھل گئی، طوفان نوحؑ دعائے نوحؑ کا نتیجہ تھا۔

ادھر مقصود کائنات کا رویہ اس کے برعکس ہوگا مومنین کی سلامتی میں ان کے ایمان کے ساتھ ساتھ شافع محشرؐ کی عظمت کا دخل بھی تھا آخر یہ سلسلہ چلا اور مختلف قریوں میں، بستیوں میں، ممالک میں، دھوروزن میں، چلتا گیا، پھیلتا گیا کوئی جگ، کوئی قرن، کوئی زمانہ ایسا بھی نہیں آیا جو کسی نبی یا رسول سے خالی گزرا ہو اس کی حکمت میں رسول اکرمؐ کی منفرد نبوت اور تحت الثریٰ سے عرش معلیٰ تک کی رسالت کے امتیاز کا پتہ چلتا ہے، یہاں قوم عادؑ، قوم نوحؑ، قوم شعیبؑ، وغیرہ کے محدود الافراد لحاظ سے انبیاءؑ کا مقام علو مذکور رہا۔

ادھر یا ایھا لناس، کنتم خیر امۃ اخرجت للناس الخ، (سورۃ آل عمران آیت نمبر 110) کے جامع الافراد خطاب سے ختمی مرتبت کی شان کا بیان ہوا، آگے چلئے تو سلطنت بابل کا اوج عروج پر ہے، اس کی نخوت و انانیت چرخ نیلگوں تک پہنچ چکی تھی اس نے سلطنت کے معبد اعظم میں اپنی سونے کی مورت رکھوا رکھی ہے کہ مخلوق اس کو سجدہ کرے اور اس سے نذر نیاز مانگی جایا کرے۔

رب العالمین نے لوح تقدیر کے فیصلے کے مطابق ابن آذر کو مبعوث فرمایا حضرت ابراہیمؑ کا سلسلہ نسب نو واسطے سے حضرت نوحؑ سے جا ملتا ہے، شاہ وقت کو توحید کی آواز پسند نہ آئی دعوت ابراہیمؑ کو قبول کرنے کے بعد اس کو خدائی کی مسند سے اتر کر بندگی کی مسند پر بیٹھنا پڑتا تھا آخر حضرت ابراہیمؑ مصر روانہ ہو گئے اس وقت مصر کا بادشاہ رقیون تھا اس نے زوج نبی پر نظر ناخوش اٹھائی تو بارگاہ ایزدی سے فوراً سرزنش ہوئی زبان حال نے جرأت آمیز لہجہ میں کہا یہ اس برگزیدہ شخصیت کی بیوی ہے جس کے صلب میں قمر انجمؐ کی چاندنی ہے بس وہ نہایت شرم سے پانی پانی ہو گیا پھر اکرام و اعزاز سے پیش آیا، جاتے وقت اس نے اپنی بیٹی ہاجرہ بھی ساتھ کر دی تاکہ اس نیک خاندان میں اس کی تربیت اچھی ہو جائے، القصہ حضرت ابراہیمؑ کا حضرت ہاجرہؑ سے نکاح ہوا، خدا نے انہیں پہلا بیٹا اسی ہاجرہؑ کے بطن سے عنایت کیا اس کا نام اسمٰعیلؑ رکھا گیا ادھر آتش نمرود میں عشق ابراہیمؑ کا نظارہ بھی ہو چکا تھا۔

جس میں آتش نمرود پر آتش عشق غلبہ پا چکی تھی اب معصوم بیٹے کو عرب کی ریگستانی سرزمین پر تن تنہا اماں کے ساتھ چھوڑ جانے کا حکم ہوتا ہے، یہاں اسمٰعیلؑ کی

> **وہ ساعت آن پہنچی کہ بے بصر کو بابصر کرنے، بے نظر کو بانظر کرنے، مردہ دلوں کو حیات جاودانی عطا کرنے، بناتِ ارض کی بے بسی کے خاتمے، قیاص واکاسر کی نخوت کا بھرم توڑنے اور، اضمحلال کے خوگروں کو اطمینان بخشنے کے لئے قافلہ نبوت کے آخری مقتداء اور قصر نبوت کے آخری ستون کو عربستان کے ریگستانوں سے طلوع کر دیا جائے**

ایڑیوں سے اجساد انسانی کو سیراب کرنے کے لئے آب زمزم جاری ہوا تو پہلی تنبیہ کر دی گئی کہ اسی سرزمین پر اسمٰعیلؑ ہی کی اولاد میں ایک ایسا نبی ہوگا جو اجسام انسانی کے لئے ایمان وعمل کی سوتیں کھول دے گا پھر اسی سرزمین پر ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ سے بھی زیادہ قربانیاں پیش کرے گا دین حنیف کا پرچم اکناف عالم کے ہر قطعے میں لہرا دے گا۔

ابراہیمؑ کو نبی آخرالزمان کی آمد کی اطلاع تو ابتدا ہی سے تھی مگر یہ فرازی کس گھرانے کو حاصل ہوگی اس کے متعلق کچھ خبر نہ تھی پس تعمیر کعبہ سے فراغت کے بعد طلب اجرت کیلئے کہا گیا تو خلیل و ذبیح دست دراز ہو کر کہنے لگے

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم، الخ

(سورۃ البقرہ آیت نمبر 129)

یعنی اے خدا! جس نبیؐ کے لئے یہ وجہ ارض سجائی گئی ہے کیوں نہ اس کا ظہور میرے گھرانے سے ہو جائے بس میرے لئے یہ سعادت ہی بڑی اجرت ہے دعا قبول ہو گئی اب اقتدار کی قدرتی تقسیم بھی یوں ہوئی کہ شام کا ملک اسحٰقؑ کو ملا تو عرب اسمٰعیلؑ کے حوالے کیا گیا۔

اسمٰعیلؑ کی اولاد سے ہاشم پیدا ہوئے، اسحٰقؑ کی جانب سے پھر نبوت کی یہ امانت چلی تو یعقوبؑ کے گھرانے میں پہنچی وہاں خاتم الانبیاءؐ کے وصف حسن کا اظہار صورت یوسف میں کر کے اہل نظر کو فکر و نظر میں ڈال دیا گیا پھر ان پر زندان مصر کے ایام گزارے گئے تو باور کرایا گیا کہ آنے والا نبیؐ شعب ابی طالب میں اس سے زیادہ بامشقت طریق سے تین سال کی قید گزارے گا پھر آپ نے دیکھا داؤدؑ بھی بادشاہ شموئیل کی سختی کے باعث عرب میں آ کر آباد ہو گئے تھے جب بنی اسرائیل کو بخت نصر نے تباہ کیا تو معد بن عدنان نے بھی عرب میں پناہ لی تھی، ادھر عرب کے شمال میں ابراہیمؑ کا مقام "ار" تھا، انہیں کی اولاد عرب میں آباد ہوئی ساتھ ہی علاقہ نوحؑ بھی متصل تھا۔

قدرے فاصلے پر مقام لوطؑ تھا ایک جانب انبیاءؑ کا دوسرا مرکز فلسطین و یروشلم کی سرزمین تھی یہی مقام عیسیٰؑ کا مقام دعوت تھا، یہی وہ مقام تھا جہاں معراج کی رات ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ نے ہمارے محسنؐ کی امامت میں نماز ادا کی تھی، یہیں آنحضرتؐ امام الانبیاءؑ بنائے گئے تھے، جنوب میں عاد و ثمود کی بستیاں تھیں علاوہ ازیں سینکڑوں انبیاءؑ عرب میں سکونت پذیر ہوئے اور یہ کہ عرب تجارتی اور جغرافیائی لحاظ سے بھی وسط دنیا میں تھا ان امتیازات کے باعث ابھی سے قطعات ارض کے عرب و عجم کے علاقوں میں نبی آخرالزماںؐ کے لئے عرب کی سرزمین کا انتخاب ہو چکا تھا، عرب کی مرکزیت کی صورت یہ تھی کہ عمان اور یمن، صنعاء اور مکہ و جدہ اور ینبوع، مدینہ اور دومۃ الجندل میں بیرون دنیا کے تجارتی مراکز تھے، ادھر ہند، چین، ایران، عراق، مصر، روم اور حبش میں باہمی آمد و رفت کا سلسلہ بھی عرب سے گزر کر جاری رہ سکتا تھا، قریش ان سے پروانہ راہداری وصول کرتے تھے (ماقبل میں اس کا ذکر ہو چکا ہے)

انبیاءؑ کی مراجعت الی العرب اور دنیائے عالم کی تجارت و ضرورت الی العرب بھی اس بات کی مخبر تھی کہ دنیائے عالم کا سب سے بڑا امن کا داعی اسی عرب میں آئے گا، مرجع الخلائق اسی عرب سے ہوگا، مورد رحمت اسی زمین سے ہوگا، خاتم النبیینؐ اسی علاقہ سے ہوگا تاکہ پوری دنیا کے ساتھ رابطہ قائم رہے اور پھیلنے والی تعلیمات پھیل جائیں، پہنچنے والی کرنیں اس سورج کی جہاں انہوں نے پہنچنا ہے پہنچ جائیں۔

اس حال میں بھی برگزیدہ افراد جن میں تشریعی وغیر تشریعی سب شامل تھے کفر کے ظلمات میں بھٹکی ہوئی مخلوق کو ایمان کی نورانیت سے منور کرتے رہے توحید کی تعلیمات سے بہرہ ور کرتے رہے۔

> **تعلیم النساء کا مسئلہ پر توجہ دی، تاکہ بیواؤں کی لٹی عظمتیں بحال ہو جائیں اور یہ کہ خواہشات، انسانیت تک محدود رہیں**

اب جو دعونس و تکبر اور صولت و حشمت کی بنا کرنے والا فرعون آیا اس کے تزویر و ختل کو خاک میں ملانے والا موسیٰؑ عصا دے کر اسی کے گھر سے نکالا اور مقابلے میں کھڑا کر دیا گیا جب فتن فرعون نے غوغا کیا تو موسیٰؑ کے تہورانہ فکر میں ایسی جنبش ہوئی کہ ساحرین فرعون تک ایمان لے آئے توحید کا پرچم بلند ہوا، مشکوٰۃ نبوت غدغانے لگی وانانیت واستکبار کے ستون گرنے لگے، کاسہ لیسوں کے ہاتھوں پر چپت رسید ہوئی، کاغذی گھوڑے ہمت ہار گئے، دین کا سورج طلوع ہوا۔ یہ فرعون، فرعون مکہ کا آئینہ دار تھا جبکہ موسائے مصر موسائے مکہ کی آمد کا مقدمہ ہوا، بعثت موسیٰؑ کے بعد گلستان نبوت کے گل فردا کی دید کا شوق اضطراب پکڑ گیا، ملائکہ و افلاک، آفاق و خاشاک، مقصود کائنات کی راہیں تاکنے لگے، فیصلے کے مطابق گویا یوں ہوا کہ آنے والے سے پہلے بساط ارض کی سیاحت کرنے کے لئے ایک مسیحؑ پیدا کر دیا جائے جو خبر دے کہ زمین صاف ہے راستہ بن چکا ہے آنے والے کو آنے دیا جائے۔

اس میں ایسی تعجیل ہوئی کہ باپ کا انتظار کئے بغیر مسیحؑ کو دنیا میں روانہ کر دیا گیا پھر احوال ارض کا اضطراب دیکھ کر موت کا انتظار کئے بغیر آسمان پر اٹھایا گیا چنانچہ خدائے تعالیٰ کو علم تھا کہ قرب قیامت میں اسلام کے ساتھ لوگ خرابیاں کریں گے تو عیسیٰؑ چالیس سال قبل قیامت آئیں گے پھر آخرالزماں نبی کی آمد میں پانچ سو سال کا وقفہ ہوا...... گویا زبان حال نے کہا۔

"حبیب ! ذرا ٹھہرو میں چاہتا ہوں آپ کا طلوع ایسی سیاہ رات میں ہو جس میں بھولے بھٹکے مسافر راہوں کے متلاشی ہوں، آندھیوں کے جھکڑ ایسے چھائے ہوئے ہوں کہ لولاک و افلاک کے خلائق کسی روشنی کے لئے بیتاب ہوں، کفر و شرک کی گھٹائیں ایسی پھیل چکی ہوں کہ اصنام بھی کسی موحد کی راہ تک رہے ہوں، ظلم و ستم جبر و تعدی کے طوفان ایسے اٹھ چکے ہوں کہ فضائیں کسی معلم کی راہ دیکھ رہی ہوں"۔

اب وہ ساعت آن پہنچی:

اب وہ ساعت آن پہنچی کہ بے بصر کو بابصر کرنے کے لئے، بے نظر کو بانظر کرنے کے لئے، مردہ دلوں کو حیات جاودانی عطا کرنے کے لئے، بنات ارض کی بے بسی کے خاتمے کے لئے، قیاصرو اکاسر کی نخوت کا بھرم توڑنے کے لئے، اضمحلال کے خوگروں کو اطمینان بخشنے کے لئے، قافلہ نبوت کے آخری مقتداء اور قصر نبوت کے آخری ستون کو

عربستان کے ریگستانوں سے طلوع کر دیا جائے۔

زبان حال گویا ہوئی...... ''دیکھو اب میں تمہیں بھیج رہا ہوں کچھ عرصے کے بعد شب تاریک کے سناٹوں میں اسریٰ کے نظارے بھی ہوں گے......لو یہ کمالات یزدانی کی الماریاں ہیں سیادت تمہارے ہی لئے پڑی ہے لے جاؤ''۔

بس سیادت اٹھا کر جب نبوت کے لئے آئے تو نبوت بھی تمام کمالات سمیت عطا کر کے خاتم الانبیاءؐ بنا دیئے گئے......اب کتاب کی دیر تھی......آواز آئی

> چند لوگوں نے آپ کو صرف مذہب کا امام بنا کر پیش کیا مگر حال یہ ہے کہ آپ جیسا سیاست دان کرہ ارض پر رونما ہوا ہی نہیں

؎ حصول وحی میں موسیٰؑ طور پر پہنچے
کیا عجب جو وحی تیرے حضور پہ پہنچے

بڑے آدمیوں کا سامان غلام لاتے ہیں اب تم چلو نورانی مخلوق کا وزیر تعلیم تمہاری کتاب لے کر خود حاضر ہوگا، اب جو آؤ گے، مکہ بھی معظمہ ہو جائے گا، کوہ سلع یا مدینہ میں قدم رکھو گے تو منورہ کہلائے گا، عرب کے بہت سے قبائل ہیں کس کا انتخاب ہو بس نہایت شریف اور ذی اثر قبیلہ بنو ہاشم اس عزت سے سرفراز کر دیا گیا۔

حضورؐ نے ارشاد فرمایا......''ان اللہ اصطفیٰ کنانہ من ولد اسماعیل ....واصطفی قریش من کنانہ واصطفی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم ، (از مسلم روایت عن واثلہ بن اسقع'' ترمذی دوسری روایت رواہ عباس) باپ کا نام ایسا ہوگا جس سے انبیاءؑ سابقینؑ کا پروگرام واضح ہوگا، ماں کا نام ''آمنہؓ'' ہوگا کہ اس کے پاس دنیا کی سب سے بڑی امانت ہے اور یہ مکہ میں جس شہری حکومت کا قیام تھا اس کے مطابق خارجی، ملکی احوال اور جنگی ذمہ داریاں بنو امیہ پر تھیں، خطابت وغیرہ کا ذمہ خاندان عمرؓ نے اٹھایا تھا ،تاوان اور قرضے چکانا خاندان ابوبکرؓ کے ذمہ تھا، یہاں پر بھی تولیت کعبہ ہاشم کے حصہ میں آئی اتفاق کہیے یا حکمت سے تعبیر کیجئے قریش ہی کی قوم کو حامل وحی ہونے کا شرف ملا۔

نام نامی اسم گرامی:

خود اس تاجدار کا نام ایسا اہم ہوگا ،عصمت ہی عصمت کے مطابق خطاط بھی خطوط کا نکتہ نہ لگا سکیں گے، فرش اور عرش کے دو ناموں (محمدؐ اور احمدؐ) میں ہر نام آئینہ شفاف سے سیرت کی معنوی خوبیاں ظاہر کرتا چلا جائے گا۔

ایسے معلوم ہوتا ہے کہ قضاء و قدر کا یہی فیصلہ تھا کہ مہینے اور دن کا بھی انتخاب ہو جائے ،ماہ رمضان اگرچہ بابرکت ہے مگر کوئی یہ نہ کہے شاید ہمارے نبی کو رمضان کے باعث عزت ملی بلکہ معلوم ہو جائے ربیع الاول کو آقائے انسانیتؐ کے طفیل برکت عطا ہوئی، یوم جمعہ بھی بیشتر انبیاءؑ کی بعثت و ولادت کا یوم ہے مگر یہاں بھی ابہام عظمت کی خاطر سوموار کا روز مقرر کیا گیا۔

اب انتظامات مکمل ہو گئے، اطراف و اکناف سنوار دیئے گئے، آثار و اسرار بے خود ہوئے جا رہے ہیں، ابطال کی شطحیات نالہ کناں ہیں......بس وہ آ گئے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے اقوام و قبائل دیکھتے ،سردار تکتے ہیں قیصر و کسریٰ پرکھتے ہیں ،غسانی دم بخود ہیں، ساسانی متحیر ہیں، خراسانی تامل میں ہیں، یہودی ساہوکار عقل و خرد کھو بیٹھے ہیں، صابی، تغلبی پریشان ہیں، ادھر شاعروں کا تخیل جنبش میں ہے، مدح سراؤں کی نغمہ سنجیاں تحرک میں ہیں، ملائکہ کی مسرتیں عروج پر ہیں ،رحمت ہی رحمت کے آثار ہیں، تقدس ہی تقدس ہے ان کی آمد کی گھڑی ایسی ہوئی کہ جس پر ایام و شہود کی تمام نازبرداریاں قربان کر دی جائیں۔

؎ آدم کے لئے فخر یہ عالی نسبی ہے
مکی و مدنی ،ہاشمی و مطلبی ہے

ادھر فرشتگان قضاء و قدر پکار پکار کر کہہ رہے تھے، صحرا نوردوں سے کہو، بیابانوں کے حدی خواں اپنے نغمے بدل لیں، ہندوستان کے برہمنوں سے کہو باز آ جائیں، یورپ کے کپاسٹوں سے کہو چیرہ دستیاں چھوڑ دیں، افریقہ کے سیاہ فاموں سے کہو مذہب کی رعایت شروع کر دیں، واشنگٹن و نیو یارک کے مغربی پاسداروں سے کہو سرگرمیاں بند کر دیں۔

آج زخموں پر واویلا مچانے والوں اور مرگھٹوں پر نالہ کرنے والوں کا مفرط مذہبی جنون خطرات میں جا پڑا ہے، اب قدسیان ارض و سماء کا تاجدار آتا ہے جن کے صدقے جگر کو شوق اور تخیل کو ذوق بخشا گیا، جن کی بدولت عزم کو پختگی، روح کو طمانیت اور جذب کو عذب عطا ہوا، جن کے طفیل صبا کو رہا اور ادا کو وفا ملی، وہ لیل و نہار کا بدر منیر بشریت کے بھیس میں سرزمین عرب پر طلوع ہو چکا تھا۔

؎ بدلہ ہوا تھا رنگ گلوں کا تیرے بغیر
اک خاک سی اڑی ہوئی سارے چمن میں تھی

جب زندگی طلوع ہوئی:

اب عالی کردار اور اخلاق سے نوازے ہوئے گل کی پرورش ہوتی ہے، والد محترم کا سایہ عاطفت قبل از ولادت دور کر کے ظل رحمانی کی اوٹ میں دے دیئے گئے، ماں چھٹے سال کی عمر میں ساتھ چھوڑ دیتی ہے، یہیں سے صبر و استقلال کا درس ذہن نشین کر دیا جاتا ہے، بکریوں کو چرانے کا موقع آیا تو احساس ذمہ داری اور تلطف و رحمت کی آمیزش سے ظاہری خد و خال سنوارے جا رہے ہیں تاکہ باور کر دیا جائے کہ مسبب الاسباب، اسباب کے پردے میں ظاہر ہوتا ہے، ادھر اقارب ایک ایک کر کے جدا کر دیے گئے آخری ہونے کے باعث بہت سے خانگی بار بھی نبوت کے پیش خیمہ بنائے گئے ،ایام تجارت میں آنے والی نسلوں کے لئے طریقہ تجارت و معیشت کو بطور نمونہ واضح کر دیا گیا تاکہ قبل از نبوت ہی اس عنوان کی تکمیل ہو جائے۔

ازدواجی زندگی میں بیشتر بیویاں عقد میں داخل ہوئیں کہ مقررہ حد شرعی کے اعتبار ہی سے امت نبوی مساوات کو راہ ہدایت بنا لے اور یہ کہ تعلیم النساء کا مسئلہ بھی شروع ہو، تاکہ بیواؤں کی لٹی عظمتیں بحال ہو جائیں اور یہ کہ خواہشات، انسانیت تک محدود رہیں مختصر یہ کہ فاران سے اعلام توحید کی ابتداء ہوتی ہے یہاں انبیاء سابقینؑ کی عین سنت کے مطابق پتھروں سے استقبال ہوتا ہے ،اقارب جدا ہو گئے ہیں مدح ہجو پر اتر آئے ہیں تعظیم کرنے والے تذلیل کئے جا رہے ہیں بس ہمارے نبیؐ پر ظلم کے طوفان آئے، ستم کی آندھیاں چلیں، کوچہ و بازار سے نالوں کی صدائیں اٹھیں، روساء مکہ دارلندوہ میں قتل کے منصوبے تیار کرنے لگے ہیں یہ چیزیں آپ کی عظمت اور رفعت کا نشان تھیں دوسرے انبیاءؑ پر آپؐ کے تفوق کا بین ثبوت تھیں، آنے والی امت کو اعلائے کلمۃ الحق میں مصائب پر صبر و شکیبائی کی تلقین تھی اگر انبیاء سابقینؑ کے مصائب تمہید تھے تو آخری الزماں نبیؐ پر کی گئی سختیاں تکمیل کا درجہ رکھتی تھیں۔

طائف میں پہنچے تو بھی حریص ہدایت کے حرص کا استہزاء ہوا یہ ایسے واقعات ہیں جن کی گہرائیاں اقوام و

مل کے فہم وعقل کی محتاج ہیں، تامل کیجئے غور فرمائے دیکھتے اور سوچتے چلے جایئے، وہ ہیبت کذائی خیال کرکے احوال پر نظر ڈالئے ہر دور کے رہنماؤں کی حب الوطنی، حب الایمانی، حب الانسانی کو اس شر ہبر ورہنماؐ کے اسوہ حسنہ پر، پرکھئے، وہاں جوابی کاروائی میں نوحؑ کا طوفان، ثمودؑ کا صیحہ، عادؑ کی آندھی، شعیبؑ کا رجفہ بصورت عذاب نمودار ہوئے تھے یہاں معاملہ برعکس ہے دشمنوں کو دعائیں دی جارہی ہیں، غلاظت کے ڈھیر پھینکنے والوں کی تیمارداری ہورہی ہے، کانٹے بچھانے والوں کو عطیات سے نوازہ جارہا ہے، رحمت کائنات کی رحمتوں کا یہ موضوع بہت طویل ہے۔

چندلوگوں نے صرف آپ کو مذہب کا امام بنا کر پیش کیا مگر حال یہ ہے کہ آپ جیسا سیاست دان وجہ ارض پر رونماہ ہوا ہی نہیں، یہ درست ہے کہ بدروحنین خندق وخیبر اور دوسرے غزوات میں نصرت الٰہی کا نزول ہوا ملائک اترے مگر یہ بات کسی کے فہم وخیال ہی میں نہیں کہ ہمارے سالار اعظمؐ نبی کی تربیت، انتظام، عسکری صلاحیتیں، جنگجویانہ کمالات، بے مثال شعور، عمیق نظروفکر، استقلال کی بے پناہی بھی فتح وکامرانی کا سبب تھی۔

اور آپؐ عالم عقبیٰ کے لئے رحمت تھے، عالم ارواح کے لئے رحمت تھے، عالم برزخ کے لئے رحمت تھے، عالم نباتات کے لئے رحمت تھے، عالم جمادات کے لئے رحمت تھے، عالم حیوانات کے لئے رحمت تھے وہ سب کی رہنمائی کے لئے آئے تھے، سب کی فلاح کے لئے مبعوث ہوئے تھے صرف مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ جمیع انسانیت کے لئے وہ رہبر تھے کسی بھی دور میں انسانی زندگی کا کوئی مرحلہ ایسا نہیں جس کا حسن وقبح ہمارے محسنؐ نے بتایا نہیں اور یہ فرمودہ اسلام کا ایک اصول نہیں بن گیا۔

وفیات

☆:......اہلسنت والجماعت علی پور کے ضلعی جنرل سیکرٹری محترم عاشق حسین کے والد مکرم وفات پاگئے ہیں، تمام ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اہلسنت والجماعت علی پور

☆:......اہلسنت والجماعت اوچ شریف کے سرپرست وبرادری سودھگان کے سربراہ حاجی احمد سودھا برضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں ان کی نماز جنازہ مولانا قاری مشتاق احمد نے پڑھائی اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین

☆:......اہلسنت والجماعت اوچ شریف کے ہمدرد ساتھی بھائی محمد صابر مڑل کی اہلیہ برضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں ہم دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

منجانب: مولانا اختر نعمانی، مولانا محمد اکبر، قاری سمیع اللہ فاروقی اوچ شریف۔

اہلسنت والجماعت پاکستان کے مرکزی صدر مولانا اورنگزیب فاروقی کے گن مین شہید ناموس صحابہؓ عبیدالرحمٰن شہیدؒ کا تعلق چانڈیہ برادری سے تھا، 1990ء میں پیدا ہوئے والدہ بچپن میں وفات پاگئی تھیں 3 بھائی یک بہن اور باپ کو سوگوار چھوڑا میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ فاروقی صاحب پر جب پہلا حملہ ہوا تو جذبے کے ساتھ جماعتی مشورے سے محمد اسلم خاں کے ہمراہ کراچی روانہ ہوگئے اور ایک سال بعد 25 دسمبر 2011 کو جب مولانا اورنگزیب فاروقی مدظلہ پر حملہ ہوا جس میں چار پولیس اہلکار فاروقی صاحب کا ڈرائیور اور ان کے ذاتی گن مین عبیدالرحمٰن بھی شہید ہوگئے ایک گن مین اسلم خان کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ ان کی تدفین مقامی قبرستان میں کی گئی ن کی یاد میں بستی چانڈیہ تھری ایل کا نام ''گلشن عبیدالرحمٰن شہیدؒ'' رکھا گیا ہے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ صفحہ نمبر 14

دلکش بڑی رعنائی، بڑی دلفریبی اور بڑی کشش رکھتے تھے جب بولتے تو موتی پروتے تھے، جب ندی کی سی روانی کے ساتھ مصروف تقریر ہوتے تو حاضرین وسامعین انگشت بدنداں رہ جاتے وہ اپنی مدلل تقاریر سے سامعین کے ذہن بدل دیتے ان کی سوچ کے انداز بدل دیتے۔ قومی اسمبلی میں جب قاسمی شہید رحمۃ اللہ علیہ پہلی اور آخری بار شیر کی طرح گرجے اور دھاڑے تو وہاں بڑے بڑے سیاستدان بھی تھے اور جید علماء بھی، پارلیمانی امور کے ماہر بھی تھے اور قانونی باریکیوں کے شناسا بھی، وہاں وزراء بھی تھے اور امراء بھی، وہاں بڑے بڑے سرمایہ دار اور صنعتکار بھی تھے اور ارباب اقتدار بھی، ان سب کی موجودگی میں جب قاسمی شیر کی طرح دھاڑے تو اراکین اسمبلی اور ارباب بست وکشاد بھی حیران وششدر رہتے، ان کے مدلل تقریر کی تیغ آبدار نے ایرانی حکومت کی آنکھوں کو خیرہ کردیا، ایرانی حکومت کے دل لرز گئے، ان کے دل پر ان کی تقریر بجلی بن کر گری، ایرانی حکومت لرزہ براندام ہوگئی اس نے سوچا کہ اگر قاسمی شہید نے اس قسم کی دوچار مدلل، مفصل اور زوردار تقاریر اسمبلی میں اور کردیں تو پاکستان سے صحابہ دشمنی کا جنازہ نکل جائے گا تو وہ ان کے خلاف سازشوں اور ریشہ دوانیوں میں مصروف ہوگئی اور اس سلسلہ میں وہ ہر ممکن تدابیر بروئے کار لائے حتیٰ کہ وہ اپنی مکروہ اور غلیظ سازش میں کامیاب ہوگئی۔

☆☆☆☆☆

لعنت اللہ علی الکاذبین ترجمہ جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت
1500 روپے
ہمارا عزم فطرت سے قریب تر صحت مند زندگی
نسخہ جوہر زیتون
صدق بیانی کی تمام حدود کو ملحوظ رکھ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ نسخہ جوہر زیتون کی ایک ہی خوراک انشاء اللہ ایک مرتبہ تو مریض گنٹھیا کو بستر مرگ سے اٹھادیتی ہے۔
جوہر زیتون جوڑوں کے درد کا مکمل علاج
تمام نباتات خالق ارض وسماء کے ہی پیدا کردہ ہیں لیکن چند پودوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے خود اپنے مقدس کلام میں فرمایا ہے اس طرح ان پودوں کے نام تا ابد کلام الٰہی میں محفوظ ہوگئے ہیں ان میں زیتون کا ذکر بکثرت ملتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے ''قسم ہے انجیر کی اور قسم ہے زیتون کی اور قسم ہے طور سینا کی اور اس امن والے شہر کی ہم نے انسان کو بہترین انداز میں پیدا فرمایا ہے'' قرآن پاک میں زیتون کا لفظ اس کے نام کے ساتھ چھ مرتبہ آیا ہے۔
فوائد جوہر زیتون
جوہر زیتون: جوڑوں کا درد، کمر کا درد، ٹانگ کا درد ختم کرتا ہے۔
جوہر زیتون: پٹھوں کی کمزوری، جوڑوں پر سوج، ورم ختم کرتا ہے۔
جوہر زیتون: گنٹھیا، موہوں کا درد، سر درد، کمزوری ختم کرتا ہے۔
جوہر زیتون: تمام جسمانی درد کو ختم کرکے یورک ایسڈ کو خارج کرتا ہے۔
قائم شدہ 1950 شعبہ طب نبوی دار الخدمت
0308-7575668
0345-2366562
جوہر زیتون

بادشاہوں کے نام آنحضورﷺ کے خطوط

مفتی محمد ولی رازی

اردو ادب اور عشق رسولؐ میں گندھی ہوئی لازوال کتاب ''ہادی عالمؐ '' سے شکریہ کے ساتھ اخز کیا گیا ہے، یہ پوری کتاب ہی غیر منقوط ہے یہاں تک کہ اس کی فہرست اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ترجمہ بھی غیر منقوط ہے۔

کلام الٰہی کا وہ وعدہ کہ معاہدہ صلح اہل اسلام کی کملی کا مگاری ہے، مکمل کر اہل عالم کے آگے آ کر مکمل ہوا، معاہدہ صلح سے ادھر کا سارا عرصہ سرور دو عالم مہموں اور معرکوں کے امور سے گھرے رہے، معاہدہ صلح سے معرکوں کے امور سے رہائی ملی اس لئے اللہ کے رسول کا ارادہ ہوا کہ اہل عالم کو اسلام کے لئے صدائے عام دے کر اللہ کے حکم کے عامل ہوں۔

سارے ہمدموں اور مددگاروں کو اکھٹا کر کے کہا کہ۔

''اے لوگو! سارے عالم کے لئے رسول رحم و کرم ہو کر وارد ہوا ہوں، سارے عالم کو اللہ کا وہ حکم دے دو''۔

اور کہا کہ ہماری رائے ہے کہ حکام عالم کو مراسلے ارسال ہوں کہ دوسرے ممالک کے لوگ اسلام سے آگاہ ہوں اور وہاں کے لوگ لاعلمی اور گمراہی سے دور ہوں۔

اس کام کے لئے کئی ہمدموں اور مددگاروں کی رائے ہوئی کہ ملوک عالم کے مراسلوں کے لئے رسول اللہ کی اک مہر ہو کہ اس سے سارے مراسلے مہر کر کے ارسال ہوں، اس طرح مسلموں کی رائے سے اک مہر لکھوائی گئی ﴿1﴾ وہ مہر اس طرح کی لکھوائی گئی۔

اللہ

رسول

محمد

اس طرح رسول اکرمؐ کے مراسلوں کو لے کر دور، دور اور ارد گرد کے ممالک کو راہی ہوئے۔

حاکم روم کے لئے رسول اللہؐ کا مراسلہ:

سرور دو عالمؐ کے اک دلدادہ ﴿2﴾ رسول اللہؐ کا مراسلہ لے کر ملک روم کے لئے راہی ہوئے، راہ کے سارے مراحل طے کر کے وہ معاہدہ صلح کے اگلے سال ماہ محرم کو ملک روم آئے وہاں آ کر معلوم ہوا کہ حاکم روم حمص سے راہ روی کر کے ''دار المطہر'' کے لئے راہی ہوا ہے کہ وہاں آ کر اس کامگاری کے لئے اللہ کی حمد کرے کہ اس کو کسریٰ کے معرکے سے حاصل ہوئی دلدادہ رسولؐ ''دار المطہر'' کے لئے راہی ہوئے اور وہاں آ کر سعی کر کے حاکم روم کے لئے رسائی حاصل کی، حاکم روم کے محل آ کر اس سے ملے اور اس سے اس طرح ہمکلام ہوئے۔

''اے حاکم روم! وہ آدمی کہ اس کے حکم سے مراسلہ لے کر وارد ہوا ہوں حاکم روم سے اعلیٰ ہے اور وہ اللہ کہ اس

> **معاہدہ صلح اور معرکوں کے امور سے رہائی ملی اس لئے اللہ کے رسولؐ کا ارادہ ہوا کہ اہل عالم کو اسلام کیلئے صدائے عام دے کر اللہ کے حکم کے عامل ہوں**

کے حکم سے وہ رسولؐ وارد ہوا، سارے ہی اہل عالم سے اعلیٰ و مکرم ہے، حاکم روم کو معلوم ہے کہ اللہ کے رسولؑ ''روح اللہ'' عمادا اسلام کے عادی رہے کہا ہاں! کہا کہ اے حاکم! اسی اللہ کی راہ کا دوسرا اسم اسلام ہے کہ اس کے لئے روح اللہؑ سدا حمد و دعا کر کے مسرور ہوئے اور اسی اللہ کا ارسال کردہ وہ رسول امیؐ ہے کہ اس کا مراسلہ لے کر مصر وارد ہوا ہوں۔

اے حاکم! وہ رسول وہی رسولِ امیؐ ہے کہ اس کے لئے اللہ کے رسول موسیٰؑ اور اللہ کے کلمے ''روح اللہ'' کو وحی سے اطلاع دی گئی، اگر اس رسول کے حکم کے عامل ہو گے اس عالم مادی اور اس عالم سرمدی ہر دو کے مالک ہو گے اور اگر اس حکم الٰہی سے روگرداں ہوئے، عالم سرمدی سے محروم ہو گے اور عالم مادی کے دوسرے لوگ حصہ دار ہوں گے اور معلوم رہے کہ سارے لوگوں کا اک مالک ہے۔

حاکم روم کے دل کو اس کلام سے اک ہول سا محسوس ہوا، اور کہا کہ وہ مراسلہ ہم کو دو۔ مراسلہ لے کر اس کا مطالعہ کر کے کہا کہ کل آ کر ملو اس کا عمدگی سے مطالعہ کر کے اور لوگوں کی رائے لے کر اک مراسلہ لکھوں گا، حاکم روم کے لئے رسول اللہؐ کے مراسلے کا ماحصل اس طرح ہے۔

''اللہ کے مملوک اور رسول محمدؐ سے حاکم روم ہرکول کے لئے...... سلام ہو اس کے لئے کہ وہ راہ ہدیٰ کا راہرو ہوا۔ سو، اے حاکم روم! وہ کلمہ لے کر وارد ہوا ہوں کہ اللہ کی راہ، اسلام کا کلمہ ہے اس لئے اسلام لے آؤ سالم رہو گے اور اللہ دوہرا اکرام عطا کرے گا کہ اللہ کا وعدہ اسی طرح ہے اور اگر اسلام سے روگرداں ہو گے، سارے لوگوں کی گمراہی کی گٹھڑ اٹھاؤ گے اور اے اہل وحی! اس کلمے کی راہ آؤ کہ وہ کلمہ ہمارے اور اہل وحی کے لئے مساوی ہے کہ ہم اس امر سے دور ہوں کہ اللہ کے سوا ہمارا کوئی مالک و مولیٰ ہو اور اس کا کوئی ہمسر و حصہ دار ہو، سو اگر وہ اسلام سے روگرداں ہوں کہہ دو کہ گواہ رہو کہ ہم مسلم ہوئے''۔

حاکم روم اس مراسلے کو مطالعہ کر کے لوٹا اور لوگوں کو حکم ہوا کہ اگر مکے کے کوئی لوگ ہمارے ملک آئے ہوں ہمارے آگے لاؤ کہ لوگوں سے اس رسولؐ کے احوال معلوم کروں، سردار مکہ ﴿4﴾ اس ماہ اک مالی کاروں کے ہمراہ اس ملک کے اک مصر آ کر رہا لوگ اس کو لے کر حاکم روم کے آگے لائے وہ مکے کے اہل کاروں کے ہمراہ حاکم روم کے آگے آ کھڑا ہوا۔ حاکم روم کا حکم ہوا کہ وہ آدمی آگے آئے کہ رسول مکیؐ کے اُسرے سے ہو اور دوسرے لوگوں سے کہا کہ اگر وہ کوئی آلودہ کام کرے اس سے ہم کو مطلع کرو اس طرح حاکم روم کا اک مکالمہ سردار مکہ سے ہوا اور طرح طرح کے سوال ہوئے سارے احوال معلوم کر کے کہا کہ واللہ! ہم ساروں کو معلوم ہوا کہ وہ اللہ کا رسول ہے، اللہ کے سارے رسول اسی طرح کے احوال کے حامل ہوئے، حاکم روم سارے حکام کے آگے آ کر ہمکلام ہوا

اور کہا......

''اے لوگو! ہم کو معلوم رہا کہ اللہ کا وعدہ ہے کہ اک رسول لامحالہ آئے گا۔ مگر مرا احساس رہا کہ وہ کسی اور ملک اور گروہ سے ہوگا سارے احوال سے معلوم ہوا کہ وہ اللہ کا وہی رسول ہے اور گواہ رہو کہ وہ ہمارے اس ملک کا مالک ہوگا دل کی اک عرصے سے مراد رہی کہ اس رسول سے ملوں اور اس کا کمال اکرام کروں، حاکم روم اس کلام کو کر کے مراسلہ رسولؐ کا اکرام کر کے آگے ہوا اور رسول اکرمؐ کا مراسلہ سارے لوگوں کے آگے کہا۔

روم کے سارے حکام اور روٴسا اس کلام سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور سارا محل لوگوں کی صداؤں سے معمور ہوا، حاکم روم کا ارادہ ہوا کہ وہ وہاں کے اک عالم سے اس امر کے لئے رائے لے اس کو سارا حال لکھا اس عالم کے مراسلے سے حاکم روم کو معلوم ہوا کہ......

''وہ اللہ کا رسولؐ وہی ہے کہ اس کے لئے ''روح اللہ'' رسول کو وحی کی گئی اور اک عرصہ سے ہم اس کے لئے دعا گو رہے ہم اس رسول کے حکم سے اسلام لائے اور اس کے لائے ہوئے احکام کے عامل ہوں گے''۔

حاکم روم کو وہ مراسلہ ملا، سارے حکام کو اکٹھا کر کے کہا کہ......

''اے گروہ روم! اک اہم اطلاع کے لئے اکٹھے کئے گئے ہو ہم کو اس آدمی کا مراسلہ ملا ہے اور ہم سے کہا ہے کہ ہم اللہ کی راہ اسلام کے عامل ہوں اور گواہ رہو کہ واللہ وہ آدمی وہی رسول ہے کہ ہم اہل وحی کو اس کی آمد کی آس لگی رہی اور ہم کو اس کا حال اللہ کی وحی کے واسطے سے معلوم ہوا، سو آؤ اور دوڑو کہ ہم سارے مل کر اسلام کے حامی ہوں اور ہم کو ہر دو عالم کی کامگاری ملے''۔

اس کلام سے سارے حکام اور روٴسائے روم سوئے دروازے گھر محل کے سارے در مسدود ملے حاکم روم کا حکم ہوا کہ لوگو لوٹ آؤ وہ سارے لوگ لوٹ کر آئے کہا کہ اس کلام سے ہمارا مدعا رہا کہ ہم کو معلوم ہو کہ روم کے لوگ روح اللہ کے مسلک کے کس حد حامی رہے اور مددگار رہے اس طرح لوگوں کے ڈر سے حاکم روم راہ ھدیٰ سے محروم رہا۔

علماء سے مروی ہے کہ حاکم روم سارے لوگوں سے الگ ہو کر دلدادہ رسولؐ سے ملا اور کہا واللہ! ہم کو معلوم ہے کہ محمدؐ وہی رسول موعود ہے کہ اس کے احوال ہم کو اللہ کی وحی کے واسطے سے معلوم ہوئے مگر ڈر ہے کہ اگر اسلام لاؤں گا روم کے لوگ ہم کو ہلاک کر کے مسرور ہوں گے اس لئے ہماری رائے ہے کہ ہمارے اس عالم سے ملو اور اس سے رسول موعود کا سارا حال کہو وہ علوم الٰہی کا ماہر ہے، دلدادہ رسولؐ وہاں سے راہی ہو کر اس عالم وحی سے ملے اور اہل روم کو اکٹھا کر کے کہا کہ اے گروہ روم! احمد مرسل کا اک مراسلہ ملا ہے اور کہا ہے کہ اللہ کی راہ لگو، سو لوگو! گواہ رہو کہ ''اللہ واحد ہے اور احمدؐ، اللہ کا مملوک اور رسول ہے'' اس کلام سے سارے لوگ مل کر اس عالم کے لئے حملہ آور ہوئے اور وہ اسلام لا کر اسی دم ہلاک ہوا۔

ساری حمد اللہ کیلئے ہے کہ وہ واحد ہے اور ہر کوئی اس کی ہمسری سے عاری ہے
اصلی حاکم وہی ہے اور وہ ہر کمی سے عاری ہے اور سارے لوگوں کا رکھوالا ہے

کسریٰ کے لئے رسول اللہؐ کا مراسلہ:

رسول اکرمؐ کے اک دلدادہ سہمی سرور دو عالمؐ کا مراسلہ لے کر کسریٰ کے ملک گئے کسریٰ اس طرح کا حاکم رہا کہ ساری عمر ملک و مال کی ہوس کا دلدادہ رہا اور ملک و مال کی اکڑ سے اس کا دل سدا روگی رہا، دلدادہ رسول کمال سعی کر کے اس کے ملک آئے اور اس کے محل کی رسائی کے لئے اک عرصہ ساعی رہے مآل کار رسائی حاصل ہوئی اور وہ رسول اللہؐ کا مراسلہ لے کر اس کے محل آئے اور مراسلہ دے کر الگ ہوئے۔

مراسلہ رسولؐ کا مطالعہ کر کے اس مردود کا دل ہوس اور حسد سے معمور ہوا اور کہا کہ اس آدمی کو کس طرح اس امر کا حوصلہ ہوا کہ وہ ہم سے کہے کہ اس کو اللہ کا رسول کہہ کر اسلام لاؤ، مراسلہ رسولؐ کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے دلدادہ رسولؐ کے آگے ڈال کر کھڑا ہوا اور ہمسائے ملک کے اک والی <5> کو مراسلہ لکھ کر حکم ہوا کہ دو حوصلہ ور آدمی معمورہ رسولؐ رواں ہو کر اور اس آدمی کو محصور کر کے ہمارے آگے لاؤ، دلدادہ رسول سہمی کسریٰ کے ملک لوٹ کر معمورہ رسولؐ آئے اور سرور دو عالمؐ سے مل کر کسریٰ کا سارا حال کہا، رسولؐ کا کلام ہوا اور کہا کہ...... ''کسریٰ کا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہوا''۔

ادھر والی کسریٰ کے حکم سے دو آدمی اس والی کا اک مراسلہ لے کر معمورہ رسولؐ آئے اس لمحے کہ وہ آدمی رسول اللہؐ کے آگے آئے، اللہ کے حکم سے ہر دو کے دل رسول اللہؐ کے ڈر سے معمور ہوئے اور ہر دو کو سردی سی محسوس ہوئی اور حد سے سوا ہول اور ڈر محسوس ہوا، رسول اللہؐ کو مراسلہ دے کر کھڑے ہوئے رسول اکرمؐ مراسلے کے ماحصل سے مطلع ہو کر مسکرائے اور ہر دو لوگوں کو اسلام کی راہ دکھائی اور کہا کہ کل آ کر ہم سے ملو وہ ہر دو آدمی اگلی سحر کو رسول اللہؐ کے آگے آئے ہادی کاملؐ ہر دو سے ملے اور اطلاع دی کہ......

''کسریٰ کے لڑکے کی کارروائی سے کسریٰ ہلاک ہوا اور اس کا لڑکا کسریٰ کے ملک کا حاکم ہوا''۔

ہر دو کو رسول اللہؐ کا حکم ہوا کہ والی کے ملک لوٹ کر والی سے کہو کہ ہمارے ملک کی حدود کسریٰ کے ملک کی حدود سے سوا ہوں گی اس لئے اسلام لے آؤ، کسریٰ کے لئے رسول اللہؐ کے مراسلے کا ماحصل اس طرح مروی ہے......

''اللہ کے اسم سے کہ عام رحم والا، کمال رحم والا ہے، محمد رسول اللہؐ سے کسریٰ کے حاکم کے لئے، سلام ہو ہر اس آدمی کے لئے کہ راہ ہدیٰ کا راہرو ہوا اور اللہ اور اس کے رسول کا گواہ ہوا اور گواہی دے کہ اللہ واحد ہے اور ہر کوئی اس کی ہمسری سے عاری ہے (اور گواہ رہو) کہ محمدؐ اللہ کے مملوک اور اس کا رسول ہے، اللہ کے حکم سے مامور ہوا ہوں کہ حاکم سے کہہ دوں کہ سارے عالم والوں کے لئے اللہ کا رسول ہوں اور ہر اس آدمی کو ڈراؤں کہ اس کا دل دھڑک رہا ہے اس طرح اللہ کا حکم گمراہوں کے لئے کامل ہو سو، اسلام لے آ، سالم رہے گا اور اگر رُو گرداں ہوگا سارے گمراہوں کے اعمال کے لئے مسئول ہوگا''۔

کسریٰ کے لڑکے کی کارروائی سے کسریٰ ہلاک ہوا اور اس کا لڑکا کسریٰ کے ملک کا حکم ہوا

حاکم اصحمہ کے لئے رسول اللہؐ کا مراسلہ:

اسی طرح رسول اکرمؐ کا مراسلہ ہمسائے ملک کے حاکم اصحمہ کے لئے ارسال ہوا دلدادہ رسولؐ، عمروؓ کو حکم ہوا کہ وہ اس مراسلے کو لے کر راہی ہو، عمروؓ راہ کے مراحل طے کر کے اس حاکم کے ملک آئے، اس حاکم سے عمروؓ ملے اور کہا کہ رسول اممؐ کے حکم سے رسول اللہؐ کا مراسلہ لے کر وارد ہوا ہوں، ہم کو حاکم سے آس ہے کہ وہ اللہ کے رسول کا عامل ہوگا اہل اسلام سے اس حاکم کا سدا عمدہ سلوک رہا۔ ''روح اللہ'' کا کلام وحی ہمارے اور حاکم کے لئے عادل گواہ ہے اور اس کی گواہی ہر طرح محکم ہے اگر رسول اکرمؐ

کی اس صلائے عام سے روگرداں ہوئے حاکم کا حال رسول اللہؐ کے لئے اسی طرح کا ہوگا کہ اسرائیلی لوگوں کا روح اللہ کے لئے ہوا اس لئے اے حاکم! ہم کو سارے لوگوں سے سوا ،اس حاکم سے آس ہے، دلدادہ رسول آگے آئے اور حاکم اصحمہ کو مراسلہ دے کر الگ کھڑے ہوئے، رسول اللہؐ کے اس مراسلے کا ما حصل اس طرح علماء سے مروی ہے۔

''اللہ کے اسم سے کہ عام رحم والا ہے اللہ کے رسول محمدؐ سے حاکم اصحمہ کے لئے، حاکم کو سلام ہو، سو حمد گو ہوں اس اللہ کے لئے کہ واحد ہے اور ہر کوئی اس کی ہمسری سے عاری ہے اصلی حاکم وہی ہے اور وہ ہر کمی سے عاری ہے سارے لوگوں کا رکھوالا ہے اور سلام والا ہے گواہ ہوں کہ اللہ کا رسول ''روح اللہ'' اللہ کا کلمہ ہے کہ وہ اس کی ماں کو اللہ کے حکم سے عطا ہوا اور وہ ''روح اللہ'' سے حاملہ ہوئی اللہ کے ارادے سے وہ اللہ کی روح سے مولود ہوا، اسی طرح کہ اللہ کے رسول اول آدمؑ اسی کے حکم سے مولود ہوئے (اللہ کے دو ہی رسول اس طرح مولود ہوئے کہ والد کے واسطے سے الگ رہے روح اللہؑ اور رسول اول آدمؑ) اس اللہ کی راہ کے لئے صدا دے رہا ہوں کہ وہ واحد ہے اور ہر کوئی اس کی ہمسری سے عاری ہے اور صدا دے رہا ہوں کہ اس کے حکم کے عامل ہو رہو اور اس کے رسول کے حکم کے عامل ہوا ور اس کلام کے لئے کہ اللہ کے حکم سے ہم کو وحی ہوا ہے اس کو دل سے لگاؤ گواہ رہو کہ اللہ کا رسولؐ ہوں اور حاکم کو اور اس کے سارے عساکر کو اللہ کی راہ کے لئے صدا دے رہا ہوں۔

گواہ رہو کہ اللہ کا حکم حاکم کو رسا ہوا اور ہماری عمدہ صلاح حاکم کو مل گئی سو اس صلاح کو وصول کر کے دل سے لگا لو سلام ہو اس کے لئے کہ وہ راہ ہدیٰ کا راہرو ہوا''۔

حاکم اصحمہ مراسلے کو لے کر کھڑا ہوا اور اس کو اکرام سے سر سے لگا کر کرسی سے الگ ہوا اور کہا کہ اے دلدادہ رسول گواہ ہوا ہوں کہ رسول مکی اللہ کا وہی رسول امیؐ ہے کہ اہل وحی کو صدہا سال سے اس کی آس رہی اللہ کے رسول موسیٰؑ سے لوگوں کو ''روح اللہ'' رسول کی آمد کی اطلاع ملی ہم کو علم ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے وہ حاکم اسی لمحہ اسلام لا کر اللہ اور اس کے رسول کا حامی ہوا، حاکم اصحمہ کا ارادہ ہوا کہ وہ رسول اللہؐ کے لئے اک مراسلہ لکھوائے اس طرح رسول اللہؐ کے دلدادہ کو رسول اللہؐ کے لئے اک مراسلہ دے کر اور رسول اکرمؐ کے لئے کئی اموال دے کر کہا کہ معمورہ رسولؐ کے لئے راہی ہو۔

معلوم رہے کہ رسول اکرمؐ کے وہ سارے دلدادہ کہ کے والوں کے آلام کی رو سے حاکم اصحمہ کے ملک آ کر ہے اس سارا عرصہ اسی ملک رک رہے اس سال سارے لوگوں کو معلوم ہوا کہ کے والے ہر معرکے سے رسوا ہو کر لوٹے اور معرکہ سلع سے سدا سدا کے لئے کے والوں کی حملہ آوری کا حوصلہ سرد ہوا وہ سارے لوگ آمادہ ہوئے کہ اس ملک سے راہی ہو کر رسول اللہؐ کے ہمراہی ہوں، وہ دلدادہ رسول عمروؓ کے ہمراہ اس ملک سے راہی ہوئے اور رسول اکرمؐ سے اسرائیلی گروہ کے اس معرکہ﴿6﴾ آ کر ملے کہ وہ محکم حصاروں کا معرکہ ہے رسول اکرمؐ ... اور اہل گروہ سے معرکہ آرائی کے لئے اہل اسلام کا اک عسکر لے کر آئے اس معرکے کا حال مراسلوں کے حال سے آگے مسطور ہوگا۔

ہر دو حاکم اسلام سے دور رہے رسول اللہ کو ہر دو کے حال کی اطلاع ہوئی ہر دو کے لئے کہا کہ اس کا ملک ہلاک ہوا اور کئی سال ادھر اسی طرح ہوا ہر دو ملک سے محروم ہوئے رسول اللہؐ کے سارے مراسلوں سے اس امر کا علم ہوا کہ رسول اکرمؐ سارے مسالک و ممالک اور سارے عالم کے رسولؐ ہو کر آئے اسی لئے ملوک عالم کو مراسلے لکھوائے گئے۔

☆☆☆☆☆

وضاحت:

(1):...... پیچھے دیئے گئے نمبر 1 کی تفصیل یہ ہے کہ صحابہ کرام نے نبی کریم کو مشورہ دیا کہ عام طور پر بادشاہ مہر کے بغیر خطوط کو قابل اعتناء نہیں سمجھتے اس لئے اک مہر بنوالی جائے، نبی کریم نے اک مہر کندہ کروائی جس پر محمد رسول اللہ اس طرح لکھا ہوا تھا کہ محمدؐ سب سے نیچے رسول درمیان میں اور اللہ سب سے اوپر لکھا ہوا تھا۔

(2):...... حضرت دحیہ کلبیؓ

(3):...... ہرقل روم اس وقت فتح مندی کے شکرانے کے لئے حمص سے پیدل چل کر بیت المقدس گیا ہوا تھا۔

(4):...... یہاں سردار مکہ سے مراد سیدنا ابوسفیانؓ ہیں۔

(5):...... یمن کے گورنر باذان کو لکھا۔

(6):...... حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ مہاجرین حبشہ کو ساتھ لے کر حبشہ سے پانی کے جہاز سے روانہ ہوئے انہیں معلوم ہوا کہ نبی کریم غزوۂ خیبر میں تشریف فرما ہیں چنانچہ سارے مہاجرین نبی کریمؐ سے خیبر ہی میں آ کر ملے۔

☆☆☆☆☆

کیا آپ چاہتے ہیں......؟

محترم مکرم جناب............................

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

سب سے پہلے ہم آپ کو پیغام شہداء ہر گھر تک پہنچانے کی مہم میں معاونت کرنے کا عہد کرنے پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

جیسا کہ آپ نے جان لیا ہے کہ شہداء کا یہ پیغام سلسلہ وار نظام خلافت راشدہ کی شکل میں آپ کے پاس موجود ہے اس پیغام کو آپ اپنی طرف سے جس طبقے تک پہنچانا چاہتے ہیں وہاں یہ نشان لگائیں۔

☆اعلیٰ حکومتی عہدیداروں تک

☆قومی وصوبائی اسمبلیوں اور سینٹ کے ممبران تک

☆ملک بھر کے پرائمری اور ہائی سکولوں کے اساتذہ تک

☆کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لیکچرارز اور پروفیسروں تک

☆دینی مدارس کے مہتممین اور معلمین تک

☆ملک بھر کی سیاسی، مذہبی جماعتوں کے ذمہ داروں تک یا آپ خود پتہ جات فراہم کر کے وہاں یہ رسالہ پہنچانا چاہتے ہیں تو آپ اس فارم کی فوٹوسٹیٹ کروا کر ساتھ تمام ایڈریس بھی منسلک کر دیں۔

نظام خلافت راشدہ کا سالانہ ہدیہ فی کس -/560 روپے ہے آپ کتنے لوگوں تک پیغام شہداء پہنچانا چاہتے ہیں؟

1 | 5 | 10 | 50 | 100

آپ کا مثبت جواب آنے کے بعد ان تمام لوگوں کے ایڈریس بھی آپ کو بھیج دیئے جائیں گے جنہیں آپ کی طرف سے نظام خلافت راشدہ جاری کیا جائے گا۔

میں..............................

پتہ..............................

مبلغ.................. روپے بذریعہ..................

دینا چاہتا ہوں رقم ملنے پر مجھے رسید بھیج دیں۔

تاریخ.................. دستخط..................

رابطہ ایڈیٹر

نظام خلافت راشدہ

بخاری چوک قاسم بازار سمندری

صبح 8 سے شام 5 بجے

0306-7810468

عقیدہ امامت ختم نبوت کے منافی ہے

محمد زاھد، راجن پور

شیعہ مذہب کی بنیادی اور مستند کتابوں کے مطالعہ کے بعد ایک حقیقت اسی طرح آنکھوں کے سامنے آتی ہے جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی، شیعہ کا عقیدہ امامت جو اس مذہب کی بنیاد ہے عقیدہ ختم نبوت کی قطعی نفی کرتا ہے اور اس بارے میں ان کا عقیدہ جمہور امت مسلمہ سے مختلف ہے وہ ختم نبوت اور خاتم النبیینؐ کے الفاظ کے تو قائل ہیں جس طرح کہ قادیانی بھی قائل ہیں لیکن اس کی حقیقت کے منکر ہیں شیعوں اور قادیانیوں کے علاوہ امت کے تمام فرقوں کے نزدیک رسول اللہؐ کے خاتم النبیینؐ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نبوت و رسالت جس حقیقت اور جس مقام و منصب کا عنوان ہے اس کا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر ختم فرمادیا۔

ہر نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث اور بندوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی حجت ہوتا ہے اس پر ایمان لانا نجات پر قائم نہیں ہوتی وہ نبیوں ہی کی طرح چنے ہوئے معصوم اور مفترض الطاعت ہیں ان پر ایمان لانا اسی طرح ایمان کی شرط ہے جس طرح نبیوں پر ایمان لانا شرط نجات ہے، ان پر فرشتوں کے ذریعے وحی بھی آتی ہے، اللہ تعالیٰ کے احکام بھی آتے ہیں، ان کو معراج بھی ہوتی ہے، ان پر کتابیں بھی نازل ہوتی ہیں یہ تو وہ صفات اور اللہ تعالیٰ کے انعامات ہیں جن میں یہ آئمہ معصومین، انبیاءؑ کے شریک اور وہ کمالات بھی حاصل ہیں جو انبیاءؑ کو بھی حاصل نہیں مثلاً دنیا ان کے دم سے قائم ہے اگر ایک لمحہ کے لئے بھی ہماری دنیا امام کے وجود سے خالی ہوجائے تو سب ختم ہوجائے مثلاً یہ کہ ان کی پیدائش اس عام طریقے، عام راستہ سے نہیں ہوتی جس راستہ سے عام انسانوں کی پیدائش ہوتی ہے بلکہ وہ اپنی ماؤں کی ران سے نکلتے ہیں مثلاً یہ کہ کائنات کے ذرہ ذرہ پر ان کی تکوینی حکومت ہے یعنی ان کو "کن فیکون" کا اختیار مطابق شیعوں کا عقیدہ ہے اسی کے ساتھ وہ مانتے ہیں ان اماموں کے لئے نبی کا لفظ نہیں بولا جائے گا کیونکہ رسول اللہؐ کو خاتم النبیینؐ فرمادیا گیا ہے ان سب چیزوں کے سامنے آجانے کے بعد کسی صاحب عقل کو اس میں شک وشبہ نہیں رہ سکتا کہ شیعوں کے نزدیک رسول اللہؐ پر نبوت کی حقیقت ختم نہیں ہوئی وہ تو امامت کے عنوان کے ساتھ ترقی کے ساتھ جاری ہے البتہ آپؐ کے بعد کسی کو نبی نہیں کہا جائے گا پس ان کے نزدیک ختم نبوت کی حقیقت اور رسول اللہ کو خاتم النبیین قرار دیئے جانے کا تقاضا ہے۔

شیعہ مذہب کے ترجمان اعظم علامہ باقر مجلسی نے اپنے آئمہ معصومین کی روایات کے حوالے سے لکھا ہے "امامت کا درجہ نبوت سے بالاتر ہے" اور اس کو دلیل کے ساتھ ثابت کیا ہے اپنی کتاب حیات القلوب کی تیسری جلد میں آئمہ کی بعض معتبر روایات سے جو انشاء اللہ اس کے بعد

شیعوں اور قادیانیوں کے علاوہ مسلمانوں کے تمام فرقوں کے نزدیک رسولِ اکرمؐ کے خاتم النبیین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نبوت و رسالت جس حقیقت اور مقام و منصب کا عنوان ہے اس کا سلسلہ آپؐ پر ختم فرمادیا گیا

کی شرط ہوتا ہے، ان تمام انبیاءؑ کو وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے احکام ملتے ہیں اور تمام انبیاءؑ معصوم ہوتے ہیں اور بندوں پر ان کی اطاعت فرض ہوتی ہے، ہر نبی کی تعلیم اپنی اپنی امت کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہوتی ہے وغیرہ یہی نبوت کی حقیقت اور نبی کا مقام و منصب ہوتا ہے، نبی کریمؐ چونکہ اللہ کے آخری پیغمبر اور رسول ہیں اس لئے ختم نبوت کا تاج آپؐ کے سر پر رکھا گیا آپؐ کے بعد کوئی بھی نبی و رسول نہیں ہوگا اور نہ ہی ان کی صفات کا حامل کوئی بھی انسان ہوگا جمہور امت کے نزدیک آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کا یہی مطلب ہے۔

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ یہ مقام و منصب، یہ سب امتیازات بلکہ ان سے بھی بلند تر درجات رسول اللہؐ کے بعد ان کے بارہ اماموں کو حاصل ہیں وہ نبیوں کی طرح بندوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں ان کے بغیر اللہ تعالیٰ کی حجت بندوں حاصل ہے جس چیز یا جس عمل کو چاہیں حرام وحلال قرار دیں تمام آئمہ "عالم ما کان و ما یکون" کا علم رکھتے ہیں کوئی چیز ان سے مخفی نہیں ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ علوم عطاء ہوئے جو نبیوں، فرشتوں کو بھی نہیں دیئے گئے وہ دنیا و آخرت کے مالک مختار ہیں جس کو چاہیں دیں جس کو چاہیں محروم رکھیں اور امام ہمارے اپنی موت کا وقت جانتے ہیں ان کی موت ان کے اختیار میں ہے۔

جمہور امت محمدیہ کے نزدیک یہ شان انبیاءؑ کی بھی نہیں بلکہ ان میں بعض تو اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں لیکن شیعوں کے نزدیک ان کے آئمہ کی صفات، بلند مقامات و درجات کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے ان کی اصح الکتب اصول کافی کتاب الحجہ کی روایات ان کے آئمہ معصومین کے ارشادات کا خلاصہ ہے ان روایات کا اصل متن کتاب میں دیکھا جاسکتا ہے اپنے آئمہ کے ان ارشادات وروایات کے ذکر کی جائیں گی معلوم ہوجاتا ہے کہ امامت کا مرتبہ نبوت سے بالاتر ہے علامہ مجلسی دلیل کے طور پر فرماتے ہیں۔

ترجمہ:...... "چنانچہ حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو نبوت عطاء فرمانے کے بعد ان سے فرمایا تھا میں تجھ کو لوگوں کا امام بنانے والا ہوں اس سے معلوم ہوا امامت نبوت سے بالاتر ہے"۔ (حیات القلوب ج ۳)

علامہ مجلسی کی عبارت سے صراحت کے ساتھ معلوم ہوگیا شیعوں کا عقیدہ اپنے آئمہ کی حدیث وروایت کی بنیاد پر یہ ہے کہ امامت کا درجہ نبوت سے بالاتر ہے۔

علامہ محمد حسین نے شیخ صدوق کے رسالہ العقائد کی اردو میں شرح لکھی ہے اس میں صراحت کے ساتھ لکھا ہے "آئمہ اطہار سوائے جناب رسول اللہؐ دیگر تمام انبیاءؑ سے افضل، اشرف ہیں"۔

باقی صفحہ نمبر 34

نبی کریمؐ بحیثیت قانون دان

جسٹس شیخ عبدالحمید

اس مضمون میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت محمدؐ نے ایک آئین ساز و قانون ساز کی حیثیت میں کیا کردار ادا کیا ہے، آپؐ نے جو بھی کردار ادا کیا وہ ہر زمانے اور مقام کے باشندوں کے لئے مشعل راہ ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ جہاں کہیں بھی اسلامی آئین نافذ کرنا مطلوب ہو وہ لازمی طور پر قرآنی احکام اور سنت رسول کی روح کے عین مطابق ہونا چاہیے۔

عام قانون کے جتنے بھی مہذب نظام دنیا میں رائج ہیں ان سب میں معاہدے کا سب سے اہم عنصر "رضا مندی" ہوتا ہے جو زیر معاہدہ لین دین سے ظہور میں آنے والے نفع و نقصان کا صحیح اندازہ لگانے کا اہل ہو۔ اسی ضمن میں رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ جب رضا مندی کو کسی معاہدے کی شرط قرار دیا جائے تو وہ کسی دباؤ فریب اور غلطی کے بغیر بالکل آزادانہ ہو، حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

ترجمہ:...... "میری امت کو اس ذمہ داری سے سبکدوش کر دیا گیا ہے جو کسی قسم کی غلطی، بھول اور دباؤ سے ظہور میں آتی ہے"۔

اس اصول کی تہہ میں اصل منشاء یہ ہے کہ معاہدے میں شریک ایک فریق کو بے جا نقصان سے بچایا جائے، منصفانہ اور مناسب لین دین کی صورت میں یہ بھی ضروری ہے کہ اگر کوئی فریق مال چھوڑ دینے سے کوئی نقصان اٹھا رہا ہو تو اس کے بدلے میں برابر قیمت کا فائدہ ضرور پہنچنا چاہیے۔

ایک مشہور قانون دان اور فلسفی بینتھم کے بیان کے بموجب "نقصان سے جو تکلیف لاحق ہو اس کا مداوا بدلے میں حاصل ہونے والی راحت سے کیا جائے"۔

ایسے فریب اور دھوکے سے بچانے کے لئے جس سے ایک فریق کو نقصان پہنچا ہو اور کسی قسم کا کوئی فائدہ نہ ہوتا ہو، رسول اللہؐ نے حکم نافذ کیا کہ فروخت کی جانے والی چیز فروخت کے موقع پر موجود ہو اور معاملے کے لئے پیش کی جا سکے اگر وہ بعد میں مہیا کی جانے والی ہو تو واضح طور پر اس خوبی اور مقدار کی تفصیل بیان کی جائے اس ضمن میں آپؐ نے یہ فرمایا کہ بیچی جانے والی چیز فروخت کنندہ کے قبضے میں ہونی چاہیے، قبضہ دیئے جانے سے متعلق تنازعات کو ختم کرنے کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے یہ یقین دلانے کے لئے کہ بیچی جانے والی چیز فروخت کنندہ کی ملکیت ہے اور کسی اور کا اس پر حق نہیں ہے، آپؐ نے فرمایا کہ منڈی میں ایک جگہ سے فروخت کرنے کے لئے خریدا جانے والا اناج لازمی طور منڈی میں دوسری جگہ منتقل کر دیا جائے اسے صاف طور پر اس ذریعہ سے الگ کر دینا چاہیے جس سے فروخت کنندہ نے اسے خریدا تھا۔

معاہدہ فروخت کو فسخ کرنے کے اختیار کے بارے میں نبی کریمؐ نے فرمایا کہ جب تک دونوں فریق لین دین کے مقام سے چلے نہ جائیں انہیں فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہے لیکن اگر کسی اور صورت میں اس اختیار کو کام میں لانے سے متعلق شرط معاہدے میں درج ہے تو پھر وہ شرط ان کو پابند کئے رہے گی۔

آپؐ نے اس بات پر زور دیا کہ فروخت کی جانے والی شے میں کوئی نقص ہو تو اسے ظاہر کر دیا جائے اگر نقص ظاہر نہ کیا جائے اور خریدنے والا بعد میں اس حقیقت کا پتہ لگائے تو اسے حق حاصل ہوگا کہ وہ اس نقص کے انکشاف پر معاہدہ منسوخ کر دے، آپؐ نے لین دین کے ان تمام معاملات کو غیر قانونی قرار دے کر ان کی مذمت کی جن میں قیاس آرائی اور سٹہ بازی کا شائبہ پایا جاتا ہو اس زمانے میں بعض لوگ اپنی دکانوں میں فروخت کے مال کو پھیلا دیا کرتے تھے اور خریدار ان چیزوں پر کنکریاں پھینکتا جن کو وہ خریدنا چاہتا تھا اور جس چیز پر کنکری لگ جاتی وہ فروخت شدہ سمجھی جاتی تھی نبی کریمؐ نے اس طریقہ کو ممنوع قرار دیا چونکہ اس میں قمار بازی کا عنصر پایا جاتا ہے اسی سبب سے رسول اللہؐ نے ان جانوروں کی فروخت کو ممنوع قرار دیا جو شکم مادر میں ہوں، ان پھلوں کی فروخت کو ممنوع قرار دیا جو غیر پختہ ہوں، آپؐ نے اناج کی ذخیرہ اندوزی اور کم یابی پیدا کرنے کی غرض سے اس کی فروخت کو روک رکھنے اور پھر زیادہ نرخ پر بیچنے کو ممنوع قرار دیا، آپؐ نے ایسے مادہ جانوروں کو فروخت کرنے کی اجازت نہیں دی جن کا دودھ، دو یا تین دن تک دوہا نہ گیا ہو کیوں کہ اس میں فریب کا عنصر پایا جاتا ہے، تازہ کھجوروں کا خشک کھجوروں سے تبادلہ یا ان کھجوروں کا ڈھیر کی صورت میں پڑی ہوئی ان کھجوروں سے جو حقیقتاً جل چکی ہوں تبادلہ ممنوع قرار دیا گیا کیوں کہ اس قسم کے لین دین میں بھی قیاس آرائی کا عنصر پایا جاتا ہے۔

اہل مدینہ کا دستور تھا کہ وہ ان لوگوں سے ملنے کے لئے شہر کے باہر جاتے جو دوسرے مقامات سے فروخت کا مال لے کر آتے تھے اہل مدینہ وہیں ٹھہر کر ان سے سودا کر لیتے تھے، آپؐ نے اس رواج کو ممنوع قرار دیا اور فرمایا کہ باہر والوں کو اپنا مال منڈی میں لا کر اور وہاں پہنچ کر فروخت کرنے کا موقع دیا جائے، آپؐ نے فروخت کو فسخ کرنے کا حق صرف ان باہر والوں کو دیا جن کو منڈی میں پہنچنے کے بعد معلوم ہوا کہ منڈی میں چیزوں کا نرخ اس شرح سے بڑھا ہوا ہے جو ان لوگوں کو وصول ہوئی تھی۔

آپؐ نے کسی ایسی چیز پر بولی لگانے کی اجازت نہیں دی جس پر کسی دوسرے شخص سے بات چیت ہو رہی ہو یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ بولی دینے والا صرف فروخت کنندہ کے مفاد کی خاطر قیمت بڑھانے کے لئے ایسا کر رہا ہو اگر بیچنے والے کی ایماء پر کوئی چیز دو اشخاص کے ہاتھ فروخت کر دی گئی ہو تو پہلے خریدار کو اسے پا لینے کا حق حاصل ہوگا اگر درخت پر لگے پھل فروخت کر دیئے جائیں اور پھر قدرتی آفات کے باعث تباہ ہو جائیں پیشتر اس کے کہ خریدار ان کو توڑ کر جمع کر سکے تو اسے رقم واپس لینے کا حق حاصل ہوگا جو اس نے قیمت کے طور پر ادا کی ہو۔

نبی کریمؐ کے فرمان کے بموجب کسی ایسے کام کی اجرت طلب کرنا ناجائز ہے جو بذات خود حرام ہے، مثلاً بت بنانا یا شراب کشید کرنا، کسی مورت، شراب کی فروخت پر کسی

> **جب رضا مندی کو کسی معاہدے کی شرط قرار دیا جائے تو وہ کسی دباؤ، فریب اور غلطی کے بغیر آزادانہ ہو**

قیمت کا مطالبہ نہیں ہو سکتا، اسی طرح سود کا مطالبہ بھی نہیں ہو سکتا، آپؐ نے اس قانون کو قانونی جملہ میں بیان کیا ہے...... "نفع ذمہ داری کے ساتھ ملتا ہے"۔

قانون کی بہ نسبت زیادہ قرین انصاف ہے جو اس وقت رائج ہے اور جس کے تحت ایسی چیز کی قیمت دوسرے قرض خواہوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔

ادا کر دو اس سے پہلے کہ اس کی پیشانی کا پسینہ خشک ہو۔

نبی کریمؐ نے اس بات پر زور دیا کہ ہر وہ شخص جو مہر ادا کرنے کی استطاعت رکھتا ہو اور بیوی کا خرچ برداشت کر

نبی کریمؐ نے ہر اس شخص کو جو سرکاری عہدے پر تقرری کے لیے کوشاں ہو اس عہدے کے لیے نا اہل قرار دیا ہے

ایک شخص نے ایک غلام خریدا لیکن غلام کا نقص خریدار پر منکشف نہیں کیا گیا نقص کا انکشاف ہونے پر خریدار نے وہ غلام فروخت کنندہ کو واپس کر دیا اس درمیانی وقفے میں جو کام غلام نے انجام دیئے ان کی اجرت فروخت کنندہ نے طلب کی، آنحضورؐ نے یہ فرما کر اس مطالبے کو رد کر دیا کہ "نفع ذمہ داری کے ساتھ ملتا ہے" خریدنے والا غلام کو کھانا کھلانے کا ذمہ دار تھا اسے یہ اندیشہ لاحق تھا کہ اگر اس درمیانی وقفے میں وہ (بھوک سے) مر جاتا تو نقصان اٹھانا پڑتا ان کے قاعدے کے مطابق فروخت کنندہ کو اپنی بیچی ہوئی چیز کی قیمت وصول کرنے کا حق ہے اگر بیچنے والے اور فروخت کنندہ کے درمیان کسی چیز کی فروخت پر کوئی تنازعہ کھڑا ہو جائے اور وہ چیز اس وقت موجود ہو تو اس صورت میں رسول اللہؐ کے قاعدے کے مطابق بیچنے والے کے بیان پر اعتماد کیا جائے گا اس صورت میں خریدار کو یہ اختیار ہو گا کہ وہ اس بیان کو قبول کرے یا رد کر دے اگر وہ قبول کرے تو جھگڑا ختم ہو جائے گا اگر رد کر دے تو وہ چیز فروخت کنندہ کو واپس مل جائے گی یہ ایک مشہور قانونی اصول کی عمدہ مثال ہے جس کے تحت دونوں فریق سابقہ حالت پر واپس چلے جاتے ہیں۔

عام قانون کا یہ ایک بنیادی اصول ہے کہ لین دین کے تمام معاملات میں نفع نقصان دونوں فریقوں کے لئے برابر ہونا چاہئے اگر ایک شخص کو نفع ہوا اور دوسرے کو کلیتاً نقصان تو اس اصول کے تحت لین دین کالعدم ہو جاتا ہے آنحضرتؐ کے جاری کردہ احکام میں یہ اصول قانونی جھلک دکھاتا ہے۔

آپؐ کے فرمان کے بموجب کنویں کا پانی، خودرو گھاس اور آگ مشترک املاک ہیں، ایک دیا سلائی کسی دوسرے شخص کی آگ سے روشن کی جا سکتی ہے لیکن اس طرح نہیں کہ وہ آگ بجھ جائے، نہر کے بہتے ہوئے پانی کے بارے میں آپؐ نے فرمایا کہ وہ ساحلی کھیتوں کے سب مالکوں کی ملکیت ہے البتہ ایک شخص اپنے کھیت میں آبپاشی کے لئے نہر کا پانی اس وقت تک روک سکتا ہے جب تک کہ کھیت میں وہ پانی ٹخنوں تک نہ آ جائے، آپؐ نے دوسرے لوگوں کی زمین پر مداخلت بے جا کو ممنوع قرار دیا البتہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر کوئی ایسا قطعہ زمین ہو جو کبھی کسی کے قبضے میں نہ رہا ہو یا زیر کاشت نہ آیا ہو تو کوئی بھی مسلمان اس پر کاشت کر سکتا ہے اس کے گرد باڑ لگا سکتا ہے یا دیوار چنوا سکتا ہے یہ بات عام قانون کے اس مشہور اصول کے مطابق جس کے تحت زمین پر "پہلے قابض" کی ملکیت کو تسلیم کیا جاتا ہے۔

رسول مقبولؐ قانون حق شفعہ کے شارع ہیں کیوں کہ ان سے قبل وہ کہیں بھی رائج نہیں تھی، آپؐ کے وضع کردہ اس قانون کے تحت کسی جائیداد، غیر منقولہ زمین یا مکان کے ایک حصے دار کو یہ ترجیحی حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے ساجھی کا حصہ خرید لے، اجنبی لوگ صرف دوسرے حصہ داروں کی رضامندی پر یا خریداری سے ان کے انکار پر خرید سکتے ہیں، اسی اصول پر نبی کریمؐ نے خریداری کا ترجیحی حق ان لوگوں کو دیا جنہیں بیچنے والے کے ساتھ ساتھ فروخت ہونے والی جائیداد پر سے ہو کر گزرنے کا حق حاصل ہو، یہ قاعدے اس لئے وضع کیے گئے تا کہ اجنبی لوگوں کو حصہ داری سے الگ رکھا جائے کیوں کہ ناپسند لوگوں کے داخلے سے عام طور پر

سکتا ہو ضرور رشتہ ازدواج میں منسلک ہو، مہر کی رقم نقد یا سامان کی صورت میں ہو سکتی ہے لیکن آپؐ نے تبادلہ (وٹہ سٹہ) کی شادیوں کو ممنوع قرار دیا جن میں مہر کی کوئی رقم نقد یا سامان کی صورت میں نہیں دی جاتی بلکہ شخص اپنی بہن دوسرے شخص کے نکاح میں دیتا اور اس کے عوض اس کی بہن کو اپنی بیوی بنا لیتا ہے۔

فرمان رسولؐ کے مطابق مہر ایک قرضہ ہے اور اسے تمام قرضوں پر ترجیحی حیثیت حاصل ہے اور وہ نکاح کے ضمن میں ایک لازمی شرط ہے۔

فریقین کی مرضی کے بغیر کوئی نکاح باضابطہ نہیں ہوتا، شادی کی تجویز پیش ہونے پر کسی فریق کا خاموش رہنا رضامندی کے مترادف سمجھا جائے گا لیکن اگر لڑکی کمسن ہو تو باپ کی رضامندی ضروری ہے، آپؐ نے نکاح سے پہلے لڑکی کو دیکھنے کی اجازت دی ہے، نکاح کے لئے دو گواہ ضروری ہیں۔

قرآن پاک میں مذکورہ جن رشتہ داروں کے مابین شادیوں کو ممنوع قرار دیا گیا ہے ان کے علاوہ، آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ امتناعی حکم دودھ شریک رشتہ داروں پر بھی عائد ہوتا ہے گویا رضاعی رشتہ داروں کے برابر حیثیت رکھتے ہیں، آپؐ نے ایک ایسی عورت کے ساتھ نکاح ثانی کو بھی ممنوع قرار دیا جو موجودہ بیوی کی خالہ، پھوپی، بھانجی یا بھتیجی ہو، آپؐ نے رشک وحسد سے بچانے کی خاطر لوگوں کو منع فرمایا کہ کسی ایسی لڑکی کے لئے شادی کا پیغام نہ بھیجیں جس سے کسی اور شخص کی شادی کی بات چل رہی ہو، آپؐ نے شادی کی تشہیر کے لئے تاکید کی تاکہ جس قدر زیادہ وسیع پیمانہ پر

ججوں کو تلقین کرتے ہوئے محسن انسانیتؐ نے فرمایا کہ جب تک دونوں فریقوں کا موقف نہ سنیں فیصلہ نہ کریں

نبی کریمؐ نے قانون کے اس پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کیا انہوں نے اپنے ایک صحابی حضرت معاذؓ کی جائیداد اپنے قبضے میں کر لی جو دیوالیہ ہو گئے تھے اسے فروخت کر دیا اور فروخت کی رقم کو قرض خواہوں میں تقسیم کر دیا، آپؐ نے یہ حکم بھی دیا کہ اگر کوئی قرض خواہ اپنا مال کسی دیوالیہ مقروض کے قبضے میں پائے تو اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس سے واپس لے لے، یہ اصول، دیوالیہ ہونے کے اس اصول

جھگڑے ہوتے ہیں اس قاعدے پر عمل کرنے سے تنازعات کے تمام راستے مسدود ہو جاتے ہیں۔

رسول مقبولؐ نے اجرت کی ادائیگی پر خدمت لینے کی اجازت دی ہے چنانچہ وہ خود بھی بعثت سے پہلے اجرت لے کر اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتے تھے اور آپؐ نے ان لوگوں کو بھی اجرت ادا کی جو زمانہ نبوت میں آپؐ کے لئے خدمات انجام دیتے تھے، آپؐ کا اصرار تھا کہ مزدور کی اجرت

ممکن ہو لوگوں کو اصل حقیقت کا پتہ لگ جائے۔

آنحضرتؐ نے طلاق کی مذمت کرتے ہوئے اللہ کے نزدیک اسے سب سے زیادہ قابل نفرت فعل قرار دیا اس کی اجازت صرف اس صورت میں دی گئی جب ایسا نہ ہونے کی صورت میں ازدواجی زندگی ناقابل برداشت ہو، دوران حمل میں کسی عورت کو طلاق نہیں دی جا سکتی یعنی جب تک بچہ رحم سے باہر نہ آ جائے ایسا نہیں ہو سکتا، مطلقہ کے

لئے ضروری ہے کہ نکاح ثانی سے احتراز کرے جب تک کہ عدت کا زمانہ ختم نہ ہو جائے اور اس دوران خاوند کو اس کی کفالت کرنی ہو گی، وہ شوہر جس نے کسی عورت کو طلاق (مغلظہ) دے دی ہو اسی عورت سے دوبارہ شادی نہیں کر سکتا تاوقتیکہ وہ عورت کسی اور شخص سے شادی نہ کر لے اور اس سے طلاق لے کر زمانہ عدت ختم نہ کرے، یہ تاکید اس لئے کی گئی ہے تاکہ لوگ تمام پہلوؤں پر غور کئے بغیر طلاق دینے میں جلد بازی سے اجتناب کریں۔

اگر کسی شارع عام پر کوئی جانور کسی شخص کو زخمی کر دے تو جانور کا مالک زخمی ہونے والے کو تاوان ادا کرنے کا ذمہ دار ہوگا یہ ہرجانے کے مروجہ قانون کے اصول کے عین مطابق ہے جس کے بموجب جانوروں کے مالکان پر یہ ذمہ داری ڈالی جاتی ہے کہ وہ اپنے جانور کے طرز عمل کا خیال رکھیں۔

اگرچہ قرآن پاک میں تمام جرائم گنوائے گئے ہیں اور ہر جرم کی سزا متعین کی گئی ہے تاہم رسول مقبولؐ نے فوجداری قانون کے چند اصول بیان کیے ہیں۔

آپؐ نے ایک ایسے شخص کے لئے جس کی بیوی موجود ہو اور وہ کسی دوسری عورت کے ساتھ بدکاری کرے، موت کی سخت سزا مقرر کی، قرآن میں بدکاری کی یہ سزا مقرر کی گئی ہے کہ صرف ایک سو کوڑے مارے جائیں لیکن رسول مقبولؐ نے بدکاری کی دو قسموں کے درمیان واضح امتیاز قائم کیا ہے، ایک وہ بدکاری جو کنوارا شخص کرے اور ایک وہ بدکاری جو شادی شدہ شخص کرے، مؤخر الذکر کی چونکہ ایک بیوی ہوتی ہے اس لئے اس فعل مذموم کے ارتکاب کا کوئی جواز اس کے لئے نہیں ہے، آپؐ نے ایک ایسے مسلمان کے لئے بھی سزا موت مقرر کی ہے جو مشرک ہو جائے (لیکن یہ اختیار صرف اسلامی حکومت کو حاصل ہے کوئی بھی فرد اپنی مرضی سے اس قانون کو لاگو نہیں کر سکتا، ادارہ) آپؐ نے ہر شخص کو اپنی مدافعت کا حق دیا اور اس پر عمل کرتے ہوئے اختیار دیا کہ وہ حملہ آور کو زخمی کر سکتا ہے اور اس کے عوض کسی تاوان کا مطالبہ اس سے نہیں ہو سکتا، آپؐ ایک عطائی کو اس شخص کی موت کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں جو اس کے غلط علاج کے باعث فوت ہو گیا ایسی صورت میں اس پر صرف تاوان ڈالا جا سکتا ہے۔

آپؐ نے ایسے مقدموں میں باہمی سمجھوتے کی اجازت نہیں دی جن کے بارے میں جرم کی سزا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کی گئی ہو، ایک مرد نے ایک عورت کے ساتھ بدکاری کی اور اسے تاوان ادا کر دیا نبی کریمؐ نے تاوان واپس کرنے کے لئے عورت کو حکم دیا اور مرد کو مقررہ سزا دی،

نبی کریمؐ نے ایسے مقدموں میں باہمی سمجھوتے کی اجازت نہیں دی جن کے بارے میں جرم کی سزا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کی گئی ہو

آپؐ نے فوجداری مقدمات میں پیش ہونے والی سفارشات کی مذمت کی اور فرمایا کہ جو بھی شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقررہ سزاؤں میں نرمی برتنے کی سفارش کرتا ہے وہ گویا اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے۔

رسول مقبولؐ نے فوج کے سپہ سالاروں کو تاکید کی تھی کہ کسی بھی ملک کو فتح کر لینے کے بعد ان کے فرائض یہ ہوں گے......

(الف):......لوگوں کے ساتھ نرمی برتیں اور انہیں خوش خبری سناتے رہیں۔

(ب):......ان کی آسائشوں کا خیال رکھیں اور ان پر کوئی سختی نہ ہونے دیں اور

(ج):......ایک دوسرے کی فرماں برداری کریں اور نافرمانی سے اجتناب کریں۔

آپؐ نے بین الاقوامی معاہدوں سے انحراف کی مذمت کی، آپؐ نے دوران جنگ میں عورتوں، بچوں، ضعیفوں اور مذہبی رہنماؤں کو قتل کرنے سے منع کیا، آپؐ نے پھل والے سایہ دار درختوں کو کاٹنے اور عبادت الٰہی کے لئے مخصوص مقامات کو منہدم کرنے کی ممانعت کی۔

آپؐ نے عیب دار مال کے عیب کو ظاہر کر کے فروخت کرنے کا حکم دیا

نبی کریمؐ نے ہر اس شخص کو جو سرکاری عہدے پر تقرری کے لئے کوشاں ہو اس کے لیے نااہل قرار دیا، اس منصف کو جو جان بوجھ کر غلط اور غیر منصفانہ فیصلے کرے "شیطان کا چیلہ" کہا گیا، دیانت دار منصفوں کے بارے میں آپؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن وہ خدائے تعالیٰ کے دائیں جانب مقام حاصل کریں گے۔

رشوت سے متعلق آپؐ نے فرمایا "رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنم میں جائیں گے"۔

آپؐ نے منصفوں کو تاکید کی کہ ایک مقدمہ میں پیروی کرنے والے فریقین کے ساتھ عدالت میں یکساں برتاؤ کیا جائے، آپؐ نے انہیں یہ بھی ہدایت کی کہ ان میں سے ہر ایک کا بیان سنے بغیر فیصلہ نہ دیا جائے، اسی قاعدہ کے مطابق ایک منصف کو مقدمے کا فیصلہ دینے سے روکا گیا ہے کہ جب وہ غصے کی حالت میں ہو، آپؐ نے جھوٹی شہادت سے منع فرمایا ہے، قانون شہادت میں یہ شرط بھی لگائی گئی ہے کہ کسی بدنام شخص کی گواہی نہ لی جائے نیز ان لوگوں کی گواہی نہ لی جائے جو اس فریق سے عداوت رکھتے ہوں جس کے خلاف وہ پیروی کر رہے ہیں، کسی مالک کے حق میں اس کے ملازم کی گواہی قابل قبول نہیں ہے۔

زکوٰۃ کے وصول کرنے والے کو تحائف قبول کرنے سے منع کیا گیا ہے البتہ وہ صرف ان لوگوں (دوستوں اور رشتہ داروں) سے تحائف قبول کر سکتا ہے جو اس صورت میں بھی جب کہ وہ اس عہدے پر فائز نہ ہوتا، تحفے پیش کرتے، نبی کریمؐ نے صاحب اختیار لوگوں کی تابع داری کرنے کی تاکید فرمائی لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اس تابع داری سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر اثر نہ پڑے۔

تمام مقننین کے نزدیک اس قانون کا مقصد یہ ہے کہ معاشرے میں امن و عافیت اور نظم و نسق کی فضا طاری رہے، ہر شخص کو اس امر کی ضمانت دی جا سکے کہ وہ اپنے حق کے مطابق لطف اندوز ہو سکتا ہے اور دوسرے لوگوں کے حقوق و مراعات سے متعلق خلاف ورزیوں کو روکا جا سکے، انہی مقاصد کی تحصیل کی خاطر رسول مقبولؐ تمام عمر کوشاں رہے اور آپؐ نے ضابطہ قانون کے بنیادی اصول مرتب کر دیئے، اپنے ان احکام کی روشنی میں اصولوں کی مطابقت میں آئین تیار کرنے کا کام بعد میں آنے والے مسلمانوں کے لئے اٹھا رکھا تا کہ وہ ان کے زمانہ، حالات اور ان کی احتیاج پوری کرنے کے لائق ہو، بعد کے زمانوں میں مسلمان مقننین نے اپنے وقت کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے قوانین بنائے اور اس مقصد کے لئے اجماع، قیاس اور اجتہاد کا لحاظ رکھا لیکن ہر حال میں انہوں نے قرآن اور سنت کے احکام کو مشعل راہ بنایا اور قانون بنانے کے لئے راستے مقررہ حدود میں رہتے ہوئے آج بھی ہمارے سامنے کھلے ہیں۔

☆☆☆☆☆

آنحضورﷺ کی محبت جزو ایمان ہے

حافظ عبدالرشید عثمانی سیالکوٹی

> صحابہ کرامؓ نے آقاﷺ کی محبت واطاعت میں اپنا سب کچھ قربان کردیا جو ہمارے لیے مشعل راہ ہے

ترجمہ:...... "آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس میں بڑھوتری نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو تم کو اللہ سے اور اس کے رسولؐ سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیجدیں اور اللہ تعالیٰ بے حکمی کرنے والے لوگوں کو ان کے مقصود تک نہیں پہنچاتا"۔ (سورۃ توبہ آیت نمبر 24)

عزیزان من محترم قارئین! زیر عنوان آیت میں اللہ تعالیٰ نے چند ایسی چیزوں کا ذکر کیا ہے جن کے ساتھ دنیا کا ہر شخص محبت کرتا ہے، ماں باپ سے محبت اولاد سے، بہن بھائیوں سے، بیویوں سے، رشتہ داروں سے، مال و دولت سے، کوٹھیوں سے محبت فطری بات ہے لیکن اگر ان چیزوں کی محبت خدا، اور اس کے رسولؐ کی محبت سے زیادہ ہوگئی تو پھر سمجھو خدا کا عذاب نازل ہونے والا ہے، آپؐ کی زبان فیض ترجمان گوہر فشاں سے اعلان ہوتا ہے ناطق وحی فرماتے ہیں......

"لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من و الدہ وولدہ والناس اجمعین"

غرضیکہ دنیا کی تمام چیزوں سے بڑھ کر جس وقت تک پیغمبر انقلابؐ سے محبت نہ ہوگی اس وقت تک انسان مکمل ایمان دار نہیں ہوسکتا۔

سرور کائناتؐ ایک دن مراد رسول سیدنا عمر بن خطابؓ سے پوچھتے ہیں......"اے عمرؓ تم میرے ساتھ کتنا عشق و پیار کرتے ہو" فاروق اعظمؓ گوہر فشانی کرتے ہوئے یوں لب کشائی کرتے ہیں "اپنے ماں باپ سے' اپنی اولاد سے' اپنے رشتہ داروں سے' اپنے دوستوں سے' بلکہ کل کائنات سے زیادہ آپ سے عشق رکھتا ہوں اور عزیز سمجھتا ہوں بجز اپنی جان کے" کملی والے آقاؐ نے فرمایا......"اے عمرؓ! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں مجھ محمدؐ کی جان ہے اس وقت تک کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ سمجھے" فاروق اعظمؓ نے کہا......"اب آپؐ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز و محبوب ہیں"، آپؐ نے فرمایا......"اے عمرؓ! اب تو مومن ہے"۔

صحابہ کرامؓ نے دنیا کی تمام چیزوں کی محبت کو رسول اللہؐ کی محبت پر قربان کردیا آپؐ کی محبت میں ماں باپ، بہن بھائی، رشتہ دار قربان کردیے غرضیکہ سب کچھ قربان کردیا لیکن محمد رسول اللہؐ کے دامن کو نہ چھوڑا، سیدنا ابوسفیانؓ حالت کفر میں اپنی بیٹی کو ملنے کے لئے آتے ہیں اور کملی والےؐ کے مقدس بستر پر بیٹھنے کی کوشش کرتے ہیں تو بیٹی ام حبیبہؓ یکدم بولتی ہے "ابا جان! ذرا ٹھہریئے" باپ رک گیا بیٹی کیا بات ہے بیٹی نے جلدی سے بستر لپیٹ دیا سیدنا ابوسفیانؓ بولے کیا یہ بستر میری شان کے لائق نہیں یا میں اس بستر پر بیٹھنے کے لائق نہیں ہوں؟ بیٹی نے کہا یہ" محمد رسول اللہؐ کا پاک بستر ہے اور آپ اس وقت ناپاک ہیں"۔

ذرا اندازہ لگایئے کہ سیدہ ام حبیبہؓ نے اپنے باپ کی ذرا پرواہ نہیں کی اور مصطفیٰؐ کی محبت میں اپنے باپ کو بھی رد کر دیا تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن ابی منافق نے ایک دفعہ رسول اللہؐ اور صحابہ کرامؓ کے متعلق کہا......

"یقولون لئن الجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منھا الاذل"

یہ بات ابن ابی کے فرزند ارجمند کے کان میں پہنچ گئی حضرت عبداللہؓ تلوار لے کر مدینہ شریف کے مین گیٹ پر کھڑے ہوگئے لوگ گزرتے گئے جب باپ آیا تو کہنے لگا پیچھے ہٹ جاؤ تمہیں مدینہ میں داخل نہیں ہونے دیا جائے گا جب تک رسول اللہؐ تیرے لئے کوئی فیصلہ صادر نہیں فرمادیں۔ چنانچہ رحمت کائناتؐ تشریف لائے تو حضرت عبداللہؓ نے فرمایا جب تک یہ اپنے لفظ واپس نہیں لے گا اس کو گزرنے نہیں دونگا۔

اسی طرح جب حضرت سعد بن ابی وقاصؓ مسلمان ہوئے یہ ماں کے بڑے فرمانبردار تھے ان کی والدہ نے انہیں دھمکی دی......

ترجمہ:......"خدا کی قسم میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گی اور نہ کوئی چیز پیوں گی جب تک تو محمدؐ کے ساتھ کفر نہیں کرے گا اور اسلام کو نہ چھوڑے گا"۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے جواب دیا

ترجمہ:......"اماں جان! تو بے شک بھوکی پیاسی رہ مجھے کوئی پرواہ نہیں خدا کی قسم تیرے جیسی ہزارہا مائیں محمد الرسول اللہؐ کی خاطر قربان کرسکتا ہوں لیکن یہ بات یاد رکھ رحمت کائنات کو نہیں چھوڑ سکتا"۔

اللہ اکبر محبت و عشق ہو تو اس قسم کا ہو ایک طرف رسول اللہؐ کی محبت میں باپ کو رد کیا جارہا ہے تو دوسری طرف ماں کی پرواہ نہیں کی جارہی۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے جنگ بدر میں اپنے والد کو کافروں کی حمایت میں مسلمانوں کے مقابلہ میں آنے کی وجہ سے قتل کردیا۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کردیا۔

حضرت عمرؓ، حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبیدہ بن حارثؓ نے اپنے قریبی رشتہ داروں عتبہ، شیبہ، ولید کو قتل کیا غرض یہ کہ صحابہ کرامؓ نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت میں اپنے ماں، باپ، بہن، بھائی، عزیز و اقارب سب کو قربان کردیا......اسی لئے ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے......

ترجمہ:......"جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھتے ہوں جو اللہ اور رسول کے برخلاف ہیں چاہے وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ ہی

باقی صفحہ نمبر 34

جانثارانِ پیغمبر ﷺ

پیرذوالفقاراحمد نقشبندی کی کتاب ''عشقِ رسولؐ'' سے عام افادہ کیلئے شکریہ کے ساتھ اخز کیا گیا ہے

صحابہ کرامؓ اس امت کے وہ خوش نصیب حضرات ہیں جنہوں نے نبی کریمؐ کا دیدار کیا اور ایمان کی حالت میں آپ کی صحبت پائی درحقیقت یہ عشاق کی ایک جماعت تھی جنھیں اللہ تعالیٰ نے اس لئے چنا تھا کہ وہ محبوب کی اداؤں کو اپنائیں اور اپنے دل و دماغ میں محفوظ کر کے اپنے بعد والوں تک پہنچائیں، شمع رسالت کے ان پروانوں کے کچھ واقعات پیش خدمت ہیں۔

☆:......سیدنا ابوبکر صدیقؓ اس امت کے سرخیل امام اور عشق رسولؐ میں سب سے آگے بڑھنے والے ہیں، آپؓ کا نام عبداللہ اور کنیت ابوبکر تھی آپؓ کی چار پشتیں صحابی بنیں، آپؓ نے نبی کریمؐ سے کمالات نبوت سب سے زیادہ حاصل کئے، حضرت صدیق اکبرؓ کی صحابیت قرآن مجید سے ثابت ہے اسی لئے حضرت صدیق اکبرؓ کی صحابیت کا انکار صریح کفر شمار ہوتا ہے۔

جب نبی کریمؐ (سفر ہجرت میں) ام معبد کے قریب پہنچے تو بھوک کی وجہ سے آگے سفر جاری رکھنا دشوار ہو رہا تھا حضرت صدیق اکبرؓ نے ام معبد کی اجازت سے بکریوں کا دودھ نکالا اور نبی کریمؐ کی خدمت میں پیش کیا جب نبی کریمؐ نے خوب جی بھر کر پی لیا تو ابوبکرؓ کو خوشی ہوئی چنانچہ بعد میں کسی موقع پر یہ واقعہ سناتے ہوئے حضرت ابوبکرؓ نے کہا......

ترجمہ:...... ''نبی کریمؐ نے اتنا دودھ پیا کہ میں خوش ہوگیا''۔

عشق نبویؐ کی یہ کتنی پیاری مثال ہے کہ دودھ تو محبوب نوش فرما رہے ہیں اور محب حقیقی کا دل خوشی سے پھولا نہیں سماتا حالانکہ بھوک صدیقؓ کو بھی نڈھال کر رہی تھی، مدینہ طیبہ پہنچے تو اہل مدینہ نے دونوں مہمانوں کا استقبال کیا مگر چونکہ انصارؓ پہلے نبی کریمؐ کی زیارت سے مشرف نہیں ہوئے تھے لہٰذا وہ غلطی سے حضرت ابوبکرؓ کے گرد جمع ہونے لگے، اتباع اتنی کامل تھی کہ نبی اور امتی میں فرق کرنا مشکل ہوگیا تھا رفتار، گفتار، چال ڈھال، لباس وغیرہ میں اتنی مشابہت تھی کہ نقل اور اصل میں کوئی امتیاز کرنا مشکل تھا، جب آفتاب کی گرمی میں شدت آنے لگی تو حضرت ابوبکرؓ نے اپنے آقا کے سر پر چادر پھیلائی تب لوگوں کو خادم و مخدوم میں پہچان ہوئی۔

☆:......حضرت عمرؓ بہت صاف اور سنجیدہ مزاج شخصیت کے مالک تھے، جب حالت کفر میں تھے تو نبی کریمؐ کو شہید کرنے کی نیت سے گھر سے نکلے جب ایمان قبول کر لیا تو بیت اللہ شریف کے قریب جا کر اعلان کیا اے قریش مکہ! مسلمان برسرعام نمازیں پڑھیں گے جو اپنی بیوی کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کروانا چاہے وہ عمرؓ کے مقابلے میں آئے، آپؓ کے ایمان سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تقویت بخشی

> **صحابہ کرامؓ عشاق کی ایسی جماعت تھی جنہوں نے نبی کریمؐ کی اداؤں کو اپنایا اور اپنے دل و دماغ میں محفوظ کر کے بعد والوں تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا**

ایک مرتبہ دل میں اشکال پیدا ہوا کہ نبی کریمؐ مجھے اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں جب نبی کریمؐ نے حقیقت کو واضح فرمایا تو کہنے لگے کہ اے اللہ کے نبیؐ! اب آپؐ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں پھر ساری زندگی اسی پر جمے رہے۔

نبی کریمؐ کے سامنے ایک مرتبہ ایک یہودی اور منافق کا مقدمہ پیش ہوا، یہودی چونکہ حق پر تھا لہٰذا نبی کریمؐ نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا، منافق نے سوچا کہ حضرت عمرؓ یہودیوں پر سخت گیر ہیں ذرا ان سے بھی فیصلہ کروالیں جب حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ نبی کریمؐ پہلے فیصلہ دے چکے ہیں اور یہ منافق اپنے حق میں فیصلہ کروانے کی نیت سے میرے پاس آیا ہے آپؓ اپنے گھر سے ایک تلوار لائے اور منافق کی گردن اڑا دی پھر کہا جو نبی کریمؐ کے فیصلے کو نہیں مانتا عمرؓ اس کا فیصلہ اسی طرح کرتا ہے۔

☆:......جب صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمان غنیؓ کو نمائندہ بنا کر مکہ مکرمہ بھیجا گیا تو قریش مکہ نے مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی جب صحابہ کرامؓ کو پتہ چلا تو وہ بہت غمگین ہوئے بعض نے کہا کہ عثمانؓ خوش قسمت ہیں کہ بیت اللہ کا طواف کر کے آئیں گے، نبی کریمؐ نے فرمایا کہ عثمانؓ میرے بغیر طواف نہیں کرے گا، حضرت عثمانؓ واپس آئے تو صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ کیا آپؓ نے بیت اللہ کا طواف بھی کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم قریش مجھے طواف کرنے کے لئے اصرار کرتے رہے اگر میں وہاں ایک سال بھی مقیم رہتا تو بھی نبی کریمؐ کے بغیر طواف نہ کرتا۔

☆:......حضرت علیؓ کو لڑکپن سے ہی سرور دو عالمؐ کے ساتھ گہرا تعلق تھا اس لئے آفتاب رسالت کی کرنیں جیسے ہی طلوع ہوئیں انہوں نے لڑکوں میں سب سے پہلے ایمان لانے کی سعادت حاصل کی، چھوٹی عمر میں انسان میں خوف اور ڈر زیادہ ہوتا ہے مگر عشق انسان کو نتائج سے بے پرواہ بنا دیتا ہے لہٰذا حضرت علیؓ نے ایمان قبول کرنے میں دیر نہ لگائی جب نبی کریمؐ نے ہجرت کا ارادہ فرمایا تو اس وقت آپؐ کے پاس لوگوں کی امانتیں موجود تھیں اس صادق اور امین ذاتؐ نے حضرت علیؓ کو منتخب کیا اور حکم دیا کہ علیؓ! تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور صبح کے وقت امانتیں لوگوں کے سپرد کر دینا، حضرت علیؓ کی دلیری، شجاعت و بہادری پر قربان جائیں کہ وہ بلاخوف و خطر چارپائی پر لیٹ گئے اور نبی کریمؐ کے حکم پر جان کی بازی لگا دینے پر آمادہ ہو گئے۔

☆:......حضرت انس بن نضرؓ جنگ احد میں لڑتے لڑتے بہت آگے نکل گئے جب ادھر اُدھر نظر دوڑا کر دیکھا تو مسلمانوں کو پریشانی کے عالم میں پایا پوچھا، کیا ہوا؟ جواب ملا کہ جن کے لئے لڑتے تھے وہ ہی نہ رہے تو اب کیا کریں ہم نے سنا ہے کہ نبی کریمؐ شہید ہو گئے، حضرت انس بن نضرؓ یہ سن کر تڑپ اٹھے اور فرمایا کہ لوگو! ہم نبی کریمؐ کے بعد زندہ رہ کر کیا کریں گے چنانچہ آگے بڑھے اور لڑ کر

شہادت پائی جب ان کی لاش دیکھی گئی تو تلوار اور نیزے کے 80 زخم تھے کوئی شخص نہ پہچان سکا ان کی بہن نے انگلیوں سے ان کی شناخت کی۔

☆:....حضرت بلال ؓ کا وقت وفات آیا تو بیوی نے کہا......"ہائے غم" آپ ؓ نے فرمایا......"واہ خوشی کہ کل ہم محمد ﷺ اور ان کے اصحاب ؓ سے ملیں گے"۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام کس طرح دیوانہ وار نبی کریم ﷺ سے محبت کرتے تھے۔

☆:....حضرت کابس بن ربیعہ ؓ کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ شکل وصورت میں کافی حد تک مشابہت حاصل تھی چنانچہ یہ جب بھی حضرت امیر معاویہ ؓ کو ملنے جاتے تو وہ کھڑے ہو کر استقبال کرتے اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتے مجلس کے اختتام پر ہدیہ دے کر رخصت کرتے یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ انہیں دیکھ کر نبی کریم ﷺ کا چہرہ انور آنکھوں کے سامنے آجاتا تھا۔

☆:....حضرت عبداللہ بن زید انصاری ؓ بھی کبھی مسجد نبوی ﷺ میں اذان دیتے تھے جب انہوں نے آپ ﷺ کی وفات کی خبر سنی تو اس قدر غمزدہ ہوئے کہ اپنے نابینا ہونے کی دعا کی جو قبول ہوگئی لوگوں نے پوچھا ایسا کیوں کیا؟ فرمایا میری آنکھوں کی بینائی اس لئے تھی کہ میں نبی کریم ﷺ کا دیدار کروں جب محبوب ﷺ نے پردہ کرلیا تو بینائی کی کیا ضرورت ہے۔

☆:....حضرت وہب بن قابوس ؓ دیہات میں رہتے تھے ایک دفعہ مدینہ آئے تو پتہ چلا کہ نبی کریم ﷺ احد کی لڑائی کے لئے گئے ہیں، وہیں پر اپنی بکریوں کو چھوڑا اور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گئے اتنے میں کفار کی ایک جماعت نے نبی کریم ﷺ کی طرف بڑھنا چاہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو ان کو منتشر کرے وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا، حضرت وہب ؓ نے ان کو منتشر کر دیا نبی کریم ﷺ نے ان کو جنت کی خوشخبری دی وہ اپنے محبوب ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے اتنی عظیم خوشخبری سن کر وجد میں آ گئے تلوار سنبھال کر کفار کے مجمع میں گھس گئے حتیٰ کہ شہادت پائی، سعد بن ابی وقاص ؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ ان کے سرہانے کھڑے فرما رہے ہیں "وہب ؓ میں تم سے راضی ہوں اللہ تم سے راضی ہو"۔ حضرت عمر ؓ فرماتے ہیں مجھے وہب ؓ پر رشک آیا جی چاہا کہ ان کی جگہ میں ہوتا۔

☆:....ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام ؓ سے فرمایا کہ جہاد کے لئے اللہ کے راستے میں اپنا مال صدقہ کرو سب صحابہ ؓ اپنی حیثیت کے مطابق مال لانے لگے ایک نوجوان صحابی ؓ کے پاس بے سروسامانی کا معاملہ تھا وہ بہت دیر تک سوچتے رہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے فرمان کو کیسے پورا کروں چنانچہ ایک یہودی سے جا کر قرض مانگا اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر تم ساری رات میرا کنواں چلاؤ تو میں تمہیں اس کے بدلے میں کچھ کھجوریں دے دوں گا وہ صحابی ؓ سوچنے لگے کہ ساری رات کنواں کھینچنا آسان ہے چلو کچھ تو مل جائیں میں آقا ﷺ کے سپرد کرسکوں گا۔

چنانچہ بیل کی جگہ اس صحابی ؓ کو باندھ دیا گیا اور وہ کنواں چلاتے رہے، ساری رات کنواں چلا کر جسم تھکن سے چور تھا، بال بکھرے ہوئے، آنکھوں میں سرخ ڈورے پڑے ہوئے تھے اسی حال میں تھوڑی سی کھجوریں لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے نبی کریم ﷺ نے دور سے آتے دیکھا تو پہچان لیا......

؎ دونوں جہاں کسی کی محبت میں ہار کے
وہ آرہا ہے کوئی شب غم گزار کے

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اس کی کھجوریں قبول فرمائیں اور ایک صحابی ؓ کو کہا کہ یہ کھجوریں اس سامان میں تھوڑی تھوڑی کر کے مختلف جگہ پر رکھ دو چنانچہ ان کھجوروں کو اسی طرح رکھ دیا گیا جس طرح دیوار میں نگینے جڑے ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

بقیہ صفحہ نمبر 28

امام خمینی نے "الحکومت الاسلامیہ" میں صراحت کے ساتھ لکھا ہے......

ترجمہ:......"ہمارے مذہب شیعہ کے ضروری بنیادی عقائد میں سے یہ عقیدہ بھی ہے ہمارے آئمہ کو وہ مرتبہ حاصل ہے جس تک کوئی مقرب فرشتہ، نبی مرسل بھی نہیں پہنچ سکتا"۔

علامہ مجلسی، علامہ محمد حسین اور خمینی کی ان تصریحات کے بعد اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ شیعوں کے نزدیک ان کے آئمہ کا مقام ومرتبہ انبیاء سے بلند ہے ان آئمہ پر نبی کے لفظ کا اطلاق اس وجہ سے نہیں کیا جاسکتا کہ رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ حقیقتاً ختم نبوت کی قطعی نفی ہے حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ نے صراحت کے ساتھ تحریر فرمایا ہے

"تفہیمات الٰہیہ کے اندر شیعوں کی اصطلاح اور ان کے عقیدہ میں امام کی شان یہ ہے کہ وہ معصوم ہوتا ہے اس کی اطاعت فرض ہوتی ہے اور مخلوق کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہوتا ہے اور شیعہ امام کے حق میں وحی باطنی کے قائل ہیں پس حقیقت میں وہ ختم نبوت کے منکر ہیں اگرچہ زبان سے آپ ﷺ کو خاتم الانبیاء کہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

بقیہ صفحہ نمبر 32

کیوں نہ ہو ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثبت کر دیا ہے"۔(المجادلہ آیت نمبر 22)

تو دوستو! یہ تھا صحابہ کرام ؓ کا ایمان اور محبت رسول کا حقیقی ثبوت، ان واقعات کو سامنے رکھ کر ہم ذرا اپنی محبت کا اندازہ لگائیں کہ اگر ہمارے والدین، بہن، بھائی، عزیزو اقارب خدا اور رسول کے دشمن ہوں تو ہم نے کہاں تک لاتعلقی کا اظہار کیا ہے یاد رکھیئے یہ ایمان داروں کے لائق نہیں اگر ہم بھی خدا تعالیٰ کے محبوب بننا چاہتے ہیں تو آپ ﷺ کے دامن کو مضبوطی سے تھام لیں اور ان کے دشمنوں سے عداوت رکھیں دیکھئے کسی عام چیز کی نسبت جب اعلیٰ چیز سے ہوجاتی ہے تو اس کی قسمت کو بھی چار چاند لگ جاتے ہیں یہ جو مٹی ہمارے پاؤں تلے ہے اس کی کوئی قیمت نہیں لیکن جب گندم کے ساتھ مل جائے گی تو گندم کے بھاؤ بکے گی۔

شیخ سعدی ؒ نے لکھا ہے کہ میں نے ایک دفعہ مٹی سے خوشبو پائی میں نے پوچھا یہ کیسی خوشبو ہے؟ تو مٹی نے کہا آج مجھ پر گلاب کا پھول پڑا ہے اس کی وجہ سے میں بھی خوشبودار بن گئی تو ہم گلشن نبوی ﷺ سے پھول چن کر سینے سے لگانے سے کیوں خوشبودار نہیں بن سکتے۔

دیکھئے! اسلام سے پہلے حضرت بلال ؓ کی کوئی قیمت نہیں تھی لیکن جب تعلق کی نسبت بدلی تو اس کی قیمت سونے کے برابر ہوگئی بلکہ اب اسے یہ مقام ومرتبہ حاصل ہوا کہ چلتے زمین پر ہیں اور پاؤں کی آہٹ آسمانوں پر جنت میں پہنچتی ہے۔

صحابہ کرام ؓ نے آقا ﷺ کی محبت واطاعت میں سب کچھ قربان کر دیا دیکھئے جنگ احد میں ایک صحابیہ ؓ کا باپ، بیٹا، خاوند اور بھائی سب شہید ہوگئے اس جنگ میں شیطان نے افواہ اڑادی کہ نعوذ باللہ آقا ﷺ شہید ہوگئے ہیں اس خبر سے مدینہ میں کہرام مچ گیا مرد و عورتیں، بچے و بوڑھے سب بے چین ہو گئے وہ عورت جس کے تمام سہارے شہید ہوگئے تھے وہ پوچھ رہی ہے رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے، اپنے باپ، بیٹے، خاوند اور بھائی کے متعلق نہیں پوچھ رہی وہ بس رسول اللہ ﷺ کا پوچھ رہی ہے جب آقا ﷺ پر نظر پڑی تو بے اختیار زبان سے نکلا......

ترجمہ:......"آقا آپ کی زیارت کے بعد سب غم غلط ہوگئے"۔

آخر میں یہی کہوں گا......

درفشانی نے تیری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا
جو خود نہ تھے راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
وہ کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

☆☆☆☆☆

حضور اکرمؐ کی سیاسی زندگی

حافظ اکرام الحق چوہدری ikramulhaqch4@gmail.com

سیاست کے لفظی معنی ہیں ملکی انتظام وانصرام۔ لیکن اب سیاست ایک معتوب لفظ بن کر رہ گیا ہے۔ فی زمانہ سیاسی طالع آزماؤں نے علاقائی اور بین الاقوامی امن کو جس طرح خاکستر کر رکھا ہے، سیاسی جدوجہد میں اخلاقی اصولوں اور انسانی اقدار کو جس بے دردی سے پامال کیا جاتا ہے اس کی روشنی میں عام ذہن کسی نوع کی سیاسی سرگرمی کو شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھے تو اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں۔ فی الواقع سیاست اگر وہی کچھ جو ہم اپنے گردوپیش دیکھتے ہیں اور انصاف، عدل، توازن، رواداری اور وسیع النظر فی کی قدریں سیاسی نقطۂ نظر سے بے معنی ہیں تو بلاشبہ حضورؐ کی زندگی سیاست کی جملہ آلودگیوں سے پاک صاف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نہ تو علم سیاست کو دجل وفریب اور کذب وافترا کا ہم معنی سمجھنا صحیح ہے اور نہ تاریخی اور دینی نقطۂ نظر سے سیرت طیبہ کے سیاسی پہلو کی اہمیت کو کم کیا جاسکتا ہے۔ سیاست کتاب زندگی کا اہم ترین باب ہے۔ پیغمبر انسانیتؐ نے جہاں تہذیب وثقافت، معاشرت ومعیشت کے گیسو سنوارے وہاں سیاسیات کی گتھیوں کو بھی ناخن حکمت سے سلجھایا۔ وقت کے شاطروں نے آپؐ کے خلاف ہر پست اور گھٹیا حربہ آزمایا۔ لیکن آپؐ کی پیغمبرانہ فراست کے سامنے تمام مخالفین اور سازشیں ناکام ہوگئیں۔ سیاست نبویؐ دراصل آسمانی رفعتوں اور زمینی حقیقتوں کے نقطۂ اتصال کا دوسرا نام ہے۔ حیات طیبہ کے مطالعہ سے سیاسیات کے سنجیدہ طالب علم کو جہاں یہ علم ہوتا ہے کہ فن سیاست کس چیز کا نام ہے وہاں یہ شعور بھی ملتا ہے کہ اس فن کی اعلیٰ وارفع روایات کیا ہیں؟۔

بعض مستشرقین کا دعویٰ ہے کہ رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی کا آغاز ہجرت مدینہ سے شروع ہوتا ہے۔ یہ طرز فکر حیات طیبہ کے جملہ پہلوؤں کی ناقص تعبیر پر مبنی ہے۔ ہاں اگر مطلب اس قدر ہے کہ حضورؐ کی عملی سیاست واضح طور پر ہجرت کے بعد شروع ہوتی ہے تو اس خیال [illegible] لینے میں حرج نہیں۔

کعبہ کی تعمیر میں جب تنصیب حجرِ اسود پر قریش میں جھگڑا ہوا تو آپ کو ہی فیصل کے طور پر تمام قبائل نے قبول کیا اور آپؐ نے اپنی سیاسی تدبیر سے جھگڑا ختم کروادیا

سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تاج نبوت سے سرفراز ہونے سے پہلے اور بچپن میں بھی آپؐ کی سیاسی سوجھ بوجھ کے واقعات ملتے ہیں۔ آپؐ نے معاہدہ حِلف الفضول میں شرکت فرمائی۔ معاہدے کی پاس داری کا اندازہ رسول اللہؐ کے بعثت کے بعد کے فرمان سے ہوتا ہے۔ فرمایا:......

''میں عبداللہ بن جدان کے مکان پر ایک معاہدے میں شریک تھا کہ مجھے اس کے عوض سرخ اونٹ بھی پسند نہیں اور اگر (دور) اسلام میں اس عہد پیان کے لئے مجھے بلایا جاتا تو میں لبیک کہتا۔''

کعبہ کی تعمیر میں جب تنصیب حجر اسود پر قریش میں جھگڑا ہوا تو آپ کو ہی فیصل کے طور پر تمام قبائل نے قبول کیا اور آپؐ نے اپنی سیاسی تدبیر سے جھگڑا ختم کروادیا۔

اسی طرح اسلام کے ابتدائی دور میں حضورؐ اپنی سیاسی ذمہ داریوں سے بے خبر نہ تھے۔ مکہ کے تاجر اور کعبہ کے مجاور خوب جانتے تھے کہ اسلام محض اخلاقی فضائل کا درس نہیں دیتا، سماجی مسائل کے بارے میں بھی واضح احکامات دیتا ہے۔ وہ اچھی طرح سمجھتے تھے کہ لاالہٰ الا اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ حضورؐ کی مخالفت میں یوں اپنا سب کچھ داؤ پر نہ لگا دیتے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ بعض نافہم لوگ اس دعوت کے سیاسی مضمرات سے غافل بھی تھے تو آپؐ نے خود آگے بڑھ کر ان خوش فہمیوں کو دور کردیا۔

ایک بار حضورؐ حدود حرم میں داخل ہوئے اور کعبہ کے کلید بردار عثمان بن طلحہ سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ آپؐ کے لئے درِ کعبہ کھول دے تاکہ آپؐ نماز ادا کرسکیں۔ اس نے صاف انکار کیا۔ اس پر آپؐ نے کامل یقین کے ساتھ فرمایا: ''ایک دن آئے گا جب یہ کنجی میرے اختیار میں ہوگی اور میں جسے چاہوں گا عطا کروں گا۔''

عثمان بن طلحہ نے کہا: ''پھر وہ دن ضرور قریش کی تباہی اور رسوائی کا ہوگا۔''

آپؐ نے فرمایا: ''نہیں! اس دن وہ آباد اور باعزت ہوں گے۔''

افکار ونظریات کسی نظام اجتماعی کی اساس ہوتے ہیں۔ نئے افکار وعقائد پر مبنی نظام اسی وقت قائم ہوسکتا ہے جبکہ مروجہ اوہام وتخیلات کی بساط لپیٹ دی جائے۔ حضورؐ نے سب سے پہلے فکری اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ کفار مکہ کی ذہنی سطح جیسی تھی، اس کا اندازہ لگانا ہو تو ان مافوق الفطرت مطالبات کو ایک نظر دیکھ لینا کافی ہے جن کا سامنا حضورؐ کو کرنا پڑا۔

توحید، رسالت اور آخرت اسلامی نظام حیات کی فکری بنیادیں ہیں۔ سب سے پہلے حضورؐ نے انھی عقائد کو ذہنوں میں راسخ کرنے کی کوشش کی۔ اسی طرح آپؐ ذہنی بیداری کا کام کرتے رہے۔ ایام حج میں باہر سے آنے والوں کو دعوت اسلام، بیعت عقبہ اولیٰ وثانی اور ہجرت حبشہ اس کی بین دلیل ہے کہ دعوت اسلامی نے ابتدائی چند برسوں کے اندر عربوں میں فکر وعمل کا کتنا بڑا انقلاب پیدا کردیا تھا۔

سیاست نبویؐ میں ہجرت مدینہ کو ایک اہم موڑ کی حیثیت حاصل ہے۔ مخالفین کو اپنی دانش اور داؤ پیچ ناکام ہوتے نظر آئے تو جبر وتشدد کا سہارا لیا گیا۔ ایذا رسانی کے نئے نئے طریقے اہل ایمان پر آزمائے گئے۔ قائد انقلابؐ آپؐ کے اہل خانہ کا سماجی اور اقتصادی بائیکاٹ کیا گیا۔ یہاں تک کہ حضورؐ پر قاتلانہ حملے کے منصوبے بنائے گئے۔ انھی حالات میں آپؐ نے بعض صحابہؓ کو حبشہ چلے جانے کا حکم دیا۔ وہاں مسلمانوں کو بے شک تحفظ مل

گیا۔ حضورؐ کا سفر طائف بھی سازگار ماحول کی تلاش کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ طائف میں حالات جس قدر ناموافق نکلے اس کا اندازہ خود آپؐ کے ان الفاظ سے بخوبی ہوسکتا ہے۔ ''میری زندگی کا سب سے تکلیف دہ زمانہ سفر طائف ہے۔''

ہجرت مدینہ سے دور رس نتائج حاصل ہوئے۔ مکہ میں مسلمان انفرادی طور پر اصلاح ذات اور تزکیہ نفس کے مراحل سے گزر رہے تھے۔ مسلمان اپنے ہی گھر میں غریب الدیار تھے۔ جن کا اپنا وجود خطرے میں تھا وہ اب دشمنوں کے لئے خطرہ بن گئے۔ دار ارقم میں رازداری کے ساتھ دعوت وتربیت کا دور تمام ہوا۔ امراء اور بادشاہوں کو اعلانیہ قبول اسلام کی دعوت دی جانے لگی۔ جن کو ہر قسم کے قانونی حقوق سے محروم رکھا گیا، وہ خود اقلیتوں کو حقوق اور مراعات تقسیم کرنے لگے۔ مسلمانوں کی بےبسی قوت وشوکت میں بدل گئی۔ ملت کفر کے مقابلے میں ملت اسلامیہ مجتمع ہوگئی۔ کفار کو بعد از وقت پتہ چلا کہ حضورؐ اور آپؐ کے صحابہؓ جانیں بچا کر فرار نہیں ہوئے بلکہ ایک مضبوط ریاست تشکیل دینے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔

مدینہ کے یہود اور دوسرے قبائل کے ساتھ معاہدہ حضورؐ کی سیاسی زندگی کا ایک روشن باب ہے۔ مدینہ کی آبادی اس وقت پانچ ہزار کے لگ بھگ تھی۔ جس میں چند سو مسلمان اور باقی یہود اور دوسرے قبائل تھے۔ مسلمانوں میں مہاجرین اور انصار کے دو گروہ تھے۔ خود انصار بھی دو بڑے قبائل اوس وخزرج میں منقسم تھے۔ حضورؐ کے سامنے فوری مسئلہ یہ تھا کہ مختلف ومتضاد عناصر پر مشتمل آبادی میں اتحاد وتعاون کی فضا کیسے پیدا ہو۔ اوس اور خزرج تو قبول اسلام کے بعد شیروشکر ہوگئے۔ مہاجرین وانصار کے درمیان آپؐ نے اسلامی اخوت کا لازوال رشتہ قائم کردیا۔ اب گویا مسلمان، یہود اور دوسرے قبائل اپنی جداگانہ حیثیت میں موجود تھے۔ ان سب کے مذہبی معتقدات، سیاسی رجحانات اور طبقاتی مفادات باہم متصادم تھے۔ ایسے عالم میں اتحاد کی مشترکہ بنیادیں تلاش کرنا کوئی معمولی کام نہیں۔ ایسے کام کے لئے گہری نفسیاتی بصیرت اور غیر معمولی سیاسی شعور درکار ہوتا ہے۔ حضورؐ نے یہود اور دوسرے قبائل سے گفت وشنید کے بعد اہل مدینہ کے لئے ایک متفقہ دستور کا اعلان فرمایا۔ اس میثاق کی قابل ذکر خصوصیت یہ ہے کہ یہود بہ حیثیت قوم اس میں شامل نہیں تھے۔ ان کے دس قبائل کا علیحدہ علیحدہ ذکر کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کسی یہودی قبیلے کو غداری کے سبب سزا دی گئی تو بقیہ قبائل کم وپیش اس سے لاتعلق رہے۔

مواخات اور میثاق مدینہ سے نوزائیدہ ریاست میں امن وامان کی فضا قائم ہوئی۔ مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے سیاسی اثرورسوخ سے اہل مکہ پیچ وتاب کھانے لگے۔ وہ اہل مدینہ کے خلاف بھرے بیٹھے تھے کہ مسلمانوں کو پناہ کیوں دی گئی۔ یہاں آپؐ کی سیاسی بصیرت سے معاملہ ہی اور تھا۔ اہل مدینہ مسلمانوں کے بازوئے شمشیر زن بن گئے تھے۔ میثاق مدینہ میں دفاع مدینہ سے متعلق دفعات کی شمولیت حضورؐ کی سیاسی بصیرت اور اس یقین کامل کا مظہر تھیں کہ اہل مکہ کسی بھی مناسب وقت پر پوری قوت سے مدینہ کی ریاست پر حملہ آور ضرور ہوں گے۔

ہجرت کے بعد کفار مکہ اور دوسرے قبائل سے جو جنگیں ہوئیں انھوں نے عرب کی قسمت کا فیصلہ کردیا

ہجرت کے بعد کفار مکہ اور دوسرے قبائل سے جو جنگیں ہوئیں انھوں نے عرب کی قسمت کا فیصلہ کردیا۔ فریقین کی افرادی قوت اور مادی وسائل کا موازنہ کیا جائے تو مسلمانوں کی پوزیشن سنگین حد تک کمزور نظر آتی ہے۔ لیکن معلم کتاب وحکمتؐ نے اپنی عدیم المثال سیاسی بصیرت، قوت فیصلہ اور حقیقت پسندانہ منصوبہ بندی سے دشمن کے حواس مختل کردیے۔ اپنی قوت اختراع سے ہر محاذ پر غنیم کو غیر متوقع حالات سے دوچار کردیا۔ یہاں تک کہ دشمن جارحیت کے بجائے دفاعی جنگ لڑنے پر مجبور ہوگیا۔ جنگ بدر، احد اور خندق وغیرہ میں مسلمانوں کی کامیابیوں کو حضورؐ کی کامیاب منصوبہ بندی کے پس منظر میں دیکھنا چاہیے۔

آیئے دیکھئے کہ حدیبیہ کے مقام پر کفار کے لئے اس کے سوا چارہ نہ رہا کہ پرامن تصفیہ کے لئے سفارتی کوششوں میں شریک ہوں۔ آخر کار مذاکرات ہوئے اور ان کے نتیجے میں وہ مشہور اور تاریخی معاہدہ صلح حدیبیہ طے پایا جسے اسلامی انقلاب کی جدوجہد میں فیصلہ کن مرحلے کا درجہ حاصل ہے۔ اگر یہ بات درست ہے کہ سیاسی مدبر اپنی لچکدار انگلیوں سے ایک پرندے کی آغوش میں سے ایک ایک کر کے سارے انڈے یوں نکال لیتا ہے کہ پرندے کو خبر تک نہیں ہوتی۔ تو صلح حدیبیہ اس لحاظ سے بھی ایک بے مثال دستاویز ہے۔ صلح حدیبیہ کے بعد کچھ مسلمان عورتیں مدینہ پہنچ گئیں، کفار نے مطالبہ کیا کہ معاہدے کے مطابق انھیں واپس کیا جائے۔ حضورؐ نے ایسی عورتوں کو یہ کہہ کر واپس کرنے سے انکار کردیا کہ معاہدے میں ''رجل'' یعنی مرد کا ذکر ہے، عورت کا نہیں۔ معاہدے کا متن دیکھا گیا تو اس کے صریح الفاظ کفار کے ذہنی افلاس کی چغلی کھا رہے تھے۔

صلح حدیبیہ کے بعد مکہ کی جانب سے اطمینان ہوگیا تو حضورؐ نے اندرون عرب اور بیرون عرب حکمرانوں اور بادشاہوں کو دعوتی وتبلیغی خطوط بھیجے۔ حضورؐ کے ان خطوط کے جواب میں شہنشاہوں نے جو معاندانہ رویہ اختیار کیا، اس سے یقین ہو گیا کہ عرب میں اسلامی نظام کے نفاذ کو عالمی طاقتیں برداشت نہیں کریں گی۔ ان طاقتوں نے محسوس کرلیا تھا کہ مدینہ میں جو انقلابی تحریک پروان چڑھ رہی ہے اس کا سیلاب انسانی بادشاہت اور اس کے اداروں کو خس وخاشاک کی طرح بہالے جائے گا۔

فاتحین عالم مفتوحہ علاقوں میں داخلے کے وقت خون کی ندیاں بہا کر اپنے جلال وجبروت کا مظاہرہ کرتے آئے ہیں۔ لیکن فاتح مکہ کی شان نرالی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: جو شخص بھاگ نکلے، جو ہتھیار ڈال دے، جو بیت اللہ یا ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوجائے اور یا اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے۔ سب مامون ومحفوظ ہیں۔

حضورؐ نے اپنی نبوت کی برکت سے دنیا کا سیاسی مزاج ہی بدل ڈالا۔ آپؐ کی جملہ سیاسی مساعی کا محور عالمی امن کا قیام تھا۔ اسلامی ریاست کے سربراہ کی حیثیت سے دس سال کے قلیل عرصے میں آپؐ نے مثالی امن قائم کردیا۔ بیرونی ممالک کے سربراہوں کو آپؐ نے جو دعوتی خطوط لکھے ان میں صاف صاف فرمایا: ''اسلام قبول کرلو سلامتی میں آجاؤ گے''۔ تاہم امن کے نام پر ظالم ومظلوم میں بقائے باہمی کا وہاں کوئی تصور نہ تھا۔

الغرض حضورؐ نے عصری سیاست کو بین الاقوامی سیاسیات کے دائمی تقاضوں سے آشنا کردیا۔

☆☆☆☆☆

CS CamScanner

سیرت النبی ﷺ اور جشن میلاد

تحریر: مولانا ابوالکلام آزادؒ

ربیع الاول کی برکات:

عزیزانِ ملت! ماہ ربیع الاول کا ورود تمہارے لئے جشن و مسرت کا ایک پیغام عام ہوتا ہے کیونکہ تم کو یاد آجاتا ہے کہ اسی مہینے کے ابتدائی ہفتوں میں خدا کی رحمت عامہ کا دنیا میں ظہور ہوا، اسلام کے داعیٔ برحق کی پیدائش سے دنیا کی دائمی غمگینیاں اور سرگشتگیاں ختم کی گئیں، صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم

تم خوشیوں اور مسرتوں کے ولولوں سے معمور ہو جاتے ہو تمہارے اندر خدا کے رسولؐ برحق کی محبت و شیفتگی ایک بے خودانہ جوش و محویت پیدا کر دیتی ہے تم اپنا زیادہ وقت اسی کی یاد میں، اسی کے تذکرے میں اور اسی محبت کے لذت و سرور میں بسر کرنا چاہتے ہو، تم اس کے ذکر و فکر کی مجلسیں منعقد کرتے ہو ان کی آرائش و زینت میں اپنی محبت و مشقت کی کمائی بے دریغ لٹاتے ہو، خوشبودار اور تر و تازہ پھولوں کے گلدستے سجاتے ہو، کافوری شمعوں کے خوبصورت فانوس اور برقی روشنی کے بہ کثرت کنول روشن کرتے ہو، عطر و گلاب کی مہک اور اگربتیوں کا بخور جب ایوان مجلس کو اچھی طرح معطر کر دیتا ہے تو اس وقت مدح و ثناء کے زمزموں اور درود و سلام کے مقدس ترانوں کے اندر اپنے محبوب و مطلوب مقدس کی یاد کو ڈھونڈتے ہو اور بسا اوقات تمہاری آنکھوں کے آنسو اور تمہارے پرمحبت دلوں کی آہیں اس کے اسم مبارک سے والہانہ عشق اور اس کے عشق سے حیات روحانی حاصل کرتی ہیں۔

پس کیا مبارک ہیں وہ دل جنہوں نے اپنے عشق و

کائنات ہستی کی محبوبیت اعلیٰ:

بلاشبہ محبت نبوی اور عشق محمدی [illegible] لے اور یہ مخلصانہ ذوق و شوق تمہاری زندگی کی سب سے زیادہ قیمتی متاع ہے اور تم اپنے ان پاک جذبات کی جتنی بھی حفاظت کرو کم ہے تمہارا یہ عشق الٰہی ہے، تمہاری یہ محبت ربانی ہے، تمہاری یہ شیفتگی انسانی سعادات اور راست بازی کا سرچشمہ ہے تم اس وجود مقدس و مطہر سے محبت رکھتے ہو جس کو تمام کائنات انسانی میں سے تمہارے خدا نے ہر طرح کی محبوبیتوں اور ہر قسم کی محمودیتوں کے لئے چن لیا اور محبوبیت عالم کا خلعت اعلیٰ صرف اسی کے وجود اقدس پر راست آیا، کرہ ارض کی سطح پر انسان کے لئے بڑی سے بڑی بات جو لکھی جاسکتی ہے، زیادہ سے زیادہ عشق جو کیا جاسکتا ہے اعلیٰ سے اعلیٰ مدح و ثناء جو زبان پر آسکتی ہے، غرض انسان کی زبان انسان کے لئے جو کچھ کر سکتی ہے وہ سب صرف اسی ایک انسان کامل و اکمل کے لئے ہے اور اس کا مستحق اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔

عبودیت کبریٰ:

خدا کی الوہیت و ربوبیت جس طرح وحدہ لاشریک ہے کہ کوئی ہستی اس کی شریک نہیں اسی طرح اس انسان کامل کی انسانیت اعلیٰ اور عبدیت کبریٰ بھی وحدہ لاشریک ہے کیونکہ اس کی انسانیت وعبدیت میں کوئی اس کا ساجھی نہیں اور اس کے حسن و جمال فردانیت کا کوئی شریک نہیں، یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں تم دیکھتے ہو کہ تمام انبیاء کرام کا ذکر

وصف سے نامزد کیا گیا بلکہ صرف "عبد" کے لفظ سے اس کے پروردگار نے اسے یاد فرمایا ہے......

ترجمہ:......"کیا پاک ہے وہ خداوند قدوس جس نے ایک رات اپنے "عبد" کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی"۔ (بنی اسرائیل سورہ)

اور سورۃ جن میں فرمایا......

ترجمہ:......"اور جب اللہ کا بندہ (عبد) تبلیغ حق کے لئے کھڑا ہوتا ہے تاکہ اللہ کو پکارے تو کفار اس کو اس طرح گھیر لیتے ہیں گویا قریب ہے کہ اس پر آگریں گے"۔

سورۃ کہف کو اس آیت سے شروع کیا......

ترجمہ:......"تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے "عبد" پر کتاب اتاری"۔

سورۃ فرقان کی پہلی آیت ہے......

ترجمہ:......"کیا ہی پاک ذات ہے اس کی جس نے الفرقان اپنے "عبد" پر اتارا تاکہ وہ تمام عالم کی ضلالتوں کے لئے ڈرانے والا ہو"۔

اسی طرح سورۃ النجم میں کہا......

"فاوحی الی عبدہ ما اوحی"

سورۃ حدید میں کہا......

"ینزل علی عبدہ"

پس ان تمام مقامات میں آپ کا اسم گرامی نہیں لیا بلکہ اس کی جگہ صرف "عبد" فرمایا حالانکہ بعض دیگر انبیاءؑ کے لئے اگر "عبد" کا لفظ فرمایا ہے تو اس کے ساتھ نام کی

اپنے گھروں کو مجلسوں سے آباد کرتے ہو مگر تمہیں اپنے دل کی اجڑی ہوئی بستی کی بھی کچھ خبر ہے؟ تم کافوری شمعوں کی قندیلیں روشن کرتے ہو مگر اپنے دل کی اندھیاری کو دور کرنے کیلئے کوئی چراغ نہیں ڈھونڈتے

شیفتگی کے لئے رب السموات والارض کے محبوب کو چنا اور کیا پاک و مطہر ہیں وہ زبانیں جو سید المرسلین و رحمۃ للعالمین کی مدح و ثناء میں زمزمہ سنج ہوتی ہیں۔

جہاں کہیں کیا گیا وہاں ان سب کو ان کے ناموں سے پکارا ہے اور ان کے واقعات کا بھی ذکر کیا ہے تو ان کے ناموں کے ساتھ کیا ہے لیکن اس انسان کامل، اس فرد اکمل، اس صفات عبدیہ کے وحدہ لاشریک کا اکثر مقامات میں اس طرح ذکر کیا ہے کہ نہ تو اس کا نام لیا گیا، نہ ہی کسی دوسرے

تصریح بھی کر دی ہے، سورۃ مریم میں حضرت زکریاؑ کے لئے فرمایا......

"ذکر رحمۃ ربک عبدہ ذکریا"

سورۃ صاد میں کہا......

"واذکر عبدنا داؤد،

نیز فرمایا......

"واذکر عبدنا ایوب"

خصوصیت وامتیاز:

اس خصوصیت امتیاز سے اسی حقیقت کو واضح کرنا مقصود الٰہی تھا کہ اس وجود گرامی کی عبدیت اور بندگی اس درجہ آخری و مرتبہ قصویٰ تک پہنچ چکی ہے جو انسانیت کی انتہاء ہے اور جس میں اور کوئی عبد اس عبد کا شریک و سہیم نہیں، پس عبدیت کا، فرد کامل وہی ہے اور اس لئے بغیر اضافت و نسبت کے صرف "عبد" کا لقب اس کو ناموں اور علموں کی طرح پہچان دیتا ہے کیونکہ تمام کائنات ہستی میں اس کا سا اور کوئی عبد نہیں۔

زندگی کی پاکی اور ربانیت والہیت کی پادشاہی ہے۔

جشن حصول اور ماتم ضیاع:

لیکن جب کہ تم اس ماہ مبارک میں یہ سب کچھ کرتے ہو اور اس ماہ کے واقعہ ولادت کی یاد میں خوشیاں مناتے ہو تو اس کی مسرتوں کے اندر تمہیں کبھی اپنا وہ ماتم بھی یاد آتا ہے جس کے بغیر تمہاری کوئی خوشی نہیں ہوسکتی؟ کبھی تم نے اس حقیقت پر بھی غور کیا ہے کہ یہ کس کی پیدائش ہے جس کی یاد کے لئے تم سروسامان کرتے ہو؟ یہ کون تھا جس کی ولادت کے تذکرے میں تمہارے لئے خوشیوں اور مسرتوں کا ایسا عزیز پیام ہے۔

آہ! اگر اس مہینے کی آمد تمہارے لئے جشن ومسرت

اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں پوشیدہ ہیں" (حج: ۴۶)

مجھے یہ ڈر ہے دل زندہ تو نہ مرجائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

پھر آہ! وہ قوم اور صد آہ اس قوم کی غفلت و نادانی جس کے لئے ہر جشن ومسرت میں پیام ماتم ہے اور جس کی حیات قومی کا ہر قہقہہ عیش، فغان حسرت ہوگیا ہے مگر نہ تو ماضی کی عظمتوں میں اس کے لئے کوئی منظر عبرت ہے نہ حال کے واقعات وحوادث میں کوئی پیام تنبیہ وہوشیاری ہے اور نہ وہ مستقبل کی تاریکیوں میں زندگی کی کوئی روشنی اپنے سامنے رکھتی ہے اسے اپنی کامجوئیوں اور جشن ومسرت سے مہلت نہیں حالانکہ اس کے جشن وطرب کے ہر درود میں

صد آہ اس قوم کی غفلت ونادانی جس کے لئے ہر جشن ومسرت میں پیام ماتم ہے اور جس کی حیات قومی کا ہر قہقہہ عیش، فغان حسرت ہوگیا ہے مگر نہ تو ماضی کی عظمتوں میں اس کیلئے کوئی منظر عبرت ہے نہ حال کے واقعات وحوادث میں کوئی پیام، تنبیہ وہوشیاری ہے

پس یہ وہ تھا کہ اس کے صفات الٰہیہ کا یہ حال رہا ہے اس کی انسانیت وعبدیت کی وحدت اس طرح فرمانفرمائے جمیع کائنات ہے، اس کی محبت ومحبوبیت کا خود رب السموات والارض نے اعلان کیا اور اس کی رحمت کو اپنی ربوبیت کی طرح تمام عالمین پر محیط کردیا، اسے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات رافت ورحمت سے متصف فرمایا اور اگر اپنے آپ کو "الرحمن الرحیم" کہا تو اسے بھی بالمومنین رؤف الرحیم قرار دیا اسے تمام قرآن میں کہیں بھی نام لے کر نہ پکارا بلکہ صدائے عزت سے نوازا کہ یاایھا الرسول اور کبھی اس طریق محبت سے پکارا کہ یاایھا المزمل اور اس کے وجود باوجود کی عزت وعظمت کو اپنی عزت کی طرح اپنے بندوں پر فرض کردیا اور جابجا حکم دیا کہ تعزروہ وتوقروہ (اس کی عزت کرو اور اس کی توقیر بجالاؤ) پھر وہ کہ اس کی محبوبیتوں اور عظمتوں کا یہ حال تھا کہ اس کا وجود مقدس واطہر تو بڑی چیز ہے وہ جس آبادی میں بسا اور جس شہر کی گلیوں میں چلا پھرا، اس کی عزت کو بھی خدائے زمین وآسمان نے تمام عالم میں نمایاں کیا......

ترجمہ:....."ہم مکہ کی قسم کھاتے ہیں مگر اس لئے کہ تیرا وجود اس کی سرزمین میں رہا اور بسا ہے"۔(البلد:۱)

پس جس کی قدوسیت وجبروتیت کا یہ مرتبہ ہو، اس کی یاد میں کتنی گھڑیاں بھی کٹ جائیں، اس کے عشق میں جتنے آنسو بھی بہہ جائیں اس کی محبت میں جتنی آہیں بھی نکل جائیں اور اس کی مدح وثناء میں جس قدر بھی زبانیں زمزمہ پیراہوں انسانیت کا حاصل، روح کی سعادت دل کی طہارت،

کا پیام ہے کیونکہ اسی مہینے میں وہ آیا جس نے ہمیں سب کچھ دیا تھا تو میرے لئے اس سے بڑھ کر اور کسی مہینے میں ماتم نہیں کیونکہ اس مہینے میں پیدا ہونے والے نے جو کچھ دیا تھا وہ سب ہم نے کھودیا اس لئے اگر یہ ماہ ایک طرف بخشنے والے کی یاد تازہ کرتا ہے تو دوسری طرف کھونے والوں کے زخم کو بھی تازہ ہوجانا چاہئے۔

مجلسیں روشن اور دل تاریک:

تم اپنے گھروں کو مجلسوں سے آباد کرتے ہو مگر تمہیں اپنے دل کی اجڑی ہوئی بستی کی بھی کچھ خبر ہے؟ تم کافوری شمعوں کی قندیلیں روشن کرتے ہو مگر اپنے دل کی اندھیاری کو دور کرنے کے لئے کوئی چراغ نہیں ڈھونڈتے تم پھولوں کے گلدستے سجاتے ہو مگر آہ تمہارے اعمال حسنہ کا پھول مرجھا گیا ہے، تم گلاب کے چھینٹوں سے اپنے رومال و آستیں کو معطر کرنا چاہتے ہو مگر آہ تمہاری غفلت عظمت اسلامی کی عطر بیزی سے دنیا کے مشام روح یکسر محروم ہیں۔ کاش تمہاری مجلسیں تاریک ہوتیں، تمہارے اینٹ اور چونے کے مکانوں کو زیب وزینت کا ایک ذرہ نصیب نہ ہوتا، تمہاری آنکھیں رات رات بھر مجلس آرائیوں میں نہ جاگتیں، تمہاری زبانوں سے ماہ ربیع الاول کی ولادت کے لئے دنیا کچھ نہ سنتی مگر تمہاری روح کی آبادی معمور ہوتی، تمہاری زبانوں سے نہیں مگر تمہارے اعمال کے اندر سے اسوہ حسنہ کی مدح وثناء کے لئے ترانے اٹھتے......

ترجمہ:....."حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی اندھے پن میں پڑتا ہے تو آنکھیں اندھی نہیں ہوجایا کرتیں، دل

ایک نہ ایک پیام ماتم وعبرت بھی رکھ دیا گیا ہے بشرطیکہ آنکھیں دیکھیں، کان سنیں اور دل کی دانائی، غفلت و سرشاری نے چھین نہ لی ہو......

ترجمہ:....."یقیناً اس میں اس کے لیے نعمت ہے جس کا دل ہے درانحالیکہ وہ کان لگاتا ہے اور اس کا دل حاضر ہے" (سورۃ ق:۳۷)

ظہور ومقصد ظہور:

ماہ ربیع الاول کی یاد میں ہمارے لئے جشن ومسرت کا پیام اس لئے تھا کہ اسی مہینے میں خدا کا وہ فرمان رحمت دنیا میں آیا جس کے ظہور نے دنیا کی شقاوت وحرمان کا موسم بدل دیا، ظلم وطغیان اور فساد وعصیان کی تاریکیاں مٹ گئیں، خدا اور اس کے بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ جڑ گیا انسانی اخوت و مساوات کی یگانگت نے دشمنیوں اور کینوں کو نابود کردیا اور کلمہ کفر وضلالت کی جگہ کلمہ حق وعدالت کی بادشاہت کا اعلان عام ہوا......

ترجمہ:....."اللہ کی طرف سے تمہاری جانب ایک نور ہدایت اور کتاب مبین آئی ہے اللہ اس کے ذریعے سے اپنی رضا چاہنے والوں کو سلامتی اور زندگی کی راہوں پر ہدایت کرتا اور ان کے آگے صراط مستقیم کو کھولتا ہے"۔(مائدہ ۱۵،۱۶)

لیکن دنیا شقاوت وحرمان کے درد سے پھر دکھیا ہوگئی انسانی شر وفساد اور ظلم وطغیان کی تاریکی خدا کی روشنی پر غالب ہونے کے لئے پھیل گئی، سچائی اور راستبازی کی کھیتیوں نے پامالی پائی اور انسانوں کے بے راہ گلے کا کوئی

باقی صفحہ نمبر 40

اسلام سے پہلے عورت کی حیثیت

رانا ناصر احمد قائد آبادی، خوشاب

آفتاب اسلام کی ضیاء باری سے پہلے دنیا کے ظلمت کدہ میں عورت کی زندگی کا بھیانک منظر انسان کو آتش زیرپا کر دیتا ہے اس کی مظلومیت، حق تلفی اور ستم کشی کی داستان سنگدل سے سنگدل انسان کی آنکھوں کو بھی بھر دیتی ہے، عورت پر اس سے بڑھ کر اور کیا ستم ہو سکتا ہے کہ عرب کی سرزمین میں اسے پیدائش کے جرم میں چند سانسیں لیتے ہی زندہ گاڑ دیا جاتا تھا اور جو بچیاں کسی طور پر، پروان چڑھ جاتیں تو اسے والدین کی وراثت سے حصہ دینا سوسائٹی میں گناہ خیال کیا جاتا تھا اور رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد بھی اسے ہر ماہ اپنے ایام مخصوصہ میں اچھوتوں کی طرح گھر میں علیحدہ رہنا پڑتا گھر میں چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے اور برتنوں کو چھونے تک کی ممانعت تھی، بعض قبائل عرب میں دستور تھا کہ وہ اپنی لونڈیوں کو ناچ گانا سکھا کر ان سے عصمت فروشی کرواتے اور وہ جو کچھ کماتیں اپنے مالک کو دے دیتیں اگر کسی عورت کا خاوند مرجاتا تو عورت بھی ایک حصہ مرنے والے کا قرار پا کر ورثہ میں چلی جاتی تھی اگر اس کا وارث چاہتا تو خود اس سے نکاح کر لیتا اور چاہتا تو کسی دوسرے کے نکاح میں دے دیتا۔

عورت کو کسی قسم کا اختیار نہ ہوتا، ایک مرد کئی بار طلاق دے کر پھر عدت کے اندر، رجوع کر لیتا خواہ سو بار طلاق دے کر سو بار رجوع کر لے۔ جاہل عربوں کا یہ عقیدہ تھا کہ عورت امن و چین کی غارت گر ہے، مرد کی تباہی کا باعث، نحوست کا پیکر ہے اور ایک جوتی ہے جو جلد خراب و خستہ ہو کر انسان کو تکلیف دیتی ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اسے ہمیشہ ذلیل و خوار رکھا جائے، اس کے جذبات کو ابھرنے اور پنپنے نہ دیا جائے، اس کے حسن و جمال سے عارضی فائدہ اٹھانے کے بعد جب بیکار ہو جائے تو گھر سے باہر نکال دینا چاہئے۔

سولہویں اور سترہویں صدی عیسوی تک یورپ میں بھی عورت کی حالت نہایت قابل رحم تھی یورپ کے حکماء کا قول ہے کہ عورت ایک ایسا خوشنما درخت ہے کہ جو بظاہر اچھا لگتا ہے لیکن اس کا پھل نہایت کڑوا ہے، عورت فتنہ و فساد کی جڑ ہے، امن کی دشمن ہے، ہم سانپ سے محبت کر سکتے ہیں لیکن عورت سے نہیں کرتے۔

(ملاحظہ ہو ہسٹری آف دی ورلڈ، از سینٹ ہیلر)

نصاریٰ کے روحانی پیشوا یوحنا کا قول ہے کہ عورت فتنہ و شر کی جڑ ہے اور انسانوں کی تباہی کا باعث ہے وہ طبعاً امن و سکون کی حامی نہیں بلکہ مائل بہ فساد ہے۔ (کتاب الحقیق)

یونان میں عورتیں اپنے خاوند کی ملکیت سمجھی جاتی تھیں جب کسی ماہ جبین کا عہد شباب ختم ہو جاتا اس کی رعنائی اور دلبری جاتی رہتی پھر اس کا شوہر اس کو ایتھنز (Athens) میں لے جا کر بچوں کی خدمت اور پرورش کے لئے فروخت کر دیتا اور ایسا ملکی تمدن کے کچھ خلاف نہ تھا اور جب کسی آدمی پر کوئی مصیبت آتی اور وہ مالی مشکلات میں گھر جاتا تو وہ اپنی بیوی کو عارضی طور پر کسی دولت مند کے پاس رہن رکھ سکتا تھا اور عورت کو اس قدر ناپاک تصور کیا جاتا تھا کہ اسے کسی مذہبی تحریک میں شرکت کی اجازت نہ تھی۔

(ہسٹری آف یونان، از فولر)

عراق، طبرستان اور اسپین میں بھی عورت کی ذلت انتہا کو پہنچ چکی تھی، باشندگان اندلس کہتے تھے کہ عورت انسان کے لئے وجہ ذلت ہے اس کی وجہ سے آدمی کو جنت سے نکلنا پڑا اور تمام بنی آدم عورت کی وجہ سے ہی راحتوں اور مسرتوں سے محروم ہوئے، اہل طبرستان کہتے تھے کہ عورت سب درندوں سے زیادہ خطرناک ہے درندوں کے حملوں سے تو بچا جا سکتا ہے لیکن عورت کے فریب سے بچنا محال ہے۔ (روضۃ المناظر)

ہندوستان میں بھی عورت کی ذلت اور بے قدری کی حد ہو گئی تھی عورت کو مذہبی تعلیم حاصل کرنا ممنوع تھا بڑے بڑے رؤساء اور امراء اپنی عورتوں کو جوئے میں ہار دیتے تھے اور بعض علاقوں میں چھ چھ سات سات بھائیوں کی ایک ہی عورت ہوتی تھی اور پتی کے مرنے پر پتنی کو بھی ساتھ ہی زندہ جلا دینا تو ابھی کل ہی کی بات ہے، بدنصیب عورت کو یہ حق حاصل نہ تھا کہ وہ دین اور دنیا کے کسی معاملے میں دخل دے اگر غلطی سے کوئی عورت ایسا کر بیٹھتی تو اسے جنگل میں رہنے کی سزا دی جاتی جو کم از کم چھ ماہ تک ہوتی۔

(تاریخ ہند، از رادھا پنڈت کشن)

ہندو مذہب میں بھی جائیداد کے اندر عورت مظلوم کے لئے کوئی حصہ نہیں خواہ والدین کی لاکھوں کی جائیداد کیوں نہ ہو وہ بروئے مذہب ایک پائی کی بھی حقدار نہیں اگر عورت کسی ظالم، بدچلن خاوند کے پلے پڑ جائے تو مذہب نے شوہر کے شکنجہ ظلم سے نجات کی کوئی تدبیر نہیں بتائی ہاں موت ہی ان میں جدائی پیدا کرا سکتی ہے۔

یہ تھی اسلام سے پہلے عورت کی معاشرے میں حیثیت اور عورت کے بارے میں یہ تھے ان لوگوں کے نظریات و عقائد جن کی تہذیب و تمدن پر آج کی مسلم عورت دل و جان سے فدا ہے اور جن کافروں کے دیدار کے بغیر اس کا نظام ہضم ہی کام نہیں کرتا اور ان ہی بھول بھلیوں میں کھو کر وہ یہ بات ہی بھول گئی کہ معاشرے میں اس کو عزت اور مقام کس نے عطا کیا اور کس نے اس کو تمام حقوق سے نوازا؟ بھول جانا تو دور کی بات جہالت کی انتہا یہاں تک ہو گئی کہ وہ شریعت جس نے اس کو فرش ذلت سے اٹھا کر تخت پر بٹھایا آج اسی شریعت کے نفاذ کے اختلاف میں یہی عورت پیش پیش ہے۔

آؤ میری ماؤں بہنو! میں آپ کو بتاؤں شریعت اسلام نے آپ کو کتنا معزز مقام عطا کیا اور دنیا کی راندہ، رسوا، حقیر، ذلیل، بے کس، بے کل، منحوس، بدنصیب عورت کو اسلام نے گلے لگا لیا اس کے تمام عیب اور خرابیاں جو اس کے ذمہ لگائی گئیں تھیں اس کی ردائے حیات سے دھو ڈالیں اسے اخلاق فاضلہ کا نہایت اجلا اور صاف لباس پہنا دیا اور معاشرے میں اسے عزت و آبرو کی وہ جگہ دی کہ مردوں کو رشک آنے لگا، عورت کے تن مردہ میں جب زندگی دوڑائی

آفتاب اسلام کی ضیاء باری سے پہلے دنیا کے ظلمت کدہ میں عورت کی زندگی کا بھیانک منظر انسان کو آتش زیرپا کر دیتا ہے

تو معلوم ہوا کہ اس کی سیاہ رات روز روشن میں تبدیل ہوگئی ہے، قرآن کی للکار نے معاشرے کو جھنجھوڑ کے رکھ دیا......

ترجمہ:......''زندہ گاڑی ہوئی پوچھی جائے گی کس گناہ کے بدلے اسے مارڈالا گیا تھا''۔

اسلام نے عورت کے قتل کی سزا بھی قتل قرار دی اسے والدین کے ترکہ میں مردوں کے ساتھ شریک کیا قرآن نے جائیداد میں عورت کے لئے حصے مقرر کئے، عورت کو بیٹی کی حیثیت سے بھی ترکہ کا وارث قرار دیا اور بیوی، ماں اور بہن کی حیثیت سے بھی وراثت دلائی، شادی کے بعد بھی اسلام نے عورت کی شخصیت کو برقرار رکھا وہ بدستور معاشرے کی ایک ممتاز اور معزز رکن ہوتی ہے، اس کی ذاتی جائیداد میں اس کے خاوند کو بغیر اس کی اجازت کے کسی قسم کے تصرف کا کوئی حق نہیں پہنچتا، عورت اپنا حق لینے کے لئے خاوند پر دعویٰ بھی کرسکتی ہے اور وہ مردوں کی طرح مدعیہ بھی بن سکتی ہے۔ اسلام نے مرد کو طلاق دینے کی ہی صرف اجازت نہیں دی بلکہ بوقت ضرورت عورت بھی بذریعہ عدالت اپنے بے لگام شوہر سے رشتہ ازدواج منقطع کراسکتی ہے یعنی اس کے لئے خلع کا قانون موجود ہے، بیوہ عورت کو نکاح ثانی کرنے کا صرف حکم نہیں دیا بلکہ خود آپؐ کی زیادہ بیویاں، بیوہ ہی تھیں، مقام غور ہے کہ اسلام نے عورت کی ان خواہشات اور اس کی عصمت و پاک دامنی کی کتنی پاس داری کی ہے۔

عورت بیٹی بھی ہوسکتی ہے بہن بھی اور ماں بھی اسلام کی روشنی میں عورت کی مختلف حیثیتیں ملاحظہ فرمائیں تاکہ صنف نازک کو یہ معلوم ہو کہ خدا کے آخری پیغام میں حضور اکرمؐ نے اس کو کون کون سا مقام دیا ہے۔ ایک شخص نے اللہ کے رسولؐ سے پوچھا کہ میرے نیک سلوک کے لائق لوگوں میں سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا تمہاری والدہ تین دفعہ پوچھنے پر آپؐ نے والدہ کا ہی ذکر کیا اور چوتھی مرتبہ والد کا ذکر کیا۔ (بخاری شریف)

غور کریں کہ والدین کے حق میں زیادہ تاکید آئی ہے اس سے عورت کی حیثیت خوب اجاگر ہوتی ہے، سیدنا کلیب بن منفعہؓ سے روایت ہے کہ میرے دادا نے رسول اللہؐ سے سوال کیا کہ میں کس کس سے حسن سلوک کروں؟ آپؐ نے فرمایا اپنی ماں سے اپنے باپ سے اپنی بہن سے اپنے بھائی سے۔ (ادب المفرد)

نبی کریمؐ نے جس طرح حسن سلوک میں ماں کے حق کو باپ کے حق پر مقدم فرمایا اسی طرح نیک سلوک اور حسن معاملہ میں بہن کو بھائی کے حق پر اولیت بخشی، آپؐ نے فرمایا کہ جس مسلمان کی تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں وہ ان سے نیک سلوک کرے اللہ اس کو جنت میں ضرور جگہ دے گا۔ (ادب المفرد)

الغرض احادیث کی کتابیں ایسی باتوں سے بھری پڑی ہیں لیکن افسوس کہ آج کی مسلمان عورت کو ان کو جاننے اور پڑھنے کی ہی فرصت نہیں اسلام سے پہلے جو عورت کی حالت اور حیثیت تھی وہ بھی آپ پڑھ چکی ہیں اور اسلام کے عورت کے متعلق احکامات بھی آپ کے سامنے مختصراً رکھ دیے گئے ہیں اب آپ خود فیصلہ کیجئے کہ

اسلام نے عورت کو ترکہ میں شریک کر کے بیوی، ماں اور بہن کی حیثیت سے وراثت دلائی

وہ شریعت جس کو آپ صرف بھلا ہی نہیں چکیں بلکہ جس کی مخالفت میں آپ آج کمر بستہ ہیں وہ آپ کی آزادی کو سلب کرتا ہے یا آپ کو آزادی کی نعمت سے نوازتا ہے؟ آیا شریعت محمدیؐ آپ کو حقوق دیتی ہے یا آپ سے چھینتی ہے؟۔

میری ماؤں بہنو! اگر کبھی قرآن کو پڑھو تو تمہیں معلوم ہو کہ خدا کا قرآن تو یہ اعلان کر رہا ہے کہ......

ترجمہ:......''مردوں پر بھی عورتوں کے اتنے ہی حقوق ہیں جتنے کہ عورتوں پر مردوں کے ہیں''۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام ہی وہ واحد دین ہے جس نے عورت کو فرش ذلت سے اٹھا کر تخت عزت پر بٹھا دیا ہے، عورتوں کا فرض ہے کہ وہ اس اسلام کو بصد جان سینے سے لگائیں اور زندگی اسلام کے نور کے سانچے میں ڈھالیں جس نے ان کی کایا پلٹ دی۔

☆☆☆☆☆

بھائی عبیدالرحمٰن شہیدؒ

قاضی حبیب اللہ جنرل سیکرٹری اہلسنت والجماعت خانپو

پولیس اہلکار فاروقی صاحب کا ڈرائیور اور ان کے ذاتی گن مین عبیدالرحمٰن بھی شہید ہوگئے ایک گن مین اسلم خان کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ ان کی تدفین مقامی قبرستان میں کی گئی ان کی یاد میں بستی چانڈیہ تھری ایل کا نام ''گلشن عبیدالرحمٰن شہید'' رکھا گیا ہے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ صفحہ نمبر 38

رکھوالا نہ رہا، خدا کی وہ زمین جو صرف خدا ہی کے لئے تھی غیروں کو دے دی گئی اور اس کے کلمہ حق و عدل کے غمگساروں اور ساتھیوں سے اس کی سطح خالی ہوگئی......

ترجمہ:......''زمین کی خشکی اور تری دونوں میں انسان کی پیدا کی ہوئی شرارتوں سے فساد پھیل گیا اور زمین کی اصلاح وفلاح غارت ہوگئی''۔ (سورۃ روم: ۴۱)

پھر آہ! تم اس کے آنے کی خوشیاں تو مناتے ہو پر اس کے ظہور کے مقصد سے غافل ہوگئے ہو اور وہ جس غرض کے لئے آیا تھا اس کے لئے تمہارے اندر کوئی ٹیس اور چبھن نہیں۔

یہ ماہ ربیع الاول اگر تمہارے لئے خوشیوں کی بہار ہے تو صرف اس لئے کہ اس مہینے میں دنیا کی خزانِ ضلالت ختم ہوئی اور کلمہ حق کا موسم ربیع شروع ہوا پھر اگر آج دنیا کی عدالت سموم ضلالت کے جھونکوں سے مرجھا گئی ہے تو اے غفلت پرستو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ بہار کی خوشیوں کی رسم تو مناتے ہو مگر خزاں کی پامالیوں پر نہیں روتے؟۔

☆☆☆☆☆

بقیہ صفحہ نمبر 42

اور احکام اسلام کے عین مطابق ہے) اگر آج مسلمان اپنا لیں تو وہ بہت سی رکاوٹیں اور حجابات ایک ایک کر کے خود بخود دور ہو جائیں گے جنہوں نے ملت میں اضطراب و مایوسی کی افسوس ناک کیفیت پیدا کردی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ہر مسلمان مرد و عورت بلکہ ہر انسان کو اپنا برا بھلا سمجھنے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے ہمیں خود سوچنا چاہئے کہ ہمارا فائدہ اور نقصان کس چیز میں ہے؟ اسلام کا کس وقت کیا تقاضا ہے؟ اور ان تقاضوں میں کون سا تقاضا بنیادی، کون سا ثانوی اور کون سا ایسا ہے جس کو خود ہمارے نفس اور میلان طبیعت نے بہت اہمیت دے دی ہے فی نفسہ وہ اس اہمیت کا مالک نہیں۔ دین کا فائدہ مسلمانوں اور اسلام کا فائدہ کن کاموں میں ہے؟ اور ہمیں اپنے ایمانی وجود کی حفاظت کے لئے کس قدر فراست و بصیرت اور کتنا آگے دیکھنے کی ضرورت ہے؟ اگر اتنا کر لیا جائے تو انشاء اللہ بنیادی الجھنیں خود بخود رفع ہو جائیں گی۔

☆☆☆☆☆

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن

مولانا سید محمد الحسنیؒ کا خاص مقالہ

اس وقت مسلمانوں کو عید میلاد کی تقریبات اور جھنڈیوں، آرائشوں اور روشنیوں پر اپنی دولت اور قوت صرف کرنے کے بجائے اپنے بچوں کے دینی مستقبل اور نئی نسل کو شرک و بت پرستی سے بچانے کے لئے صرف کرنے کی ضرورت ہے

سیرت النبیؐ کا اعجاز:

سیرت محمدیؐ ملت ابراہیمی اور ملت محمدی کی تاریخ کا ایک ایسا درخشاں عنوان ہے جس نے اس کو انسانیت کی برادری میں ایک بے مثال ولازوال مرتبہ عطا کیا ہے، اس پاک سیرت، حیات طیبہ، اسوہ حسنہ اور خلق عظیم کے جمال وکمال اور اس کی ابدیت وعمومیت کا راز اس کا اعجاز ہے اس کا ہر پہلو معجزہ، ہر رخ شاہراہ ہدایت اور اس کا ہر موڑ جادۂ منزل ہے۔

اس کی حقانیت وصداقت کے لئے بہت دور جانے اور زیادہ دقیقہ ریزی اور تلاش وجستجو کی ضرورت نہیں اس کے جس شعبہ، جس گوشہ اور جس پہلو پر نظر ڈالی جائے گی معلوم ہوگا کہ تنہا یہی شعبہ آپ کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل اور آپ کا سب سے بڑا امتیاز واعجاز ہے۔ داخلی شہادتوں کے سوا، اگر ہم خارجی دنیا پر نظر ڈالیں تو اس میں بھی ہمیں جابجا شہادتیں ملیں گی۔

وہ کون ہے جس کی یاد اتنے بڑے پیمانہ پر، اتنی عقیدت کے ساتھ، اتنی عمومیت کے ساتھ، اتنے انتظار و اشتیاق کے ساتھ منائی جاتی ہو؟ کون ہے جس پر کثرت سے اور اتنی عقیدت وعظمت کے ساتھ درود وسلام بھیجا جاتا ہو؟

جس کی سیرت، حالات اور اخلاق پر اتنا زبردست کتب خانہ بلکہ اس کے صرف آخری حج کے حالات پر ایسی عظیم وبلند پایہ کتابیں لکھیں جاچکی ہوں اور لکھی جارہی ہوں جس کے ایک ایک قول اور فعل بلکہ ایک ایک ادا، تاثر اور کیفیت کی تشریح وتفصیل میں آئمہ اسلام اور علمائے سلف نے اپنی عمریں صرف کی ہوں اور اس کے لئے اپنے سارے آرام وراحت کو ہمیشہ کے لئے تج دیا ہو۔ جس کی صداقت اور عظمت پر انسانوں کے اتنے بڑے گروہ کا ہمیشہ اتفاق و اجتماع رہا ہو۔ جس کا ذکر کروڑوں انسان دن میں پانچ مرتبہ ضرور کرتے ہوں جس کی محبت انسانوں کی اتنی بڑی تعداد کے دل میں جاگزیں اور نقش ہو، جس کے لئے نعت وسلام کا اتنا بڑا ذخیرہ تیار ہو چکا ہو کہ اگر اس کو اکٹھا کیا جائے تو پوری لائبریری تیار ہو۔ جس کے حالات وواقعات سے اتنی کثرت سے استنباط کیا گیا ہو اور اس کی روشنی میں پورا اسلامی قانون تیار کیا گیا ہو۔

جس نے زندگی کی ہر ضرورت کے لئے (خواہ وہ کیسی ہی نجی اور چھوٹی ہو) پوری وضاحت اور تفصیل کے ساتھ ہدایات دی ہوں، لشکروں کی روانگی، شاہان عالم کے نام خطوط اور بیرونی وفود سے ملاقاتوں سے لے کر نہانے، دھونے، کھانے پینے اور طہارت واستنجا کے تمام معاملات میں جس نے یکساں طریقہ پر انسانوں کی اپنے قول وعمل سے رہنمائی کی ہو۔

جس کی دعائیں نہایت مکمل، جامع اور حیرت انگیز ہوں اور زبان حال سے خود کہتی ہوں کہ ایسی دعائیں کرنے والا اور انسانی ضروریات سے ایسی واقفیت رکھنے والا آپؐ کے سوا کوئی اور نہیں ہوسکتا، غرض زندگی کا کوئی شعبہ ہو اور انسانوں کی کوئی ضرورت ہو حضورؐ کی تعلیم کا اعجاز ہر چیز سے نمایاں ہے اور اس کا ہر جزو آپ کی حیات طیبہ کا ایسا عنوان ہے جو حق وصداقت کی راہیں ہمارے سامنے کھول دیتا ہے اور شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

سیرت کا یہ اعجاز صرف مسلمانوں کے لئے نہیں دنیا کے تمام انسانوں کے لئے اور قیامت تک پیدا ہونے والی تمام نسلوں کے لئے ہے یہ آفتاب کی طرح سب پر تاباں و درخشاں اور اس سے زیادہ عالمگیر اور نفع رساں ہے لیکن ان کے لئے جن کے دل پر مہر نہیں لگ چکی اور جو دل کی بینائی سے یکسر محروم نہیں جن کے اندر فطرت انسانی کی کچھ نمود انسانیت کی کچھ رمق اور شرافت واحسان شناسی کا کچھ اثر اب بھی باقی ہے، وہ مسلمان جو دوسری قوتوں کے اثر میں آکر اپنے آقا حضورؐ کی عظمتوں سے بے خبر ہوتے جارہے ہیں اور احساس کمتری کا خواہ مخواہ شکار اور ذہنی انتشار میں گرفتار ہیں ان کو چاہئے کہ وہ پریشان خیالی اور بدحواسی میں ادھر نظر نہ ڈالیں، للچائی نظروں سے غیروں کی طرف نہ دیکھیں اس لئے کہ سراپا شفقت، سراپا رحمت اور خیر وبرکت ہستی ان کے سامنے ہے ان کے لئے یہ شرف بس ہے کہ وہ اس کی امت میں ہیں، ضرورت بس اس کی ہے کہ اس کا تھوڑا سا "پرتو" اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں اور یہ یقین رکھیں کہ اسوہ حسنہ کا ایک ہلکا سا عکس بلکہ اس کا ایک ذرہ ہماری تقدیر بدل دینے کے لئے کافی ہے اخلاص اور تجربہ شرط ہے۔

سیرت النبیؐ کے تقاضے:

ربیع الاول کا یہ مبارک مہینہ مسلمانان ہند وپاک کے لئے ایک نئے پیغام اور نئی دعوت کے ساتھ آیا ہے یہ پیغام و دعوت واضح الفاظ میں یہ ہے کہ اس وقت ہم مسلمانوں کو عید میلاد کی تقریبات اور جھنڈیوں، آرائشوں اور روشنیوں پر اپنی دولت اور قوت صرف کرنے کے بجائے اپنے بچوں کے دینی مستقبل اور نئی نسل کو شرک وبت پرستی سے بچانے کے لئے صرف کرنی چاہئے۔

اس سے بڑھ کر عجیب وغریب تضاد کوئی نہیں ہوسکتا کہ ایک طرف تو جوش محبت میں مہینہ بھر قوالیاں اور نعت خوانیاں ہوں اور دوسری طرف اپنے دین و مذہب کے بنیادی تقاضوں اور اپنے ملی مسائل سے اس طرح صرف نظر کرلیا جائے جیسے کوئی مسئلہ سرے سے موجود ہی نہیں بلکہ ان ہی تقریبوں اور ذکر رسولؐ یا نعت رسولؐ کے درمیان اگر نماز کا کوئی وقت آجائے تو شوق سماع میں اس کو آسانی کے ساتھ ضائع کردیا جائے۔ اگر قوم کا شعور زندہ اور بیدار، اور اس کی قیادت مستحکم اور پائیدار ہوتی تو حق تو یہ تھا کہ تمام

مسلمان اس مرتبہ اجتماعی فیصلہ کرلیتے کہ وہ ساری رقم جو وہ ان تقریبات پر خرچ کرتے ہیں دینی تعلیم کے مسئلہ کے حل کے لئے دے دیں گے اور جب تک یہ مسئلہ حل نہ ہوگا چین

تو پھر یہ دشواریاں معذوریاں اور تن آسانیاں ہمارا راستہ نہ روک سکتیں جو آج سنگ گراں بن کر ہمارے راستہ میں حائل ہو گئی ہیں ان مقاصد کے حصول کے لئے تو اہل حرفت واہل

اس غریب کے سامنے کی جاتی رہے اور حقیقت میں اس کے منہ میں پانی کا ایک قطرہ نہ ٹپکایا جائے...... جگر مرادآبادی نے شاید اسی موقع کے لئے کہا تھا......

اسوہ حسنہ کا ایک ہلکا سا عکس بلکہ اس کا ایک ذرہ ہماری تقدیر بدلنے کے لیے کافی ہے لیکن اخلاص اور تجربہ شرط ہے

سے نہ بیٹھیں گے۔

سیرت کی تقریب بہت مبارک اور ذکر رسولؐ کی نورانیت وبرکت میں کلام کس کو ہوسکتا ہے لیکن کیا یہ صرف ہمارے ہی لئے ضروری ہے ہمارے بچوں کے لئے نہیں جو مشرکانہ تعلیم حاصل کرکے اب نبیوں کو اوتار کہنے لگے؟ کیا یہ کافی ہے کہ سال بھر میں کچھ دن جشن منا کر ہم اطمینان سے سوجائیں اور اپنے کان اور دل ودماغ کی کھڑکی ہی بند کرلیں؟ اگر ہماری نئی نسل جس پر ملت اسلامیہ کے پورے مستقبل کا دارومدار ہے، اپنے رسولؐ کی سیرت اور تعلیمات سے بیگانہ ہو جاتی ہے تو یہ سیرت کے ایمان افروز جلسے اور ولولہ انگیز تقریریں اور یہ جشن وچراغاں آخر کس منطق، دانش مندی اور فہم وفراست کی رو سے جائز اور قوانین اشیاء کے کس قانون کے تحت درست ہوگا؟ اگر یہ مسئلہ کروڑوں روپے خرچ کرکے اور ہزاروں لاکھوں کارکنوں اور طویل و سخت جدوجہد کے بعد بھی حل ہوتا تب بھی ہم کو اس نازک اور اہم ترین مسئلہ کے لئے ایک فرد کی طرح کھڑا ہو جانا چاہئے تھا لیکن اس صورت حال میں جب کہ اس کے لئے اس قدر خطیر وکثیر سرمایہ کی ضرورت نہیں اس کی طرف سے غفلت وبے پرواہی بہت بری علامت ہے اور سخت اندیشہ کی بات ہے۔

پھر اس تعلیمی مسئلہ کے علاوہ مسلمانوں کے کتنے ملی مسائل اور کام ایسے ہیں جو ان کے ملی وجود کی بقا اور ان کی شخصیت وکردار اور ان کی دعوت وطرز زندگی کی حفاظت وبقا کے لئے بے حد ناگزیر اور ضروری ہیں لیکن ایسا نظر آرہا ہے کہ جیسے ان مسائل کا وجود صرف کاغذ پر ہو یا ان کا تعلق کسی

صنعت اور بڑے تاجروں کو کارخانے اور مل قائم کرنا چاہئے تھا اور ان کے منافع سے ان بڑے کاموں کو چلانا چاہئے تھا جس کے نہ ہونے سے مسلمان غربت ولاوارثی اور مایوسی و نیم دلی کے احساس میں مبتلا ہیں اور یہ احساس روگ کی طرح ان کے پورے اجتماعی وجود میں پھیل رہا ہے۔

سیرت رسول کا تقاضا اور پیغام نماز بھی ہے اور زکوٰۃ بھی، حج بھی اور روزہ بھی، تبلیغ دین بھی اور غریبوں کی مدد بھی، یتیموں کی اعانت بھی لیکن کم ازکم یہ تو نہ بھولنا چاہئے کہ اس کا پیغام قربانی وایثار بھی ہے دین کی راہ میں اور دین کے دوسرے تقاضوں کے لئے اپنی جان ومال نثار کرنا بھی ہے، نہ ختم ہونے والی کوشش اور بے عذر خدمت واطاعت کا جذبہ بھی ہے۔

چند یتیموں کی اعانت وسرپرستی یقیناً بجا ہے (اگرچہ افسوس ہے کہ اس سے بھی اب غفلت بڑھ رہی ہے) لیکن جب پوری قوم کی حالت ایک یتیم سی ہوگئی ہو تو اس وقت اس کی طرف توجہ کرنا بھی اور رسول اللہ ﷺ کی امت کے لئے اپنا مال خرچ کرنا اپنے دنوں کا آرام اور راتوں کی نیند حرام کرلینا اور اس کے لئے بے قرار وبے چین رہنا بھی سیرت رسولؐ ہی کا پیغام اور اسی کا کردار ہے۔

اہل میلاد مجھے معاف کریں لیکن سچی بات یہ ہے کہ عام طور پر ان تقریبوں اور محفلوں اور بے مقصد وپیشہ وارانہ تقریروں کی مثال ایسی ہی ہے کہ جیسے کوئی پیاسا آدمی شدت پیاس سے دم توڑ رہا ہو اور ہم اس کے منہ میں پانی کے چند قطرات ٹپکانے کے بجائے اس کے سامنے پانی کے فضائل ومناقب کا پورا دفتر کھول دیں اور یہ ثابت کرنے کی

واعظ کا ہر اک ارشاد بجا، تقریر بہت دلچسپ مگر
آنکھوں میں سرور عشق نہیں، چہرہ پہ یقیں کا نور نہیں

ہمیں چاہئے کہ ہم ان کاموں کو بھی سیرت رسولؐ ہی کی خدمت سمجھیں اور یہ محسوس کریں کہ ان کا تعلق براہ راست سیرت محمدیؐ سے ہے اور عین اس کی تعلیم کے مطابق ہیں سیاست یا پارٹی بندی کا کام سمجھ کر اس سے غفلت یا اس کو دینی لحاظ سے کمتر سمجھنا بڑی نادانی ہوگی۔

آج اس پیغام کی عملی تطبیق کی ضرورت ہے محض خوش بیانی یا زبانی وظیفہ اس کے لئے نہ آج کافی ہے نہ کسی اور زمانہ میں کافی تھا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور دیگر اصحاب رسول بھی اس پر عمل پیرا تھے اور آج کے مسلمان بھی اس پر عمل کئے بغیر ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتے اس کے ایک چھوٹے سے چھوٹے جزو پر عمل ان ہزاروں تقریروں تحریروں اور جلسے جلوسوں پر بھاری ہے جن میں عمل کا جذبہ مفقود اور نیت تک درست نہ ہو، ہمارا مقصد کسی متعین چیز پر وکالت کرنا اور کسی قسم کی حسن طلب نہیں، ہم یہ نہیں کہتے کہ فلاں کام چھوڑیے، فلاں کام اختیار کیجئے ہم یہ کہتے ہیں کہ نئی نسل کی حفاظت اور مسلمانوں کی زندگی و وجود کے استحقاق کے لئے جو شرائط سنت اللہ اور قرآن وحدیث، تاریخ اسلام اور ہمارے ماضی وحال کے تجربات اور مشاہدات سے ہمیں معلوم ہیں ان کو اپنی زندگی کے ڈھانچہ میں وہی اہمیت دینی چاہئے جس کے وہ مستحق ہیں، بعض وقت کھانے کھلانے میں بہت مزہ آتا ہے لیکن شریعت کا تقاضا اور انسان کی خیر وفلاح کسی دوسری چیز میں مضمر ہوتی ہے لیکن آدمی کا علاج اور روحانی فائدہ مضمر

اصحابِ رسولؐ سیرتِ محمدی پر عمل پیرا تھے آج کے مسلمان بھی اس پر عمل کئے بغیر ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتے

دوسری قوم سے ہو۔ ہندوپاک کے ہر بڑے شہر میں الحمدللہ ایسے متعدد مسلمان تاجر اور کارخانہ دار موجود ہیں جو ان منصوبوں اور کاموں میں سے ایک ایک منصوبہ کے اخراجات تن تنہا برداشت کرسکتے ہیں لیکن......

ترا ہی جی نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں

اگر کچھ کرنے کا جذبہ، غیرت وحمیت کا احساس ایمان کے تقاضوں کا پورا اثر اور رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت ہوتی

کوشش کرنے لگیں کہ تیرا یہ حال درحقیقت پانی سے غفلت برتنے اور اس کے چشمہ اور مرکز سے دور ہو جانے کی وجہ سے ہوا ہے اور پانی پینے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ تو اس پانی کی اہمیت سمجھے اور یہ محسوس کرے کہ یہ تیرے وجود اور زندگی کے لئے کتنا ضروری ہے اور اس آب حیات نے کیسے کیسے مردہ تنوں میں روح تازہ پھونک دی ہے اس کا ایک قطرہ ذریعہ حیات اور اس کا ایک جرعہ معجزہ پیدا کرسکتا ہے یہ ساری تقریر

ہوتا ہے صدقہ وخیرات میں اگر سرمایہ دار انفاق فی سبیل اللہ چھوڑ کر نوافل واوراد پر اکتفا کرلیں اور غرباء متوسط الحال لوگ اذکار وعبادات چھوڑ کر محض داد ودہش پر اتر آئیں تو اسلامی معاشرہ کا نظام ہی نہیں چل سکتا۔

مالک الملک کی اتباع اور اس کی تابعداری ہر ایک بندہ کا فرض منصبی ہے اور بس، یہ نقطہ نظر (جو شریعت کی روح

باقی صفحہ نمبر 40

CamScanner

مطالعہ سیرت النبیؐ کی اہمیت

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ

معروف مذہبی سکالر سابق وفاقی وزیر و سابق چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل کے مقالہ جات ''محاضرات سیرۃ'' کی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔ یہ مضمون افادہ عام کے لیے شکریہ کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔(ادارہ)

سب سے پہلی حقیقت یہ ہے کہ حضور کی سیرت مبارکہ کا ہر پہلو، آپ کی زندگی کا ہر گوشہ اور آپ کی سنت اور طرز عمل کا ہر ذرہ اور ہر شمہ مکمل طور پر اس طرح محفوظ ہے کہ ہزار ہا لوگوں نے اس کو دیکھا، سینکڑوں نے اس کو قلمبند کیا، یاد کیا اور انتہائی اعتماد، ذمہ داری اور دیانت کے ساتھ اسے آئندہ آنے والی نسل یعنی تابعین تک پہنچایا۔ پھر ان ہزاروں تابعین میں سے سینکڑوں تابعین نے اس کو قلمبند کیا سینکڑوں نے اس کو یاد کیا اور اسی اعتماد، محبت، دیانت داری اور جذبہ اشتیاق سے اس کو آئندہ نسل تک پہنچایا۔ تابعین اور تبع تابعین کے دور سے یہ سارا ذخیرہ جو پہلے ہی زبانی یاد بھی کیا جا چکا تھا اور ضبط تحریر میں بھی لایا جا چکا تھا باقاعدہ مدوّن اور کتابی صورت میں مرتب کر لیا گیا، صحابہ کرامؓ نے جو ذخیرہ تابعین تک پہنچایا تھا اور تابعین نے جس طرح اس کو قلم بند کیا تھا اس کا بڑا حصہ آج ہمارے سامنے موجود ہے۔

دوسری حقیقت میں نے یہ پیش کی تھی کہ سیرت مبارکہ کے بارے میں جو کچھ معلومات اس وقت موجود ہیں ان کا بہت بڑا حصہ، ان کا بنیادی حصہ اور ان سے متعلق معلومات کا اساسی حصہ قطعی اور یقینی طور پر محفوظ ہے……

قرآن مجید اور سنت ثابتہ کی حامل کتابوں کے ذریعے، صحاح ستہ اور حدیث کی دوسری مستند کتابوں کے ذریعے وہ ہم تک پہنچا ہے، واقعات سیرت کے جس تفصیلاتی اور فروعی حصہ کے بارے میں بعض احتیاط پسند مسلمان اہل علم تحفظات رکھتے ہیں یعنی وہ فروعی امور جن کی بنیاد مورخین کی دی ہوئی تفصیلات اور بعض دوسرے حضرات کی جمع کی ہوئی معلومات پر ہے وہ سیرت النبیؐ کی کسی اساسی پہلو پر اثر انداز نہیں ہوتے، اگر یہ ساری معلومات موجود نہ بھی ہوتیں تو بھی سیرت النبیؐ پر کوئی فرق نہ پڑتا، سیرت النبیؐ کے تمام واقعات، اس کے تمام احکام، اس کی تمام اساسات، قرآن مجید کے علاوہ کتب حدیث کی مستند ترین کتابوں میں محفوظ ہیں ان سے جو احکام نکلتے ہیں، ان سے جو رہنمائی ہمارے سامنے آتی ہے وہ فقہائے اسلام نے پہلی صدی کے اواخر سے مرتب کرنا شروع کر دی تھی دوسری صدی ہجری کے اوائل میں بڑے بڑے اور جید فقہائے اسلام نے ان تمام احکام کو مجموعوں کی شکل میں محفوظ کر دیا تھا ان میں سے بہت سے مجموعے آج بھی ہمارے پاس موجود ہیں، اس لئے مسلمانوں کو انتہائی اعتماد، انتہائی بصیرت اور احساس افتخار کے ساتھ اور اعتماد وافتخار اور بصیرت کے ساتھ ساتھ اللہ کے حضور احساس تشکر اور امتنان کے ساتھ اس پورے ذخیرے پر مکمل اطمینان قلبی کے ساتھ اعتماد کرنا چاہئے۔

یہ ذخیرہ مذاہب کی تاریخ میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے مذاہب کی تاریخ میں کسی اور شخصیت، دوسری تہذیبوں کی تاریخ میں کسی اور قائد یا رہنما کے بارے میں اتنے تیقن کے ساتھ اتنی تفصیلی معلومات دستیاب نہیں ہیں، یہ وہ چیز ہے جس کو خود مغربی مصنفین نے بھی تسلیم کیا ہے۔

تیسری اہم حقیقت جو اس گفتگو میں ہمارے سامنے آئی وہ یہ تھی کہ رسول اللہؐ نے جس امت کی تشکیل کی بنیادیں ڈالی تھیں وہ امت آج تک تسلسل کے ساتھ چلی آ رہی ہے، امت مسلمہ میں کمزوریاں پیدا ہوئی ہیں اس سے کوئی اختلاف نہیں کر سکتا لیکن اس حقیقت واقعہ سے بھی کوئی اختلاف نہیں کر سکتا کہ جس اساس پر حضورؐ امت مسلمہ کو قائم فرما کر گئے تھے امت مسلمہ میں وہ اساسات بڑی حد تک موجود ہیں،

ایک اور اہم حقیقت جو گزشتہ گیارہ روز کی گفتگو سے ہمارے سامنے آئی وہ یہ تھی کہ مسلمانوں پر ان کی چودہ سو ستائیس سالہ تاریخ کے کسی بھی دور میں کوئی دن ایسا نہیں گزرا، ان چودہ صدیوں میں کوئی پوری صدی تو در کنار، کسی صدی کا ایک عشرہ، کسی عشرہ کا کوئی ایک سال، کسی ایک سال کا کوئی ایک مہینہ ایسا نہیں گزرا کہ دنیائے اسلام کے کسی نہ کسی گوشہ میں مسلمان سیرت اور سنت کے ذخائر سے اعتنا نہ کر رہے ہوں یا سنت رسولؐ کے بارے میں پڑھنے پڑھانے اور درس و تدریس کا کام جاری نہ ہو، یہ کام اتنے تسلسل اور تواتر سے ہوا ہے کہ خود برصغیر جیسے علاقے میں جہاں ابتدائی صدیوں میں خاصی کوتاہیاں ہوئی ہیں گزشتہ دو صدیوں میں ہزار ہا کتابیں لکھی جا چکی ہیں ان ہزار ہا کتابوں میں سینکڑوں کتابیں اس کی مستحق ہیں کہ ان کا الگ الگ تفصیل سے جائزہ لیا جائے پھر یہ تو وہ کتابیں ہیں جو مصنفین نے بطور سیرت کی کتابوں کے تصنیف کی ہیں جو مقالات کے مجموعے، رسائل میں شائع ہونے والے مضامین اخبارات میں نکلنے والی تحریریں اگر جمع کی جائیں تو اس کام کے لئے ایک پورے دفتر کی ضرورت ہوگی یہ گزشتہ گیارہ دنوں میں ہونے والی گفتگو کا خلاصہ تھا۔

آج کی گفتگو میں چار بنیادی باتیں عرض کرنی ہیں پہلی بات یہ کہ حضورؐ کی ذات رسالت مآبؐ کے حوالے سے ہماری اور آپ کی ذمہ داریاں کیا ہیں، جو قوم جتنی بڑی امانت کی حامل ہوتی ہے اتنی ہی بڑی ذمہ داری کی حامل بھی ہوتی ہے، جتنا بڑا منصب ہو، اتنی ہی بڑی ذمہ داری بھی ہوتی ہے اگر منصب خیرالامم کا ہے تو ذمہ داری بھی اسی کے حساب سے ہوگی۔

دوسری بات آج کی گفتگو میں یہ دیکھنی ہے کہ علم سیرت کے حوالے سے اہل مغرب کا اس وقت کیا رویہ ہے، دنیائے مغرب میں سیرت کے حوالہ سے کیا کام ہو رہا ہے، سیرت کے باب میں بنیادی باتیں کیا کہی جا رہی ہیں اور ہمیں اس سلسلہ میں کیا کرنا چاہئے؟

تیسری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اہل مغرب

نبی کریمؐ کی ذات مبارک کے حوالے سے ہماری اور آپ کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟
اور جو قوم جتنی بڑی امانت کی حامل ہوتی ہے اتنی ہی ذمہ داری کی حامل بھی ہوتی ہے

سے قطع نظر خود مسلمان اہل علم اور مسلمان دانشوروں کو اور مسلمانوں کے پڑھے لکھے طبقے کو سیرت کے باب میں کئی اہم امور اور ضروریات کو محسوس کرنا چاہئے اور ان کے بارہ میں کیا کچھ کرنا چاہئے، کن کن جہتوں میں کام کرنے کی ضرورت ہے اور کون سے ایسے موضوعات ہیں جو ابھی تشنہ تحقیق ہیں۔

ذمہ داریوں کے حوالہ سے ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ امت کی اساس توحید کی بنیاد پر قائم نہیں ہوتی بلکہ رسالت کی بنیاد پر قائم ہوتی ہے، توحید کے علمبردار یہودی بھی اپنے کو کہتے ہیں، توحید کے علمبردار ماضی میں بھی بہت رہے ہیں لیکن جو چیز رسول اللہ ﷺ کی امت کو یہودیوں اور دوسرے مدعیان توحید سے ممتاز کرتی ہے وہ حضورؐ کی ذات مبارکہ پر ایمان اور توحید کی اس تعلیم اور ان تفصیلات کے ساتھ ایمان ہے جو حضورؐ کی نے بیان فرمائی ہیں، جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہاں یہودی موجود تھے وہ توحید پر ایمان رکھتے تھے وہ کسی شرک میں مبتلا نہیں تھے ان میں بت پرستی کا بھی کوئی رجحان نہیں تھا بلکہ توحید کے بارے میں بڑی حد تک وہ انہی عقائد پر قائم تھے جو یہودیوں میں روز اول سے چلے آرہے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے انہیں (من دون المومنین، یعنی مسلمانوں سے الگ) ایک امت قرار دیا، ان کو مسلمانوں کے علاوہ ایک مستقل بالذات امت قرار دیا مسلمانوں کا جز قرار نہیں دیا اس لئے کہ امت مسلمہ میں شمولیت کے لئے توحید کے ساتھ ساتھ اور حضورؐ کی اس تعلیم کے ساتھ ساتھ جو آپؐ نے توحید کے بارے میں دی، خود حضورؐ کی ذات بابرکات اور آپؐ کی رسالت اور نبوت پر ایمان شرط ہے اب اگر امت کی اساس حضورؐ کی ذات مبارکہ پر ایمان ہے تو آپؐ کی ذات سے وابستگی مضبوط بنانے کے لئے امت کو کیا کرنا چاہئے؟

اہل مغرب نے سیرت کے بارے میں گزشتہ دو سو سال کے دوران جو لکھا ہے اس کا ہم نے ان گیارہ دنوں میں ایک سرسری جائزہ لیا لیکن اگر استشراق کی پوری تاریخ سامنے ہو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایک کر کے مغربی مستشرق اور دانشور اسلام کی بنیادوں کو ہدف بناتے رہے ہیں یہاں ان حضرات کو شامل نہیں کرتا جنہوں نے خالص جذبے سے مثبت تحقیقی کام کیا اور جن کے مثبت کام کا اعتراف ہر مسلمان کو کرنا چاہئے، یہاں اہل استشراق کا وہ بدنصیب گروہ موضوع گفتگو ہے جو پوری زندگی اس ماحول میں گزارنے کے باوجود، پوری زندگی قرآن وسنت کی ورق گردانی کے باوجود، پوری زندگی سیرت کے ذخائر پڑھنے اور پڑھانے کے باوجود اس سے اثر پذیر نہ ہوا جس کے دل تک اس نور کی روشنی نہیں پہنچی وہ بدنصیب مراد ہیں۔

صحابہ کرامؓ میں عام دنیاداروں کے سے محرکات تلاش کرنے کی لاحاصل سعی کرنا خود اور قوم کو گمراہ کرنے کے مترادف ہے

ایک زمانہ تھا کہ انہوں نے ذات رسالت مآبؐ پر اخلاقی حملے کئے، کوئی مسلمان ان گستاخیوں کو نہ دہرا سکتا ہے اور نہ ان کی کوئی مثال بیان کر سکتا ہے ان سب کا مقدور بھر جواب دینے کی کوشش کی جاتی رہی، لیکن اس کے باوجود کئی سو سال تک گستاخیوں کا یہ سلسلہ جاری رہا بعد میں انہوں نے خود ہی اس کو بے نتیجہ سمجھ کر چھوڑ دیا شاید ایک مسلمان بھی ایسا نہیں نکلا جس نے ان کتابوں یا تحریروں کے نتیجے میں ذات رسالت مآبؐ سے وابستگی چھوڑ دی ہو یا اس کے دل میں آپؐ کی ذات مبارکہ سے عقیدت میں کمی آئی ہو۔

قرآن پاک پر ناکام توجہ دینے کے بعد انہوں نے حدیث پر توجہ دینی شروع کردی، فقہ پر اعتراضات ہوئے آج کل مستشرقین کے ہاں ایک عام رجحان یہ ہے کہ اب اسلام میں اچھائیوں کا اعتراف تو کیا جانے لگا ہے لیکن دو اعتبارات سے ایک تو یہ جو اچھائیاں تھیں وہ اسلام میں کسی سابقہ دور میں تھیں۔

(The Magesty That Was Islam) کے نام سے ایک بڑے مستشرق نے کتاب لکھی کہ وہ عظمت جو اسلام کی شکل میں تھی یعنی وہ ماضی کا ایک قصہ پارینہ تھا اب نہیں ہے اس لئے کہ ماضی کی چیز کا اعتراف کرنے میں فوری طور پر کوئی نقصان نہیں ہوتا اس لیے اب ماضی کے حوالے سے بعض خوبیوں اور یورپ پر اسلام کے احسانات کا اعتراف کرنے لگے ہیں دوسری چیز یہ کہ اگر اسلام میں کوئی اچھائی ہے تو وہ ہم سے ماخوذ ہے، اسلامی قانون میں بہت ارتقاء ہوا تو وہ رومن لا سے ماخوذ ہے، مذہبیات میں ہوا تو وہ عیسائی مذہب سے ماخوذ ہے، تہذیب وتمدن میں ہوا ہے تو وہ ایران اور روما سے ماخوذ ہے، مسلمانوں کے پاس کوئی چیز اپنی نہیں ہے جو کچھ ہے وہ باہر سے حاصل ہوا ہے۔

تاریخ اسلام کے بارہ میں مستشرقین کی تحریروں سے جو بے شمار غلط فہمیاں پھیلی ہیں ان کا ایک مجموعی نتیجہ یہ نکلا ہے کہ عام تعلیم یافتہ (مغرب زدہ) طبقہ میں اسلامی تاریخ پر سے اعتماد روز بروز کم ہوتا جارہا ہے۔ جو لوگ مغربی مآخذ سے اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں وہ مسلمانوں کے پورے چودہ سو سالہ دور کو لوٹ مار اور قتل وغارت اور اسلام سے مسلسل اور اجتماعی انحراف کا دور سمجھتے ہیں ان کی نظر میں اسلام کا معیاری اور مثالی نظام (جس کو بہت سے محض عقیدتاً اور روایتاً ہی معیاری اور مثالی مانتے ہیں) محض چند سال چلا اور بعد کی ساری صدیاں اسلام کی نہیں، اسلام سے انحراف کی تاریخ ہے، یہ عقیدہ صرف اسلام کے بارہ میں بے اعتقادی اور بے یقینی پیدا نہیں کرتا بلکہ خود ذات رسالت مآبؐ اور آپؐ کے عالی مقام جانشینوں کی کارکردگی کے بارہ میں منفی تاثر کو جنم دیتا ہے، سیرت وپیغام رسولؐ کی معنویت، اثر خیزی اور دوام کو عامۃ الناس کے ذہن نشین کرنے کے لئے تاریخ اسلام کی نئی تدوین بھی ناگزیر ہے۔ یہ ایک عجیب اور افسوسناک امر ہے کہ بہت سے مغربی اہل علم اور مستشرقین بے جھجک صحابہ کرامؓ، تابعین اور دوسرے اکابر اسلام کی نیتوں پر حملے کرتے ہیں ان کے اندرونی عزائم اور محرکات تک کا علم رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں، ان کی مادی اور دنیوی خواہشات کو ان کی تمام علمی اور دینی کاوشوں کا سرچشمہ قرار دیتے ہیں، ان کی تمام "تحقیقات" اسی نقطہ کے گرد گھومتی ہیں، لیکن اگر ہم اہل مشرق میں سے کوئی ان کی نیتوں اور عزائم کے بارہ میں (جن کو وہ خود چھپانے کی ذرا کوشش نہیں کرتے) اظہار خیال کریں تو ہمارے اپنے "محققین" تک کو ناگوار ہوتا ہے اور وہ اس کو معروضی اور مقصدی تحقیق کے تقاضوں کے خلاف قرار دے کر اس پر چیں بہ جبیں ہوتے ہیں۔

اس ماحول اور اس ذہنی رویہ کی موجودگی میں علمی جواب جتنا بھی دلائل اور معقولیت سے دیا جائے گا وہ بے اثر ہی رہے گا، اگر پہلے سے یہ بدگمانی اور بدنیتی بیٹھی ہو اور صحابہ کرامؓ میں دنیاداروں کی طرح کے محرکات تلاش کرنے کے لئے کوئی پہلے ہی سے بھرا بیٹھا ہو، تو اس طرح کے محرکات تو ہر شخص کی ذات اور ہر شخص کے ارادوں میں شامل کئے جا سکتے ہیں یہ وہ صورت حال ہے جس کا ایک ہی ہدف معلوم ہوتا ہے اس کے علاوہ کوئی اور ہدف نہیں ہو سکتا، وہ ہدف یہ ہے کہ مسلمانوں میں ذات رسالت مآبؐ کے ساتھ جو وابستگی موجود ہے اس کو کمزور کیا جائے اس وابستگی کی علمی بنیادوں کے بارے میں شکوک وشبہات پھیلا دیئے جائیں

تاکہ مسلمان ایک ایک کر کے اس لڑی سے نکلتے جائیں جس میں ان کو پرو دیا گیا ہے۔

اس وابستگی کو کمزور کرنے کے لئے ہمارے ہاں بھی بہت سے عناصر موجود ہیں خود علم کی کمی ایک بہت بڑا سبب یا عنصر ہے اس کی وجہ سے ان کوششوں کو اپنے اثرات پیدا کرنے کا موقع ملتا ہے، سیرت کے بارے میں بعض بنیادی معلومات کی کمی ہے، سنت کے بارے میں بعض بنیادی حقائق سے متعلق انتہائی ضروری باتوں کے بارے میں واقفیت عام نہیں ہے۔ قرآن پاک کے معانی اور مطالب کے بارے میں بعض بنیادی امور لوگوں کے علم میں نہیں ہیں، اس کے مقابلہ میں مغربی اثرات سے جو چیزیں آ رہی ہیں وہ کتابوں کے ذریعے، صحافت اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے لحہ بہ لحہ لوگوں کے دماغوں میں اتر رہی ہیں لوگ اس کو سن بھی رہے ہیں، پڑھ بھی رہے ہیں اور دیکھ بھی رہے ہیں اس کے مقابلہ میں جو چیز مسلمانوں کے پاس ایک دفاعی لائن کی حیثیت رکھتی تھی وہ سیرت رسولؐ سے وابستگی، علم کی بنیاد پر اور ذات رسالت مآبؐ سے گہری وابستگی کی بنیاد پر تھی جو خاصی کمزور ہو چکی ہے اور دن بدن تیزی سے مزید کمزور بلکہ ناپید ہوتی جا رہی ہے اس لئے ہماری سب سے پہلی ذمہ داری علم کی اس کمی کو دور کرنا ہے جو ذات رسالت مآبؐ، آپؐ کی سیرت، آپؐ کی سنت اور آپؐ کی لائی ہوئی کتاب کے بارے میں پائی جاتی ہے۔

دوسرا بڑا سبب یا عامل وہ لامذہبیت اور سیکولرزم ہے جس کا فروغ مغربی دنیا اپنا فریضہ سمجھتی ہے، مغربی دنیا نے ایک طویل عرصہ کی جدوجہد کے بعد سیکولرزم کے ہدف کو حاصل کیا ہے سیکولرزم کے ظہور کے اسباب اور اس کے آغاز وارتقاء کی تاریخ بیان کرنے کا یہ موقع نہیں ہے لیکن ایک غیر معمولی نشیب وفراز سے گزرنے کے بعد اور اہل مذہب کے ہاتھوں لاتعداد مظالم اٹھانے کے بعد اہل مغرب نے واحد راہ عافیت یہی سمجھی کہ مذہب کے لبادے کو اتار پھینکیں، مذہب کی جو شکل ان کے ہاں مروج تھی وہ دنیاوی معاملات میں رہنمائی دینے کے قابل نہیں تھی، ان کے ہاں مذہب کا استحصال صرف ایک طبقہ کی بالادستی کے لئے کیا گیا وہ طبقہ کم وبیش ایک ہزار برس تک انسانوں کی گردنوں پر مسلط رہا اس طبقہ کی غلامی سے نکلنے کے لئے ان کو اہل مذہب کے خلاف بغاوت کرنی پڑی، اس بغاوت کے نتیجے میں: مذہب اور اجتماعی زندگی الگ الگ ہو گئے اب وہ یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا میں جہاں بھی مذہب کے نام پر کوئی اجتماعی نظم

دنیائے اسلام کا نہ وہ پس منظر ہے جو اہل مغرب کا تھا نہ ہی ہمارا کوئی دور، دور تاریک ہے لیکن ہمارے تعلیم یافتہ طبقہ کے بہت سے لوگوں کا ذہن ضرور تاریک ہے

قائم کیا جائے گا تو وہ اسی نمونے کا ہو گا جس نمونے کا ان کے ہاں قائم تھا ان کے خیال میں جب دین کی بنیاد پر قوانین بنائے جائیں گے تو وہ اسی انداز کے قوانین [illegible] جس انداز کے مغرب میں بنائے گئے جن کو زبردستی نافذ کرنے کے لئے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں انسانوں کا خون بہایا گیا۔

دنیا اسلام کا نہ یہ پس منظر ہے نہ یہاں وہ صورت حال ہے جو مغرب کے دور تاریک میں پیدا ہوئی، نہ ہمارا کوئی دور الحمدللہ دور تاریک ہے لیکن آج ہمارے تعلیم یافتہ طبقہ کے بہت سے لوگوں کے ذہن ضرور تاریک ہیں ان میں علم وہنر کا لوازمہ تو بہت بھر دیا گیا ہے، دین واخلاقیات اور روحانیات کی روشنی سے وہ البتہ محروم ہیں، اپنی تاریخ اور ثقافت وروایت سے ناواقفی کی وجہ سے وہ مغرب کی لااخلاقی اور لاروحانی اقدار سے متاثر ہو رہے ہیں، سیکولر معاشرت دنیائے اسلام میں علم کی کمی کی وجہ سے مقبول ہو رہی ہے دینی پابندیوں سے جو لوگ نالاں ہیں وہ اس صورت حال کا خیر مقدم کرتے ہیں ان کو یہ منظر بہت پسند آتا ہے کہ مذہب سے برائے نام وابستگی بھی برقرار رہے اور مذہب کے دائرے کو گھر اور مسجد تک محدود کر دیا جائے، مذہب کے دائرے کو محدود کر کے زندگی کے باقی گوشوں سے نکال دیا جائے اخلاق اور روحانیات کو ملک بدر کیا جائے اور اس کو چند عمارتوں یا عبادت گاہوں میں محدود کر دیا جائے، جیسے جیسے یہ ہوتا جائے گا، رسول اللہؐ کی سیرت مسلمانوں کے لئے بے معنی ہوتی جائے گی، حضورؐ کی سیرت کا تو بنیادی سبق فی الدنیا حسنہ وفی الآخرۃ حسنہ ہے، اگر دنیاوی حسنہ دین کی رہنمائی سے خارج ہے تو رسول اللہؐ کی تعلیم کا دو تہائی تو irrelevant ہو جاتا ہے۔

اگر مذہب اسلام کو صرف عمارتوں اور عبادت گاہوں تک محدود کر دیا جائے تو نبی کریمؐ کی تعلیم کا دو تہائی سے زیادہ حصہ (نعوذ باللہ) بے فائدہ ہو جائے گا

پھر مختلف علوم وفنون کی شکل میں، سوشل سائنسز اور ہیومینٹیز کی شکل میں جو عام مغربی گمراہیاں وقتاً فوقتاً پیدا ہوتی رہی ہیں وہ گمراہیاں مسلمانوں میں بھی آئے دن پیدا ہو رہی ہیں، مسلمان ان سے متاثر ہو رہے ہیں اور ان عقائد اور نظریات کو دہراتے رہتے ہیں جو مغرب میں ایک طویل عرصہ سے گمراہیوں کا ذریعہ بن رہے ہیں ذرائع علم کے بارے میں جو مغربی تصور ہے وہ مسلمانوں کے ذہنوں پر اثر انداز ہو رہا ہے۔ جیسے جیسے ذہن مسموم ہوتے جائیں گے، حضورؐ کی ہدایت اور رہنمائی مسلمانوں کے لئے بے معنی ہوتی جائے گی یا اس کی معنویت گھٹتی چلی جائے گی۔

ان ساری باتوں کے باوجود اہل مغرب کو شاید یہ اندازہ ہو چکا ہے کہ حضورؐ کی ذات سے مسلمانوں کی وابستگی اتنی گہری اور مضبوط ہے کہ اس طرح کی جزوی کاوشوں سے اس کو کم کرنا یا ختم کرنا بڑا دشوار ہے اس لئے وقتاً فوقتاً یہ توہین کے واقعات کا ارتکاب جان بوجھ کر کیا جاتا ہے، کبھی فضول کتابیں لکھوائی جاتی ہیں، کبھی کارٹون چھاپے جاتے ہیں یہ سب مظاہر جان بوجھ کر ایک ایک کر کے پیش کئے جاتے ہیں تاکہ مسلمانوں کے دل میں جذبہ ٹھنڈا پڑ جائے اور آہستہ آہستہ لوگ ان چیزوں کو دیکھنے کے عادی ہو جائیں، برائی اگر بار بار ہوتی رہے تو لوگوں کی نظروں میں پھر وہ برائی نہیں رہتی۔

اس سب کے ساتھ ساتھ گزشتہ دو سو برس سے یہ کام بھی ہو رہا ہے کہ مسلمانوں کی توجہات کو ایسے غیر عملی مسائل میں الجھا دیا جائے جو مسلمانوں کو تقسیم در تقسیم بھی کرتے رہیں اور اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی قوت عمل کو بھی ختم کرتے رہیں، میں نے عرض کیا تھا کہ سیرت کے بارے میں بعض ایسے سوالات جو مسلمانوں میں کبھی نہیں اٹھے تھے، انیسویں صدی میں اٹھے، انیسویں صدی میں کیا نئی بات ہوئی تھی، انیسویں صدی میں ہی وہ مسائل کیوں اٹھائے گئے؟ وجہ صرف ایک ہی سمجھ میں آتی ہے یہ مسائل مسلمانوں میں اس لئے اٹھ سکے کہ ہندوستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی حاکم ہو گئی تھی۔ اس لئے اٹھ سکے کہ عیسائی پادریوں کا ایک سیلاب آ گیا تھا، اس لئے اٹھے کہ ہندوؤں میں سے بہت سے طبقات کو انگریزوں نے کھڑا کر کے اس کام پر مامور کر دیا تھا کہ مسلمانوں کے عقائد پر حملے کریں، یہ آریہ سماجی اور برہمو سماجی از خود کھڑے نہیں ہوئے تھے یہ کسی ہدف کی خاطر کھڑے کر دیئے گئے تھے، یہ مسلمانوں پر حملے کرنے پر انیسویں صدی ہی میں کیوں آمادہ ہوئے اس لئے کہ کسی نے ان کو آمادہ کیا تھا ورنہ یہ حملے بہت پہلے بھی ہو سکتے تھے، مسلمانوں پر دور زوال کئی بار آیا، برصغیر میں کئی بار

CamScanner

مسلمان سیاسی طور پر کمزور ہوئے اور کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ مسلمانوں کی حکومت یہاں ختم ہوتے ہوتے رہ گئی لیکن کبھی اس طرح کی تحریکات اور اعتراضات نہیں اٹھائے گئے جو انگریزوں کے آنے کے بعد اٹھائے گئے اس لئے قوی امکان یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب واقعات اور مظاہر ایک منصوبے کا حصہ تھے جو حضورؐ کے ساتھ مسلمانوں کی وابستگی کمزور کرنے کے لئے شروع کیا گیا تھا۔

ان حالات میں کرنے کا بنیادی کام علم سیرت کا فروغ، علم سنت سے واقفیت اور قرآن مجید سے تعلق کو مضبوط بنانے کے علاوہ کچھ اور ہو ہی نہیں سکتے، اس صورت حال کا اس ایک کے علاوہ کوئی جواب ہے ہی نہیں، قوت سے آپ ان کو روک نہیں سکتے، وسائل میں ہم ان سے کم ہیں ان کے وسائل ہم سے زیادہ ہیں، مسلمان مغربی میڈیا کی آئی ہوئی باتوں کو قبول کرتے ہیں غیر مغربی میڈیا سے آئی ہوئی باتوں کو قبول نہیں کرتے یہ عام مسلمانوں کا رویہ ہے، ہمارے حاکم اور با اثر طبقہ کی نظر میں جنگ اور نوائے وقت میں جو بات چھپتی ہے وہ جھوٹ ہے ڈان میں جو چھپتی ہے وہ سچ ہے اور جو نیویارک ٹائمز میں چھپتی ہے وہ تو سچائی کا اعلیٰ ترین معیار ہے یہ ایک افسوس ناک امر واقعہ ہے کہ اب بھی جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں کی نظر میں حق و صداقت کا معیار ہے عام مسلمان کا اب دنیا بھر میں یہی رویہ ہے۔

پھر لا مذہبیت کو جو فروغ دیا جا رہا ہے اس پر بھی غور کرنا چاہئے کہ اس کے اسباب کیا ہیں اس تحریک کو کون چلا رہا ہے اس تحریک کو آگے بڑھانے میں کون کون لوگ ذمہ دار ہیں؟ میرے خیال میں اس کے بہت سے اسباب ہیں جن کی تفصیل میں ابھی نہیں جاتا لیکن امت کو بحیثیت مجموعی اور اہل پاکستان کو خاص طور پر غور کرنا چاہئے کہ دنیا میں سیکولرزم کو جو فروغ دیا جا رہا ہے یہ کیوں دیا جا رہا ہے، پاکستان میں اگر کچھ لوگ سیکولرزم کے علمبردار بنے ہوئے ہیں اور زور و شور سے ایک لا مذہبی نظام قائم کرنا چاہتے ہیں وہ نظام کیوں قائم کرنا چاہتے ہیں؟ اس پر اچھی طرح غور کر کے اس کا سد باب نہیں کیا جائے گا اور ان گمراہیوں کو دور نہیں کیا جائے گا تو بہت جلد وہ وقت بھی آ جائے گا کہ اس آفت سے نمٹنا بڑا دشوار ہو جائے گا، مغربی گمراہیوں کا سد باب ہم سب کی ذمہ داری ہے لیکن ان گمراہیوں کا سد باب محض فتویٰ جاری کرنے سے نہیں ہو سکتا۔ قرآن و حدیث کے کسی حوالے سے نہیں ہو سکتا جو لوگ ان گمراہیوں سے متاثر ہیں وہ دراصل مغرب کی تہذیبی عظمت اور فکری بالا دستی سے متاثر ہیں ان کی گمراہیوں کا سد باب مغربی طرز استدلال اور مغرب کے انداز تحریر و تحقیق ہی سے ہو سکتا ہے یہ ان لوگوں کی ذمہ داری ہے جن کو اللہ نے یہ صلاحیت دی ہے کہ وہ اسلامی نقطہ نظر کو مغرب کے اسلوب بیان اور طرز استدلال کے مطابق بیان کر سکتے ہیں اور مغربی فکر کی کمزوریوں کو عقلی اور منطقی دلائل کی بنیاد پر واضح کر سکتے ہیں۔

اسلام کی اصطلاحات اور معاشی تعلیمات کی اہمیت اور معنویت کو سمجھنے کیلئے اس دور کے معاشی معاملات کا مطالعہ ناگزیر ہے

ان حالات میں سیرت کے حوالے سے ہمیں جو کام کرنا چاہئے وہ ایک نئے اسلوب سے، نئے مواد کی روشنی میں زیادہ جامع اور زیادہ موثر مطالعہ کا کام ہے، جب سیرت کی ابتدائی کتابیں لکھی گئیں جن کی عظمت اور جن کے کارنامے کا اعتراف کرنے میں کوئی تامل کسی کو نہیں کرنا چاہئے اور نہ ان میں کوئی تامل ہو سکتا ہے لیکن ان عظیم الشان مصنفین کو بہت سے ایسے بنیادی مصادر دستیاب نہیں تھے جو بعد میں دستیاب ہوئے، میں نے مولانا شبلیؒ کے بارے میں یہ تذکرہ کیا تھا کہ وہ بار بار اس پر دکھ کا اظہار کرتے تھے کہ تاریخ ابن کثیر نہیں ملتی، تاریخ ابن کثیر مولانا شبلیؒ کو دستیاب نہیں تھی لیکن آج تاریخ ابن کثیر چھپی ہوئی دنیا کے ہر کونے میں موجود ہے، مولانا شبلیؒ کو ابن ہشام کی شرح الروض الانف دستیاب نہیں تھی، اس زمانے تک یہ کتاب شائع نہیں ہوئی تھی اور بھی بہت سی ایسی بنیادی کتابیں ہیں جو آج چھپ کر دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل چکی ہیں لیکن اس زمانے کے مصنفین کے سامنے نہیں تھیں آج دستیاب ہیں آج کمپیوٹر کا زمانہ ہے، اگر اس سارے مواد کو جو آج دستیاب ہے مخطوطات ہر جگہ دستیاب ہیں دنیا کے بڑے بڑے کتب خانوں کے مخطوطات کی سافٹ کاپیاں آنے لگی ہیں، سی ڈیز پر بے شمار مخطوطات آ رہے ہیں ہر شخص کو بیٹھے بیٹھے دستیاب ہیں، بہت سے مخطوطات ہیں جو لوگوں نے ویب سائٹ پر ڈال دیئے ہیں۔

آپ یہاں بیٹھ کر جرمنی اور فرانس میں موجود مخطوطات کا مطالعہ کر سکتے ہیں یہ بات پہلے نہیں تھی آج مسلمان اہل علم اس سارے مواد کو سامنے رکھ کر سیرت پر ایک نئے انداز سے کام کریں اور مستشرقین کے مطالعہ سیرت کو سامنے رکھیں، مستشرقین نے جن معاملات کو اعتراض کا نشانہ بنایا ہے وہ مسلمانوں کے سامنے ہوں تو ان کا جواب بہت آسانی کے ساتھ دیا جا سکتا ہے جواب کے لئے کسی مناظرانہ یا متکلمانہ انداز کی ضرورت نہیں ہے جواب کے لئے ضروری ہے کہ وہ حقائق یا اعتراضات مسلمانوں کے سامنے ہوں اور مسلمان اپنی تحریر میں حضورؐ کی سیرت کو ایسے انداز میں پیش کریں کہ اعتراض کرنے والے کو اعتراض کا موقع ہی نہ ملے۔

ادارایات سیرت یا سیاسیات سیرت کے ساتھ ساتھ ایک اہم موضوع معاشیات سیرت بھی ہے، معاشیات سیرت کا ایک پہلو تو وہ ہے کہ جس کی طرف ڈاکٹر خالد مسعود صاحب نے اشارہ کیا تھا دوسرا اور نسبتاً زیادہ اہم پہلو یہ ہے کہ رسول اللہ کی مبارک زندگی میں مدینہ منورہ میں اور مکہ مکرمہ میں صحابہ کرامؓ کی معاشی زندگی کیسی تھی جو معاشی اصلاحات حضورؐ نے قائم فرمائیں وہ کن ترتیبات کے ساتھ اور کس تدریج کے ساتھ قائم فرمائی اور ماضی میں اس کی شکل کیا تھی اور آخر میں کیا ہوئی یہ ایک ایسا کام ہے جو اس دور کے لحاظ سے ناگزیر ہے آج کل کا دور معاشیات کا دور ہے آج ہر چیز معاشیات کے نقطہ نظر سے دیکھی جا رہی ہے کسی بھی نظام، کسی بھی تعلیم اور کسی بھی تصور کا قابل عمل ہونا یا نا قابل عمل ہونا اس کے معاشی نظام کے حوالے سے دیکھا جاتا ہے، اسلام کی اصطلاحات اور معاشی تعلیمات کی اہمیت اور معنویت کو سمجھنے کے لئے اس دور کے معاشی معاملات کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

آج بعض لوگوں نے کہنا شروع کر دیا ہے کہ اسلام نے جس ربا کو حرام قرار دیا تھا یہ تو وہ ربا تھا جو عربوں میں اسلام سے قبل رائج تھا گویا وہ کوئی ایسا ربا تھا جو آج نہیں پایا جاتا اگر ایسا ہے تو اس کا ثبوت ہونا چاہئے اگر یہ وہی ربا تھا جو آج کے دور میں پایا جاتا ہے تو اس کی نوعیت کیا ہے یہ خود دنیائے اسلام کے عملی مسائل کے حل کے لئے ضروری ہے یہ بات پچھلے چند سالوں میں اتنی کثرت سے کہی گئی اور اتنی اعلیٰ سطحوں پر کہی گئی کہ اس کا نوٹس لیا جانا ضروری ہے سیرت کے علماء اور سیرت کے طلبہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس پر تحقیق کر کے بتائیں کہ عہد نبویؐ میں مالی نظام کیسے قائم کیا گیا یہ مالی نظام اسلام سے پہلے کیا تھا؟ حضورؐ کے آنے سے کیا اصطلاحات آئیں؟ اور جس ربا کی حضورؐ نے ممانعت فرمائی

باقی صفحہ نمبر 49

میری کہانی میری زبانی

ملک اور بیرون ملک سے نومسلم شیعہ خواتین و حضرات کی ولولہ انگیز اور ایمان افروز کہانیوں پر مشتمل سلسلہ

کہانی: سعادت علی سونرا، لیہ

ترتیب: میاں ذوالفقار علی فیصل آباد

شیعہ قوم کا ماتم مجھے بہت زیادہ پسند تھا جب کوئی شخص ماتم پر تنقید کرتا میں اسے مارنے پر تل جاتا تھا مجھے ماتم کرنے سے شیعہ قوم کی اہلبیت اطہار کے ساتھ جانثاری، خدمت گزاری، خلوص، محبت، عشق اور وفا کی جھلک نظر آتی تھی۔

میرا تعلق ضلع لیہ کے معروف شیعہ خاندان سے ہے، ایف اے تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد پولیس میں بھرتی ہو گیا اسلام آباد کے بعد ہائی وے پولیس میں بطور کانسٹیبل ڈیوٹی دینے کے بعد اب آرے بازار لاہور کے تھانے میں تعینات ہوں، ہم چونکہ خاندانی شیعہ ہیں اس وجہ سے میری شادی بھی اپنے خاندان میں ہوئی اللہ پاک نے مجھے تین بچے عنائت فرمائے، زندگی کی گاڑی بہت احسن انداز میں چل رہی تھی کہ ایک موڑ پر آ کر رک گئی۔

ہوا کچھ یوں کہ ہمارے علاقے کے معروف سنی عالم مفتی عمیر نے اہلبیت رسولؐ کی شان میں ایک جلسہ کرایا جس میں نومسلم شیعہ عالم دین مولانا کفایت حسین نقوی کے بھائی، نومسلم شیعہ سہیل عباس نقوی کو دعوت دی گئی جس نے اپنی تقریر کے دوران ماتم پر تنقید شروع کر دی اس نے کہا شیعہ کا ماتم کرنا حرام ہے اس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے، ماتم بے صبری کی علامت ہے اسلام صبر سیکھاتا ہے دکھ، پریشانی اور مصیبت میں ماتم نہیں بلکہ صبر کا مظاہرہ کرنا چاہئے شیعہ کا ماتم دکھلاوا ہے اس سے اسلام کا image خراب ہوتا ہے، مولانا سہیل عباس نقوی کی باتیں سن کر مجھ سے رہا نہ گیا میں جلسہ گاہ پہنچ گیا اور میں نے بھرے مجمع میں کہہ دیا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو رسول اللہؐ کے تابعی حضرت اویس قرنیؒ نے نبی کریمؐ کے عشق میں اپنے دانت نہیں توڑ دیئے تھے مولانا سہیل عباس نقوی نے میری باتیں غور سے سنیں انہوں نے بڑے تحمل سے اس بات کا جواب شیعہ کی مشہور کتاب رجال کشی سے دیا انہوں نے بتایا کہ جب اس بات کا علم نبی کریمؐ کو ہوا تو آپؐ نے آئندہ ایسا کرنے سے منع فرما دیا تھا جس عمل کو آنحضورؐ امت کے لئے منع کر دیں اور وہ بھی شیعہ مذہب کی کتاب میں لکھا ہو، اس عمل کو جواز بنا کر ماتم کیا جائے تو یہ نبی کریمؐ کے حکم کا مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ آنحضورؐ کا ارشاد ہے کہ انسان کا جسم اللہ پاک کی امانت ہے کسی شخص کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے جسم کے کسی حصے کو ایذاء پہنچائے پھر انہوں نے شیعہ رہنما ملاں باقر مجلسی کی کتاب حق الیقین کا ایک حوالہ دے کر کہا کہ ایک مرتبہ نبی کریمؐ نے اپنے نواسے سیدنا حسنؓ کو گود میں بٹھا کر فرمایا تھا کہ......

''یہ میرا نواسہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کروائے گا''۔

جس عمل کو آنحضورؐ امت کیلئے منع کر دیں اس عمل کو جواز بنا کر ماتم کرنا نبی کریمؐ کے حکم کے مذاق اڑانے کے مترادف ہے

یہ دو مسلمان گروہ کون سے ہیں ایک گروہ میں حضرت علی المرتضیٰؓ کے ساتھ چلنے والے ہیں اور دوسرے گروہ میں حضرت سیدنا امیر معاویہؓ کے ساتھ چلنے والے ہیں اب بتاؤ یہ حدیث شیعہ مصنف نے اپنی کتاب میں نقل کی ہے اس میں حضرت امیر معاویہؓ کو مسلمان گروہ کا سردار

جن صحابہ کرامؓ کو شیعہ صبح و شام گالیاں دیتے ہیں، وہی شخصیات ان کے اماموں کے لیے تعظیم کا درجہ رکھتی ہیں

قرار دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ شیعہ قوم سیدنا حسنؓ کو دوسرا امام مانتے ہیں اور انہیں معصوم کہتے ہیں حضرت سیدنا حسنؓ نے سیدنا امیر معاویہؓ کے ساتھ صلح کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت کی ان کی خلافت کو تسلیم کیا انہیں سیدنا علی المرتضیٰؓ والی خلافت عطا فرمائی، جو خلافت حضرت حسنؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کو عنائت کی تھی یہ خلافت راشدہ تھی یا خلافت ملوکیت؟ اگر یہ خلافت جس پر حضرت حسنؓ نے بیعت کی تھی یہ خلافت راشدہ تھی تو پھر حضرت امیر معاویہؓ بھی خلیفہ راشد ہوئے، ان پر تنقید کرنا یا انہیں برا کہنا اسلام میں قطعاً جائز نہیں ہے۔ پھر انہوں نے شیعہ مذہب کی کتابوں کے حوالے دے کر بیان کیا کہ نبی کریمؐ کی ایک بیٹی نہیں بلکہ چار بیٹیاں تھیں اگر آپؐ کی صرف ایک بیٹی ہوتی تو قرآن میں صرف ایک بیٹی کا ذکر کیا جاتا قرآن میں ایک نہیں بلکہ دو سے زیادہ بیٹیوں کا ذکر موجود ہے اسی طرح انہوں نے خاندان نبوت اور دیگر صحابہ کرامؓ کی رشتہ داریوں کا ذکر کیا حضرت علیؓ کی بیٹی سیدہ ام کلثومؓ جو سیدہ فاطمہؓ کے بطن سے تھیں ان کا سیدنا عمرؓ سے نکاح ثابت کیا۔ یہ بات میرے لیے انتہائی حیران کن تھی کہ سیدنا علی المرتضیٰؓ نے اپنی سگی بیٹی کا نکاح حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ کیا! اس سے تو ان کی آپس میں محبت، الفت اور پیار کا پتہ چلتا ہے جبکہ ہمارے مذہب میں ان کی دشمنی نظر آتی ہے بلکہ ہمارے مذہب کے مطابق سیدنا عمر فاروقؓ نے سیدہ فاطمہؓ کو نعوذ باللہ دھکے دیئے تھے۔

میں شک میں پڑ گیا کہ سیدہ ام کلثومؓ کیسی بیٹی ہے کہ اس کی ماں کو جس شخص نے نعوذ باللہ دھکے دیئے ہوں اور وہ ایسے شخص کے ساتھ شادی پر راضی ہو جائے، مولانا سہیل عباس نقوی کی تقریر نے گویا میری زندگی بدل دی میں سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ یہ کیسا مذہب ہے جس میں اتنے تضادات موجود ہیں۔ کہ جن لوگوں کو ہم صبح شام گالیاں دیتے ہیں وہی شخصیات ہمارے اماموں کے لئے تعظیم کا درجہ رکھتی ہیں، کوئی شخص اپنی بیٹی کسی ناپسندیدہ شخص کو نہیں دے سکتا۔

مجھے شیعہ مذہب کی حقیقت کا پتا چلنے لگا میں سمجھ گیا کہ شیعہ مذہب دجل وفریب اور دھوکے کے سوا اور کچھ نہیں ہے میں نے اسی جلسے میں شیعہ مذہب چھوڑنے کا اعلان کر

دیا جس سے سب سامعین خوش ہوئے، مفتی عمیر نے مجھے گلے لگالیا۔ میں نے گھر آکر سب سے پہلے اپنے گھر پر لگا ہوا شیعہ کا علم اتار کر نیچے پھینک دیا جس پر میرے والد اور بھائی بہت غصہ میں آگئے انہوں نے میرے ساتھ جھگڑا شروع کر دیا میں بضد رہا کہ اب میں شیعہ مذہب کی علامت یہ علم کو دوبارہ اپنے گھر پر نصب نہیں ہونے دوں گا، اگلے روز میں عامر ہمدانی سے ملا انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور پڑھنے کے لئے کچھ کتابیں دیں اس کے علاوہ انہوں نے شیعہ مذہب کے انتہائی معتبر اور عظیم رہنما جو آیت اللہ خمینی کے استاد کے بیٹے ہیں ان کی کتاب "اصلاح شیعہ" دی جس میں الموسوی نے شیعہ مذہب کی تمام خرافات کا ذکر کر کے ان کا رد کیا ہے انہوں نے شیعہ مذہب کے سب سے بڑے ہتھیار تقیہ اور متعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اسے اسلام کے خلاف سازش قرار دیا ہے۔

میں نے شیعہ مذہب سے مکمل توبہ کا اظہار کیا تو اللہ پاک نے مجھے ایمان کی ایسی حلاوت سے بہرہ ور کیا جسے زندگی بھر بھلا نہیں سکوں گا، یہ مذہب چھوڑنے کے بعد مجھ پر سب سے پہلا حملہ میرے سسرال کی طرف سے ہوا، اس وقت میری بیوی ابھی مسلمان نہیں ہوئی تھی میرے سسر اور دیگر رشتہ دار میری بیوی اور بچوں کو زبردستی اپنے گھر لے گئے ان کا پہلا مطالبہ یہی تھا کہ شیعہ مذہب میں دوبارہ واپس آجاؤں میں نے کہا بچے چھوڑ سکتا ہوں اپنی بیوی سے علیحدہ رہ سکتا ہوں لیکن شیعہ مذہب قبول نہیں کر سکتا مجھے قتل کی دھمکی دی گئی لیکن اللہ پاک نے مجھے استقامت دی جس پر اللہ پاک کا جتنا شکرادا کروں کم ہے۔

سپاہ صحابہؓ کے بانی مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی تقاریر نے مجھے بہت متاثر کیا میں نے علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ کی تقاریر کے ساتھ ساتھ ان کی کتابیں بھی پڑھی ہیں ان سے میں نے بہت زیادہ راہنمائی حاصل کی اپنے رشتہ داروں کے ساتھ مکالمہ کے دوران مجھے کبھی بھی حزیمت نہیں ہوئی بلکہ ہر موقع پر انہیں میرے موقف اور وزنی دلائل کے آگے سر جھکانا پڑا ہے۔ شیعہ مذہب کا سب سے بڑا پیغام یہی ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ اہلبیتؓ کے دشمن تھے، صحابہ کرامؓ نعوذ باللہ منافق تھے جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اگر تمہارے نزدیک تمام صحابہ کرامؓ نعوذ باللہ منافق ہیں تو پھر حضرت علی المرتضیٰؓ نے خلیفہ اول سیدنا ابوبکرؓ کو اور ان کے بعد حضرت عمرؓ کو اپنا امام کیوں مانا تھا، انہوں نے ان کے خلاف اعلان بغاوت کیوں نہ کیا؟ وہ ان کے ادوار میں خاموش کیوں رہے؟ حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنے بیٹے حضرت حسنؓ کو اپنا جانشین نامزد کیوں کیا تھا؟ اس دور کے شیعان علی نے حضرت حسنؓ پر حملہ کیوں کیا تھا؟ پھر سیدنا حسنؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ صلح کیوں کی؟ حضرت حسنؓ نے اپنی خلافت حضرت امیر معاویہؓ کو کیوں دی تھی؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کے جوابات پوری شیعہ قوم کے پاس نہیں ہیں شیعہ مذہب کے اندر تقیہ کے نام پر جھوٹ

ماتم بے صبری کی علامت ہے اسلام صبر سیکھاتا ہے دکھ، پریشانی اور مصیبت میں ماتم نہیں بلکہ صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے

اور منافقت بڑی کثرت کے ساتھ موجود ہے شیعہ کا کوئی راہنما ساجد نقوی ہو یا علامہ موسوی، کوئی بھی اس منافقت سے پاک نہیں ہے یہ لوگ پبلک کے سامنے کہتے ہیں کہ ہم صحابہ کرامؓ کو برا نہیں کہتے لیکن ان کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک یہ خلفاء ثلاثہ پر نعوذ باللہ تبرا نہیں کرتے۔ جہاں تک شیعہ مذہب کو میں سمجھا ہوں اللہ پاک نے ماتم اور عزہ داری کے نام پر ان پر قیامت تک کے لئے عذاب نازل کیا ہوا ہے۔ جس سے یہ لوگ کبھی بھی جان نہیں چھوڑا سکتے ہیں جب میری بیوی اور بچوں کو علیحدہ ہوئے کئی مہینے گزر گئے تو برادری کے چند سنجیدہ لوگوں نے اس شرط پر ہماری صلح کروادی کہ میں اپنی بیوی کو شیعہ مذہب کی رسومات ادا کرنے سے نہیں روکوں گا یہ شرط مان کے میں اپنی بیوی اور بچوں کو گھر لے آیا چند مہینے بعد میری بیوی کو بھی اللہ پاک نے ایمان کی دولت نصیب فرمادی اب وہ بھی مکمل طور پر شیعہ مذہب سے تائب ہو چکی ہے، میری دعا ہے کہ اللہ پاک ہمیں استقامت نصیب فرمائیں، آمین۔

میں نے اپنے گاؤں میں علامہ غلام عباس قتی جو شیعہ مذہب چھوڑ کر حال ہی میں مسلمان ہوئے ہیں ان کا جلسہ کروایا جلسہ میں سوال وجواب کی نشست ہوئی جس کا ہمارے علاقہ کے نوجوانوں پر بڑا مثبت اثر ہوا کافی نوجوان شیعہ مذہب چھوڑنے پر راضی ہو چکے ہیں اس جلسہ کے خلاف میرے رشتہ داروں نے مقامی تھانہ میں درخواست دی جس میں غلام عباس قتی کے علاوہ میرا نام بھی مقدمہ درج کروایا گیا حالانکہ میں گورنمنٹ ملازم ہوں، اللہ پاک کی مدد اور عنائت سے میں اس مقدمہ سے بھی سرخرو ہو جاؤں گا آپ بھی میرے لیے دعا کریں۔

تمام قارئین "نظام خلافت راشدہ" سے درخواست ہے کہ میرے لئے خصوصی دعا فرمائیں، آمین۔

☆☆☆☆☆

بزمِ قارئین

☆:......اللہ کا ذکر کرتے رہا کرو چاہے گھر میں ہو یا راستے میں کیونکہ جس چیز کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے چاہے وہ پتھر، پھول، درخت یا کچھ بھی ہو قیامت کے دن گواہی دے گی کہ......

یا اللہ تیرا یہ بندہ تیرے ذکر میں مشغول رہتا تھا اس کو بخش دے۔

0335-4428711

☆:......مولانا شمس الرحمٰن معاویہ شہیدؒ کی یاد میں

ہوا کے رخ پر چراغ الفت کی لو بڑھا کر چلا گیا
وہ اک دیے سے نہ جانے کتنے دیے جلا کر چلا گیا

☆:......مولانا شمس الرحمٰن معاویہ شہیدؒ کی یاد میں

کڑے سفر کا تھکا مسافر تھکا ہے ایسا کہ سو گیا ہے
خود اپنی آنکھیں تو بند کرلیں ہر آنکھ لیکن بھگو گیا ہے

0313-7467335 اہلسنت والجماعت سٹی شیخوپورہ

☆:......اے خدا

مجھے مال وزر کی ہوس نہیں...... مجھے بس تو رزق حلال دے
میرے ذہن میں تیری فکر ہو...... میری سانس میں تیرا ذکر ہو
تیرا خوف میری نجات ہو...... سبھی خوف دل سے نکال دے
تیری بارگاہ میں اے خدا...... میری روز و شب ہے یہی دعا
تو رحمان ہے تو کریم ہے...... ہمیں مشکلوں سے نکال دے

0335-4428711

☆:......دسمبر کے شمارہ میں مولانا اشرف ساجد کا دل سوز مضمون "صحابہ کرامؓ کے سچے عاشق صادق کی رحلت" پڑھ کر دل مسرور ہوا، حضرت سے گزارش ہے کہ آئندہ بھی ایسے غلامان صحابہؓ کی روداد سے ہمیں محظوظ فرمائیں،

محمد عکاشہ کروڑ لعل عیسن

☆:......مضمون "شیعہ سنی کشمکش" سے پہلے جو جماعت کا موقف پیش کیا گیا اس میں ہمارے دلوں کی ترجمانی کی گئی ہے، ہماری گزارش ہے کہ اس پر مستقل مضمون شائع کیا جائے۔ محمد جنید اقبال، لیہ

☆:......دسمبر کے شمارہ میں "صحابہ کون تھے" پڑھ کر ایمان کو تازگی ملی۔ رضوان مغل لاہور

☆:......مولانا بشر تہامی کا مضمون "شہادت حسینؓ" بہت زبردست تھا اس طرح کے مدلل مضامین علم میں بہت اضافے کا سبب بنتے ہیں۔ محمد انس مانسہرہ

☆☆☆☆☆

CamScanner

نگر نگر مشن ہمارا

☆:......سانگھڑ، علامہ محمد احمد لدھیانوی کی مدبرانہ قیادت میں اہلسنت والجماعت کی قانونی جد وجہد کو سلام، آئینی راستے سے گستاخان صحابہ کے گرد مزید گھیرا تنگ ہوگیا ٹنڈو آدم میں سول کورٹ نے سیدنا فاروق اعظمؓ کی توہین کرنے والے شیعہ شہباز کو تین سال قید اور دس ہزار روپے جرمانے کی سزا سنا دی، تمام مسلمانوں کو مبارک ہو۔

0301-6005648

☆:......قربانی:

لودھراں دنیا پور کے قریب چک M26 میں خطیب اہلسنت مولانا طاہر مہروی اور روحانی معالج پیر چن شاہ بریلوی نے گستاخ صحابہ شیعہ انسپکٹر کا جنازہ پڑھانے سے صاف انکار کر دیا "مسجد چھوڑی جا سکتی ہے شیعہ کا جنازہ پڑھا کر خدا، رسول اور صحابہ کرامؓ کی ناراضگی مول نہیں لے سکتے" مولوی صاحب کا اعلان۔ چک والوں نے مولوی صاحب کو گاؤں سے نکال دیا، اہلسنت نیوز

☆:......مظفر گڑھ، قاری سعید احمد جنڈ کراچی میں شیعہ دہشت گردوں کی فائرنگ سے شہید ہو گئے، شہید کا استقبال کیا گیا اور جنازہ ان کے آبائی گاؤں بستی مور یہ بیٹ انگڑا میں ادا کی گئی۔

اہلسنت والجماعت سناواں

☆:......اہلسنت والجماعت کبیر والا کے بڑھتے قدم:

یونٹ عثمان بن عفانؓ نے اپنے علاقہ پل غلامان صحابہؓ میں چوک فاروق اعظمؓ اور چوک علی المرتضیٰؓ کے نام سے منسوب کر کے بورڈ نصب کر دیے، کارکنان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی......محمد وقار معاویہ

☆:......مولانا ربنواز طاہر کی تین سالہ بے مثال کارکردگی اور قیادت پر ہمیں فخر ہے کیونکہ انہوں نے ذمہ داران و کارکنان سے مکمل رابطے، تحصیل یونٹوں کے دورے علمائے کرام سے رابطے، ضلعی انتظامیہ سے مکمل رابطہ، محرم الحرام میں بائیس سالہ امن معاہدے کی پاسداری، اہل تشیع کے دھرنے کے باوجود ماتمی جلوس گلی تک محدود، انجمن تاجران و ٹرانسپورٹ ذمہ داران سے رابطے، قومی و صوبائی الیکشن میں حصہ اور بہترین حکمت عملی کا مظاہرہ فرمایا، اے قائد اللہ آپ کی حفاظت فرمائے،

منجانب: وحید الرحمٰن ترجمان و کارکنان ضلع مانسہرہ

☆:...... خوشخبری، اہلسنت والجماعت کے بے باک ترجمان ہفت روزہ "نوائے اہلسنت" کا کراچی سے کامیاب اجراء ہو چکا ہے۔ قاری سمیع اللہ فاروقی

☆:......14 دسمبر بروز اتوار مرکز اہلسنت قصر فاروق اعظمؓ عید گاہ جیا موسیٰ شاہدرہ لاہور میں اہلسنت والجماعت سٹی کی (سابقہ) مکمل باڈی اور کارکنان کی "تقریب الوداع و عزم نو" منعقد ہوئی، تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مفتی محمد عمر حیدری خطیب مرکز مولانا ارشد عثمانی سابق صدر تحصیل سٹی، مولانا فداء الرحمٰن فاروقی سابق جنرل سیکرٹری تحصیل سٹی نے اپنے مفصل بیانات میں شرکاء تقریب کو "تکمیل مشن جھنگوی" کے لئے جوش و جذبے سے بے مثال کارکردگی پر خراج تحسین پیش کیا اور پہلے سے بڑھ کر صبر و استقامت کے ساتھ کام کرنے کا حلف لیا جبکہ شرکاء تقریب کے لئے تحصیل عہدیداران کی طرف سے ظہرانے کا اہتمام بھی کیا گیا۔

محمد رشیدی معاویہ سابق سیکرٹری اطلاعات لاہور

☆☆☆☆☆

بقیہ صفحہ نمبر 46

اس کی نوعیت اور طریقہ کار کیا تھا جب ترمیم اور اصلاح فرمائی تو اس کے بعد کیا شکل سامنے آئی؟ پھر مکہ مکرمہ اور طائف میں جو تجارتی سرگرمیاں تھیں جس کا بڑا حصہ اسلام سے پہلے سود کی بنیاد پر ہوتا تھا اور رسول اللہؐ نے اسی سود کو بالآخر حرام قرار دیا اور ان تمام دعاوی کو خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر کالعدم قرار دیا اس کی پوری تفصیل اور پورا نقشہ ہمارے سامنے ہونا چاہئے یہ بات نہ صرف اس دور میں سود کی حرمت کی معنویت کو جاننے کے لئے ضروری ہے بلکہ دور جدید میں بلاسودی تجارت اور معیشت کا جو بھی نقشہ مرتب کیا جائے اس کے لئے ضروری ہے کہ اس دور میں جب ان تبدیلیوں کا آغاز ہوا، اس کے بارے میں ایک مکمل اور مفصل نقشہ ہمارے سامنے ہو جو ہر قسم کے شک و شبہ اور تامل سے بالاتر ہو۔

مدینہ منورہ میں یہودیوں کی سرگرمیوں کی طرف میں نے اشارہ کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ یہودیوں نے مدینہ منورہ میں اپنی تجارتی بالادستی قائم کر رکھی تھی تجارت اور بازاران کے کنٹرول میں تھے مدینہ کی پوری معیشت بالآخر ان کے کنٹرول میں آ گئی تھی اسی سود کی وجہ سے وہ مدینہ منورہ کی بہت سی زمینوں کے مالک بن گئے تھے۔ رسول اللہؐ نے جب سود کو حرام قرار دیا تو یہودیوں کی بالادستی کو ختم کرنے کے لئے آپؐ نے ربا الفضل کو بھی حرام قرار دے دیا، ربا الفضل کی نوعیت کیا تھی اس کی حکمتیں کیا تھیں؟ اس کی حرمت کے نتائج اور اثرات کیا تھے؟ اس پر آج کل معاشی نقطہ نظر سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

سیاسیات سیرت کے ضمن میں، میں نے ایک اہم مضمون کی طرف اشارہ کیا تھا وہ قبائل سے تعلقات تھے رسول اللہؐ نے مختلف قبائل کے ساتھ تعلقات قائم فرمائے ان تعلقات کو تبلیغ اسلام اور دعوت اسلام کے فروغ کے لئے آپؐ نے استعمال فرمایا لیکن ان تعلقات کا پس منظر کیا تھا؟ ان میں سے ایک کی طرف میں نے اشارہ کیا تھا کہ رسول اللہؐ نے حضرت عمرو امیہ الضمری ہی کو کیوں نجاشی کے دربار میں سفیر بنا کر بھیجا؟ وہ پس منظر سامنے ہو تو ان کے انتخاب کی معنویت اور حکمت سمجھ آ جاتی ہے اس طرح سے بعض واقعات ہیں جو جس انداز سے بیان ہوئے ہیں ان سے ان کی حقیقی حکمت کا اندازہ کرنا بہت دشوار ہوتا ہے۔

نفسیات سیرت کی طرف میں نے اشارہ کیا تھا کہ نفسیات سیرت میں کون کون سے پہلو ہیں، دعوت و تبلیغ میں نفسیات کے کیا پہلو ہیں؟ حکمت دعوت و تبلیغ کیا ہے؟

مکالمہ مع الغیر میں سیرت کی رہنمائی کیا ہے؟ پھر دوسرے علوم پر سیرت کے اثرات کیا ہیں؟ اسلام کا بین الاقوامی قانون تو براہ راست سیرت سے متاثر ہے لیکن تاریخ نویسی پر، علم رجال پر، فقہ اسلامی پر، تفسیر پر، تصوف پر ان تمام علوم پر سیرت کے براہ راست اثرات ہوئے ہیں وہ کیا اثرات ہیں؟ یہ چیزیں ایک نئی تحقیق کی متقاضی ہیں۔

قدیم کتب کے مغربی زبانوں میں تراجم درکار ہیں، آج مسلمانوں میں مغربی زبانیں جاننے والے ہزاروں کی تعداد میں ہیں قدیم کتابیں ترجمہ ہو بھی رہی ہیں لیکن مزید ترجمہ کی ضرورت ہے۔

اجتماعیات سیرت یعنی (sociology of sirah) اس کے بعض ضروری پہلوؤں کی طرف میں نے اشارے کئے تھے اور عرض کیا تھا کہ شاہ ولی اللہؒ ایک اعتبار سے اس فن کے موسس ہیں کہ انہوں نے السیاسیات الملیہ اور الاجتماعیات الملیہ کے نام سے اس مضمون سے بحث کی ہے اور اس کی طرف بعض اشارے کئے ہیں۔

☆☆☆☆☆

CamScanner

آپ کی مشکلات کا روحانی وطبی حل

خالق کائنات اللہ رب العزت نے حضور پاک ﷺ کو طبیب کامل بنا کر بھیجا آپ ﷺ نے لوگوں کا علاج قرآن پاک کے ساتھ ساتھ جڑی بوٹیوں سے بھی فرمایا کبھی شہد کبھی کلونجی اور کبھی عجوہ کھجور کے ساتھ مختلف امراض کا علاج کیا ہے۔ غرض یہ کہ آقا دو جہاں ﷺ نے انسانیت کا علاج روحانی بھی کیا اور جسمانی بھی، ذیل میں ہم طب نبی ﷺ کے دونوں طریقوں کو عوام الناس تک پہنچا رہے ہیں۔

مشکل مسائل کے حل کے لئے:

"ایاک نعبد و ایاک نستعین"

روزانہ باوضو ایک ہزار مرتبہ پڑھنا انشاء اللہ ثم انشاء اللہ ہر طرح کے مسائل کے حل کے لئے مجرب ہے۔

خواص آیت قطب:

"ثم انزل علیکم ... علیم بذات الصدور"

سورۃ آل عمران پارہ نمبر 4 آیت نمبر 154

ہر روز چالیس مرتبہ نماز فجر کے بعد پڑھ کر جو مراد اللہ تعالیٰ سے مانگو ملے گی۔

کسی حاکم سے کوئی کام ہو تو دو رکعت بہ نیت قضائے حاجت پڑھ کر اس آیت کو مصلّی پر بیٹھے تین مرتبہ پڑھ کر ہاتھوں پر دم کر کے چہرے پر پھیر لیں انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔

آسیب زدہ کے بائیں کان میں دم کریں آسیب بھاگ جائے گا۔

لڑائی کے میدان میں فتح یابی کے لئے میدان جنگ میں جانے سے پہلے 15 مرتبہ پڑھیں۔

دشمن کے گھر پر چار مرتبہ پڑھ کر دم کریں اور دشمن کے سامنے بارہ مرتبہ پڑھنے سے دشمن مطیع ہوگا۔

سات مرتبہ پڑھ کر محفل میں بیٹھیں لوگ عزت کریں گے۔

جو شخص ہزار مرتبہ روزانہ پڑھے غیب سے رزق پائے۔

بچھو یا سانپ کے ڈسے پر 3 مرتبہ پڑھ کر دم کرنے سے آرام ہوگا۔

خطیب اور واعظین خطبے اور وعظ سے پہلے تین مرتبہ پڑھ لیں آسانی ہوگی۔

جسم میں جہاں بھی درد ہو سات مرتبہ پڑھ کر دم کرنے سے درد ختم ہو جائے گا۔

غریبی اور خوشحالی:

سات چیزوں کے کرنے سے غربت آتی ہے۔

نماز جلدی جلدی پڑھنے سے، کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے، پیشاب کرنے کی جگہ وضو کرنے سے، کھڑے ہو کر پانی پینے سے، منہ سے چراغ بجھانے سے، دانت سے ناخن کاٹنے سے، دامن یا آستین سے منہ صاف کرنے سے۔

سات چیزوں کے کرنے سے خوشحالی آتی ہے

قرآن کریم کی تلاوت کرنے سے، پانچوں وقت نماز پڑھنے سے، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے سے، غریبوں اور مجبوروں کی مدد کرنے سے، گناہوں سے معافی مانگنے سے، ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے سے، صبح کے وقت سورۃ یٰسین اور شام کے وقت سورۃ واقعہ پڑھنے سے۔ (اسلامی وظائف ص 345)

کام میں برکت کے لئے:

ایک صحابی رسولؐ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ نے دعا فرمائی اے اللہ سویرے (صبح) میں میری امت کے لئے برکت عطا فرما چنانچہ خود امام المجاہدین حضرت محمد رسول اللہؐ جب کوئی لشکر روانہ فرماتے تو صبح سویرے روانہ فرماتے، ایک صحابی حضرت صخرؓ تاجر تھے وہ اپنا تجارتی مال ہمیشہ صبح سویرے بھیجا کرتے اس کی برکت سے وہ خوشحال اور سرمایہ دار ہو گئے۔

طبیب دو عالم کا ارشاد گرامی ہے جو صبح جلد بیدار ہوا، اس کا جسم بہ عافیت رہا وہ اپنے خاندان میں مامون ہوگا اس کے پاس دن کی روزی ہوگی گویا پوری دنیا اس کے سامنے لاکر رکھ دی گئی۔

طب نبوی ﷺ:

خبز (روٹی):

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نبی کریمؐ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا..... "قیامت کے دن زمین ایک روٹی بن جائے گی جس کو اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ سے جنتیوں کی مہمان نوازی کے لئے اوندھا کرے گا جیسا کہ کوئی سفر میں اپنا زادِ راہ اپنے ہاتھ سے نکال کر لیتا ہے"۔

ابو داؤد شریف میں ہے کہ رسول اللہؐ کی سب سے مرغوب غذاء روٹی سے بنی ہوئی ثرید اور گھی، کھجور اور ستو سے تیار کی ہوئی ثرید تھی۔

ابو داؤد شریف میں ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ میرے پاس گیہوں کی روٹی ہو جس میں گھی ملا ہوا اور دودھ میں بھگوئی ہو، قوم کا ایک شخص کھڑا ہوا اور جا کر ان چیزوں کو تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیا آپؐ نے دریافت کیا کہ گھی کس برتن میں تھا اس نے بتایا کہ گوہ کے ڈبے میں تھا آپؐ نے فرمایا کہ اسے اٹھا کر لے جاؤ۔

بیہقی شریف میں ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا روٹی کا اعزاز کرو، اس کا اکرام یہ ہے کہ اس کے ساتھ شوربے کا انتظار نہ کیا جائے۔

گیہوں کی روٹی کا مزاج دوسرے درجے کے درمیان میں گرم ہے اور رطوبت اور یبوست میں اعتدال کے قریب ہے اور یبوست کا مادہ اس میں آگ پر پکانے کی وجہ سے ہوتا ہے جتنی زیادہ پختہ ہوگی اس میں اتنی ہی زیادہ خشکی ہوگی اور جتنی کم پختہ ہوگی اسی حساب سے اس میں رطوبت ہوگی، روٹی کی عمدہ اور اعلیٰ قسم وہ ہے جو خمیری اور عمدہ گوندھی ہوئی ہو پھر تنور کی پکی ہوئی روٹی کا درجہ ہے سب سے عمدہ روٹی تازہ گیہوں سے تیار کی جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

خط وکتابت کے لیے

نقشبندی و روحانی علاج گاہ

محمد عمر فاروق نقشبندی

جامع مسجد محمدیہ بخاری چوک قاسم بازار سمندری فیصل آباد

0303-7740774

صبح 10 بجے سے 12 بجے تک وقت کا لحاظ رکھیں

ایمان کی دولت سے بہرہ ور ہونے والے شیعہ خواتین و حضرات
کی ولولہ انگیز کہانیوں پر مشتمل انتہائی خوبصورت کتاب

ہمیں ایمان کیسے ملا؟

سلسلہ وار نظام
خلافتِ راشدہ
میں 5 سال تک شائع ہونے والی سچی کہانیاں
آپ دوستوں کو یہ قیمتی تحفہ عنائت کر سکتے ہیں۔

عنقریب
منظرِ عام
پر آرہی ہے

خوبصورت جلد | اعلیٰ کاغذ | مناسب قیمت | عمدہ طباعت

منجانب
اشاعت المعارف فیصل آباد

رابطہ کے لیے
0306-7810468
0331-6011139

CamScanner

2015

خلافتِ راشدہ ڈائری

- خوبصورت طباعت
- بلند معیار
- تاریخ ساز
- مضبوط جلد
- شہداء ناموس صحابہؓ کی تاریخہائے شہادت
- نصیحت آموز اقوال کا مجموعہ
- انتہائی مناسب قیمت
- معلومات کا خزانہ

چھپ چکی ہے

- نامور صحابہؓ و اہم شخصیات کے ایامِ وفات و شہادت
- آپ کی مشکلات کا روحانی حل
- وزن، حجم اور مقدار کے پیمانے
- قرآنی آیات، احادیث اور بزرگوں کے اقوال
- ملکی و غیر ملکی فون کوڈ نمبرز
- ملک بھر کے مقررین و نعت خواں کے فون نمبرز
- اسلام کے بنیادی عقائد کا تعارف
- سال بھر کی نمازوں کے اوقات
- نقشہ سحر و افطار
- ٹیلی فون انڈکس
- دنیا کے اہم ممالک کے دار الخلافے، کرنسی، آبادی، اوقات
- نامور مدارس، شخصیات، اہم جگہوں کے فون نمبرز
- گزشتہ اور آئندہ سال کا ہجری و عیسوی کیلنڈر

آج ہی اپنی کاپی محفوظ کروالیں

علماء، وکلاء، اور اہل دانش کو آپ یہ تحفہ میں دے سکتے ہیں

ہدیہ 300 روپے

رابطے کے لیے

انچارج خلافتِ راشدہ ڈائری

فیصل آباد پاکستان

0306-7810468 041-3420396

وقت صبح 9 بجے سے شام 6 بجے